

محی ملت ومظہر تجلیات یزدانی رفیع الشان سید شاہ غلام افضل بیابانی



حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف ابوالبیان سبحانی شاہ بیابانی رفاعی القادری۔

EMAIL: CONTACT@AFZALBIABANI.NET

لمعات بیابانی

فی

تذکرات افضل ثانی

حضرت اعلیٰ واقدس سید شاہ غلام افضل بیابانی (مالک قبلہ) قدس اللہ سرہٗ

مولف

سید خواجہ سعادت حُسین شاہ بیابانی

حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف ابوالبیان سجانی شاہ بیابانی رفائی القادری۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ۝

لمعات بیابانی

فی

تذکرات افضل ثانی

حضرت اعلیٰ واقدس سید شاہ غلام افضل بیابانی (مالک) قبلہ قدس سرہ العزیز

تالیف:

سید خواجہ سعادت حسین شاہ بیابانی

مرتبہ:

سید خواجہ محبوب حسین (عرف محبوب پیا)

EMAIL: CONTACT@AFZALBIABANI.NET

نام کتاب — لمعات بیابانی (فی تذکرات افضل ثانی قدس اللہ سرہٗ)

تالیف — حضرت سید شاہ خواجہ سعادت حسین بیابانیؒ

مرتب — سید خواجہ محبوب حسین (عرف محبوب پیا)

باراول — ۲۴ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

تعداد — ۵۰۰

مطبوعہ — شمع پریس منڈی بازار ورنگل

پتہ — مکان نمبر 158-1-24 محلہ افضل نگر درگاہ شریف
قاضی پیٹھ، ضلع ورنگل

رابطہ — 8686616407

ہدیہ — 100/Net

ناشر

مرکزی بزم افضل بیابانیؒ قاضی پیٹھ شریف

EMAIL:CONTACT@AFZALBIABANI.NET

حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف ابوالبیان سجانی شاہ بیابانی رفاعی القادری۔

فہرست مضامین

Syed Shah Gulam Afzal Biabani

(Khusro Pasha)

Sajjada Nasheen Darga Shareef Kazipet,
Qazi Sarkar Warangal.
Chairman :- A.P. State Waqf Board Hyderabad.
Member of Central Waqf Council of India, New Delhi.

ابوالخیر سید شاہ غلام افضل بیابانی
(خسرو پاشاہ)
سجادہ نشین درگاہ شریف قاضی پیٹ، قاضی سرکار ورنگل
صدر نشین وقف بورڈ آندھرا پردیش، حیدرآباد۔
و رکن سنٹرل وقف کونسل آف انڈیا نئی دہلی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہ بڑے مسرت کی بات ہے کہ جناب سید خواجہ محبوب حسین بیابانی المعروف بہ محبوب بیا صاحب مؤظف لکچرر اپنے والد بزرگوار حضرت سید خواجہ سعادت حسین شاہ بیابانی کی تحریر کردہ کتاب "لمعات بیابانی" کی اشاعت عمل میں لا رہے ہیں۔

یہ کتاب آج سے تقریباً ۵۰ سال قبل کی تحریر کردہ ہے جس میں مؤلف نے اپنے پیر و مرشد حضرت اقدس سید شاہ غلام افضل بیابانی المعروف بہ مالک قبلہ جو حضرت اعلیٰ و اقدس سید شاہ افضل بیابانی الرفاعی القادری کے پوترے، سجادہ نشین، قاضی سرکار ورنگل اور اپنے وقت کے جید عالم تھے کے زہد و تقویٰ، ریاضت، مراتب عالیہ اور آپ کے تصرفات (کرامات) کو صحیح انداز میں بیان کیا ہے جو فی الواقعی حضرت مالک قبلہ قدس سرہٗ کے شایان شان ہے حضرت مالک قبلہ کی ذاتِ بابرکت وابستگان سلسلۂ بیابانیہ کے لئے "مینارِ نور" کی حیثیت رکھتی ہے۔

امید کہ سلسلہ بیابانیہ کے مریدین، معتقدین، و عامۃ المسلمین اس کتاب سے مستفید ہوں گے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کتاب ہذا اور اس کے شائع کرنے والے کو دادا حضرت قبلہ محبوب محبوب سبحانی حضرت اعلیٰ و اقدس سید شاہ افضل بیابانی کے صدقہ و طفیل اپنے فضل و کرم سے ان کی خدمات کو قبول و منظور فرما کر انھیں سعادت دارین نصیب فرمائے آمین

فقط

المرقوم ۱۴ر جنوری ۲۰۱۲ء

سید غلام افضل بیابانی خسرو پاشاہ
متولی و سجادہ نشین درگاہ شریف قاضی پیٹ
رکن سنٹرل وقف کونسل آف انڈیا نئی دہلی

مولانا مولوی سید احمد اللہ حسینی صاحب

بی۔اے شعبہ دینیات متعلقہ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن

نَحمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الکَرِیْمِ

میں نے اس مقدس تذکرہ کا از ابتداء تا انتہا مطالعہ کیا آغاز کے بعد اختتام تک کتاب چھوڑنے کو جی نہیں چاہا ایک ولی کامل نائب رسول۔ بارگاہ غوثیت مآب کے مقبول۔ عالم ربانی۔ فخر خاندان بیابانی کے حالات زندگی جس صداقت بیانی جوش ایمانی عقیدت کی فراوانی سے لکھے گئے ہیں۔ اس کی چاشنی پڑھنے سے حاصل ہوگی۔ اظہار سے زبان قاصر قلم عاجز ہے صاحب تذکرہ علیہ الرحمۃ کا یہ بڑا تصرف ہے کہ تذکرہ میں فیض صحبت کا لطف موجودگی کے برکات حاصل ہورہے ہیں دل مسحور ہورہا ہے نظروں میں آپ ہی آپ بس رہے ہیں سچ ہے اللہ والوں کی زندگی میں ایک کیف۔ ایک جاذبیت ایک عظیم روحانی انقلاب پیدا کرنے والی غیر معمولی قوت ہوتی ہے جو ہزاروں وعظ ونصائح سے بھی ممکن نہیں ایک دفعہ پڑھیے اور اللہ واسطے حق نہ چھپایئے۔ کہیئے آپ کی روحانی دنیا کس قدر انقلاب پذیر ہورہی ہے۔ یہ تریاق اعظم کسطرح معصیت کے زہریلے اثر کو دور کرکے آپ کو ایک پاک زندگی عطا کررہا ہے آپ کے قلبی کیفیات کس طرح تبدیل ہوتے جارہے ہیں۔ آپ کا رُخ دنیا سے پلٹ کر کسطرح اللہ کی طرف پھر رہا ہے آپ کے سینہ میں ذوق عبادت جوش زن ہورہا ہے آپ کے اشک ہائے مسلسل آپ کے رقت قلبی کے غماز ہیں رجوع الی اللہ ہونے کا یہ کتنا قوی اور موثر ذریعہ ہے "اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب" اللہ والوں کا ذکر عین اللہ کا ذکر ہے سکون قلب کا مجرب نسخہ ہے۔ حضرت بوعلی وقاف فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا حال سننے سے دو فائدے ہوتے ہیں اگر مرد طالب ہوگا تو اسکی طلب زیادہ ہوگی

اور ہمت قوی ہوگی اگر متکبر ہوگا تو اسکا تکبر کم ہوجائیگا۔

حضرت مرشدی ومولائی صاحب تذکرہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات مہبط تجلیات کی مصداق تھی تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ (ایسے اخلاق جو اللہ کو پسند ہیں) کی مظہر تھی اسوہ رسول اللہ کی یہ پاک دل پاک باز [illegible] آئینہ تھی کمالات شاہ جیلانیؒ کی یہ بایزید وقت جنید عصر حامی شریعت سب سے دور سب میں مشہور۔ شہر ورنگل کے ایک چھوٹے سے خطہ ارضی میں جس کی عرش منزلت پر فردوس بریں کو بھی رشک آئے جلوہ گر ہوکر ہزاروں بندگان خدا طالبان حق کو راہ ہدایت دکھلایا نور معرفت کی ضیاء پاشیوں سے صدہا قلوب کو منور کرکے آخر اپنے اللہ سے جاملا "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن"

اے صبا اے پیک دُور اُفتادگان　　　　اشک ما بر خاک پاک اُو رساں

(اے صبا اے بے سہاروں کے قاصد)　　　　(ہمارے آنسو اس پاک مٹی پر پہنچادے)

آپ کے اجمالی حالات، ارشادات وفرمودات اور آپ کی ذرہ نوازیوں کو بڑی حزم واحتیاط۔ محنت وکاوش سے حضرت مولف محترم نے جمع کرکے ہدیہ ناظرین فرمایا ہے۔ زبان سادہ طرز بیان شیریں۔ پیرایہ نگارش دلچسپ حضرت موصوف نے چند ضروری عقائدی مسائل کو بھی سنت الجماعت کے مسلک کے مطابق قرآن واحادیث کی روشنی میں مرتب کرکے شریک تذکرہ فرمایا ہے جن سے کتاب نورعلیٰ نور بن گئی ہے۔ یہ ایک اعلیٰ دینی خدمت ہے حضرت مولف کی محنتوں کا صلہ صاحب تذکرہ علیہ الرحمۃ کے فیوض باطنی کے سوا ہو نہیں سکتا۔ اُمید کہ یہ تذکرہ عقیدت مندان بارگاہ بیابانی کے لئے رہنما ہوگا اور ہر گھر کے لئے باعث برکت۔

فقط المرقوم

خاکپائے اَفضل سید احمد اللہ حسینی

مولانا حضرت سید مصطفیٰ قادری صاحب مولوی فاضل وخلیفہ حضرت اقدس واعلیٰ

مولانا عبدالقدیر صاحب قبلہ صدیقی حیدرآبادی

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی   فَمَا ذَا بَعۡدَ الۡحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ

(حق بات کے سوائے جو کچھ بھی ہے وہ گمراہی ہے)

سلسلہ عالیہ افضلیہ کے یہ معارف وملفوظات ازدیاد ایمان اسلام احسان اور ارتسام عقائد صحیحہ کے بدرجہ اتم ضامن ہیں مگر کسی کے قلبی کھوٹ نظر کی خرابی انانیت باطلہ اور محبت غیر قاطعہ کو کوئی کیا کرے یہ چیز ہر وقت نا قابل التفات واعتماد رہی ہے اسو جہ سے کہ وہ اسکی عین فطرت وطبیعت ہے لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی فطرت نہیں بدلتی)

اس کتاب میں احقاق حق وابطال باطل کا انداز بیاں موعظہ حسنہ ایک سعادتمند شخصیت کا ہی حصہ ہے جو الہام الٰہی سے کم نہیں اور یہ فیوضات بیابانی صداقت وحقیقت کی فراوانی عقیدت وجوش ایمانی علم صحیح وربط صحیح کی رہبر وارتقائے روحانی کے ہر وقت کفیل ہیں۔ آیات واحادیث اقوال وقصائل صحیح اسناد کے ساتھ جو پیش کئے گئے ہیں۔

اَحۡسَنۡتَ مَاکَتَبۡتَ (جو کچھ لکھا گیا وہ بہتر ہے) کے مصداق ہے

۔ خُذۡ مَا صَفَا وَدَعۡ مَا کَدَرَ (اچھی چیز حاصل کرو مکروہ کو چھوڑ دو) اُنۡظُرۡ اِلٰی مَا قَالَ لَا تَنۡظُرۡ اِلٰی مَنۡ قَالَ "(کیا کہہ رہا ہے یہ دیکھو کون کہہ رہا ہے یہ نہ دیکھو) کیا اچھی بات ہے اس پر آشوب مادی زمانہ میں محبت وعشق کے ان واقعات کو "لالہ بستانی" کے عاشقانہ رنگ کا نایاب تحفہ مثال کے ساتھ جو مربوط کیا گیا ہے کافی ثبوت ہے۔ عشق ومحبت۔ حصول ارشادات مرشد کے یہ اسباق اور اسکے برکات ایک عاشق کے لئے شمع محفل ہیں۔

غرض ان معارف وملفوظات کے ہر ایک لفظ میں مستانہ خوشبو کی پوری مہک ہے۔ جو ہر وقت ایک عاشق مزاج کو مست کرنے تیار ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ عشق ومحبت کی دولت نصیب فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ

شرح دستخط حضرت مولانا سید مصطفیٰ قادری صاحب قبلہ

حضرت محمد عبدالرزاق صاحب قبلہ

سابق ناظر تعلیمات وحال استاد جامع نظامیہ شبلی گنج حیدرآباد دکن

حامداً ومصلیاً محترمی مولوی سید مصطفیٰ قادری سابق مددگار ورنگل کالج کے پُر خلوص عنایات سے جو اس احقر پر مبذول ہیں ''افضل الہدایات'' کو شروع سے آخر تک پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی اس نازک دور میں مسلم نوجوان طبقہ کے لئے خصوصاً جو علم دین سے بے اعتنائی برت رہے ہیں سیدھے سادے طور پر مسائل دینی کے سمجھنے میں یہ تالیف بڑی مُمد ومعاون ثابت ہوگی ہر عنوان بڑے شرح وبسط کے ساتھ نہایت دلچسپ پیرائے میں پیش کیا گیا ہے خصوصاً سلسلہ بیابانی کے مقبول بارگاہ بزرگاں دین رحم اللہ تعالیٰ کے ارشادات وکرامات بر موقع مختلف عنوانات کے تحت ایسا برجستہ بیان کئے گئے ہیں کہ قارئین کتاب کے ہاتھ سے کتاب کا چھوٹنا محال سا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ احقر تو پوری کتاب سے اسی طرح لطف اندوز ہوا مولف صاحب نے بڑی کاوش وعرق ریزی سے ''افضل الھدایات'' جیسی کتاب لکھ کر بروقت اسلام کی سچی خدمت کی ہے۔ خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی محنت ٹھکانے لگے اور زیادہ سے زیادہ برادران اسلام اس سے رہبری حاصل فرمائیں۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

شرح دستخط

مولوی محمد عبدالرزاق صاحب

حضرت مولانا محمد احمد اللہ صاحب احمد قدیری

خلیفہ حضرت اقدس مولانا شمس المفسرین محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت مدظلہٗ العالی حیدرآبادی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی علیٰ رسولِہِ الکریم

اصل مسودہ "افضل الھدایات" مرتبہ جناب مولوی سید شاہ سعادت حسین صاحب قادری بیابانی میرے محترم برادر دینی سید مصطفیٰ قادری صاحب کی وساطت سے دیکھنے کا موقع ملا اور اسکے اکثر عنوانات سے استفادہ بھی کیا بحمد للہ مرتب صاحب موصوف نے ہر عنوان کو نہایت محنت وجانفشانی سے مختلف کتب وبزرگان دین خصوصاً سلسلہ بیابانی کے بزرگوار سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہٗ اور آپ کے نبیرہ سید شاہ غلام افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ اور مرید خاص حضرت لالہ میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف اوقات میں ارشادات وملفوظات کو بڑی جامعیت سے منضبط ومرتب کیا ہے ۔اس دور دہریت پسندی میں انسان خصوصاً نوجوان مسلمان مادہ پرستی کی بلا میں اس طرح الجھ گیا ہے ہر مسئلہ دینی کو مادی اعتبار سے جانچنا چاہتا ہے ۔ایسے نوجوانوں کے لیے یہ تالیف پوری تشفی کا باعث ہوگی اور جو عاشقان مصطفیٰ ہیں ان کی تسکین ودل نوازی کے لئے شمع محفل سے کم نہیں فقیر کی دعا ہے کہ اس تالیف کو اللہ تعالیٰ زیور مقبولیت سے سنوارے اور اسکے قارئین کو رشد وہدایت سے شادکام فرمائے اگر بہ ایک وقت یہ تالیف پورے طور پر شائع نہ ہوسکے تو کم از کم جز آجز آ اسکی اشاعت تسہیل طباعت کے ساتھ ساتھ آج کل کی مصروف دنیا میں بتدریج استفادہ کا باعث بن کر جانبین کے لئے موجب خیر وبرکات ہوسکتی ہے وَاللّٰہُ مُوَافِقٌ وَالْمُسْتَعَان (اللہ توفیق دینے والا ہے اور مدد کرنے والا ہے)۔

فقط

شرح دستخط مولانا محمد احمد اللہ مدیر رسالہ القدیر حیدرآباد دکن فقط المرقوم

پیش لفظ

الحمد الله رب العالمین الصلواۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبین رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ۔ برحمتك یا ارحم الراحمین

اما بعد۔ میر والد و ماجد حضرت سید خواجہ سعادت حسین شاہ بیابانی قبلہؒ (خلیفہ حضرت اعلیٰ واقدس سید شاہ غلام افضل بیابانی (مالک قبلہ) قدس سرہٗ نے آج سے تقریباً پچاس (۵۰) سال قبل ایک کتاب تحریر فرمائے جو پانچ حصوں پر مشتمل ہے۔

۱) لمعات بیابانی (سوانح مبارک حضرت اعلیٰ واقدس سید شاہ غلام افضل بیابانیؒ)

۲) افضل الھدایات (قرآن وحدیث کی روشنی میں عقائد اہل سنت والجماعت)

۳) بصیرت بیابانی (سوانح مبارک حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانیؒ)

۴) لالہ بستان بیابانی (سوانح مبارک حضرت محمد محمود شاہ بیابانی عرف لالہ میاں حضرتؒ)

۵) تذکرہ عزیزیہ (سیرت مبارک حضرتہ مقدسہ سیدہ افضل النساء عرف عزیز پاشاہؒ)

لمعات بیابانی کی نقل کو میں نے حضرت خسرو پاشاہ قبلہ مدظلہ العالی (سجادہ نشین درگاہ شریف قاضی پیٹھ وقاضی سرکار ورنگل) کے ملاحظہ اقدس میں پیش کیا اور طباعت واشاعت کی اجازت طلب کی تو آپ نے معروضہ قبول فرما کر واجازت مرحمت فرمائی۔

آپ کی عنایات و بزرگوں کے صدقہ وطفیل میں اس حقیر وکمترین کو "لمعات بیابانی" شائع کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔

میں اپنے برادران محترم وخصوصاً مولوی سید خواجہ سرور حسین صاحب جنکے توسط سے مجھے اس کتاب کی نقل دستیاب ہوئی اور مولانا محمد خان صاحب بیابانی (کامل الحدیث جامعہ نظامیہ) (مترجم احادیث طیبہ وفارسی اشعار) ومولوی سید شجاعت اللہ حسینی بیابانی و دیگر حضرات کا بے حد مشکور وممنون ہوں جنھوں نے اسکی اشاعت میں اپنا قیمتی وقت صرف کرتے ہوئے میرا تعاون فرمایا۔

فقط

خاکسار

سید خواجہ محبوب حسین (عرف محبوب پیا)

مختصر سوانح حضرت مولف ؒ

آپ کا نام سید خواجہ سعادت حسین عرفیت سید صاحب تھی۔ آپ خاندان حسینی سادات سے ہیں۔

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز قدس سرہٗ (۳۲ پشت میں) آپ کے جد اعلیٰ ہیں۔

آپ کی ولادت ۱۴ر محرم ۱۳۱۸ھ بمقام مانا کنڈور ضلع کریم نگر میں ہوئی۔

آپ کی تعلیم کریم نگر میں ہوئی۔ آپ عربی وفارسی سے اچھی طرح واقف تھے۔ چنانچہ آپ نے فارسی اور اردو زبان میں شاعری فرمائی۔ آپ کے کلام کا مجموعہ ''کلام سعادت'' کے نام سے احقر نے مرتب کیا ہے۔ آپ ایک اچھے ادیب اور خوش نویس تھے۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد وقبلہؒ کی سوانح مبارک (لمعات بیابانی) اہل سنت والجماعت کے عقائد پر مبنی قرآن حدیث کی روشنی میں ایک مدلل کتاب ''افضل الھدایات'' کے علاوہ اور بھی کتب تحریر فرمائے ہیں۔

آپ حضرت اعلیٰ واقدس سید شاہ غلام افضل بیابانی (مالک قبلہ) قدس سرہٗ کے دست اقدس پر بماہ ذیقعدہ ۱۳۴۷ھ بیعت سے مشرف ہوئے۔

اور بتاریخ ۲۹ر صفر ۱۳۶۲ھ حضرت مالک قبلہ قدس سرہٗ نے آپ کو خلافت بیابانیہ سے سرفراز فرمایا۔ مرید ہوتے ہی آپ اپنے پیر و مرشد قبلہ سے ذکر و اذکار کی تعلیم حاصل فرمائی۔ آپ اپنے پیر قبلہ کے بیحد شیدائی تھے۔

آپ محکمہ لینڈ ریکارڈ میں ملازمت فرمائے۔ دوران ملازمت آپ کا تبادلہ رائچور (ریاست کرناٹک) ہوا۔ وہاں تقریباً ۱۴ سال قیام رہا۔ رائچور کے ایک بزرگ حضرت نبی محی الدین شاہ صاحب اور ان کے خلیفہ حضرت محمد عثمان صاحب سے آپ کی بہت زیادہ ملاقات تھی۔ ان دونوں بزرگوں کا ذکر ''لمعات بیابانی'' میں آیا ہے۔

آپ کا وصال بتاریخ ۲۱؍محرم ۱۳۸۹ھ بمقام ''خانقاہ مبارک'' احاطہ درگاہ شریف قاضی پیٹھ ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلام: حضرت اعلیٰ واقدس سید شاہ غلام افضل بیابانی قدس اللہ سرہٗ

اے شہِ بطحا و یثرب اے شہِ ہر دو سرا — باعثِ کون و مکاں جان و دلم بر تو فدا

اے شہ بطحا و یثرب دونوں جہاں کے بادشاہ — باعث کون و مکاں جان و دل تم پر فدا

رُوحِ پاکِ تو نہ گنجد در زمین و آسماں — بالیقین ذاتِ تو میدانیم ذاتِ ایلیا

اس زمین و آسمان میں آپ کی روح پاک سما نہیں سکتی — یقیناً ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کی ذات ذاتِ ایلیا ہے

نورِ مطلق رویتِ حق اہلِ عرفاں گفتہ اند — عینِ ایماں دانمش ذاتِ ترا ذاتِ خدا

اہلِ عرفان نے آپکے دیدار کو نورِ مطلق اور دیدارِ حق کہا ہے — میں آپکی ذات کو خدا کی ذات کا عین اور ایمان سمجھتا ہوں۔

وصفِ رُو و موئے تو والشمس و اللیل آمدہ — یکہ تازِ لامکاں او ادنیٰ مقامِ تو دنیٰ

والشمس اور واللیل آپکے چہرِ مبارک اور گیسوئے مبارک کی شان میں نازل ہوئے ہیں آپ لامکاں کے شہسوار ہیں دنیٰ او ادنیٰ آپکے ابتدائی مقام ہیں

ہر چہ می خوانیم تو از آں فزوں تر بودۂ — عقل حیراں ست در تعریف و توصیف و ثنا

ہم آپکی شان میں جو کچھ کہیں آپ اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ آپکے ثناء و تعریف و مدح و توصیف کرنے میں عقل کو حیرانی ہے۔

امتانت در مصائب سخت حیراں بودہ اند — برآور از روضہ والا مدد کن از دُعا

آپکے اُمتی مصائب کیوجہ سے سخت حیران ہیں آپ روضۂ والا سے ملاحظہ فرمائیے اور مدد کیجئے اور دُعا کیجئے۔

ای گُل تشبیہ از تنزیہ ہا برتری — در چمن زارِ عوالم از ہمہ می آید نوا

اے تشبیہ کے پھول عالم تنزیہ سے یہ صدا آ رہی ہے کہ آپ کی ذات کائنات عوالم سے بھی برتر ہے۔

اے حبیب اللہ نگاہ لطف گر بایسے کُنی — افضلِ خستہ رہا از آفتِ صبح و مسا

اے اللہ کے حبیب اگر آپ کی ایک نگاہ لطف کرم ہو جائے تو افضلِ خستہ صبح و مسا کی آفتوں سے رہا ہو جائے گا۔

شہنشاہ ولایت غوث اعظم　　عدیم المثل سطوت غوث اعظم

غوث اعظم شہنشاہ ولایت ہیں　　اور اُن کی شان بے نظیر ہے

بود فیضان او در عالم امر　　محمد در حقیقت غوث اعظم

عالم امر میں بھی آپ کا فیضان جاری ہے　　محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی حقیقت میں سب کے مددگار ہیں

چوں در میخانہ وحدت بدیدنی　　طفیلے دین و ملت غوث اعظم

جب وحدت کے میخانہ میں تو دیکھے　　تو غوث اعظم دین و ملت کی ضیاء ہوں گے

رقاب اولیاء زیر قدومش　　بہ خوباں سرو قامت غوث اعظم

تمام اولیاء کی گردنیں آپ کے قدموں کے نیچے رہیں　　آپ تمام اولیاء میں سب سے زیادہ بلند مرتبہ والے ہیں

حکمران قضاء مخدع نشیمن　　قوی بازوئے قدرت غوث اعظم

غوث اعظم قدرت کے قوی بازو کا نام ہے　　جو مقام مخدع سے قضاء پر بھی حکمرانی کرتا ہے

نگاہ لطف بر افضل بفرما

اے غوث اعظم افضل پر لطف و کرم کی نظر فرمائیے۔

کہ باشد از سگانت غوث اعظم

کہ وہ آپ کے گھر کا پروردہ ہے۔

نورِ مطلق مددے جلوہ سبحان مددے　　خضرِ راہم مددے عیسیٰ دوراں مددے

آپ اللہ کے نور ہیں اللہ تعالیٰ کے جلوہ کے مظہر ہیں آپ میری مدد فرمائیے آپ ہمارے راستے کے خضر اور ہمارے زمانے کے مسیحا ہیں

یار از ناز شکرِ خواب کند خلوتیاں　　راہ بستند مرا ہمت مرداں مددے

دوست ہمارا میٹھی نیند میں ہے اور خلوتیوں نے ہمارے راستے کو روک رکھا ہے آ ہمت مردانہ مدد فرما۔

در ہوائے تو برقصیم بسان ذرہ　　آفتاب باز کرم بر من حیراں مددے

آپ کی محبت میں ہم ایک ذرہ کی مانند چمک رہے ہیں اے آفتاب اپنے کرم سے ہماری مدد فرما۔

در ترنم دل و جانم بود صبح و مسا　　افضل اہل زماں سرورِ دوراں مددے

رات دن ہماری جان آپ ہی کے محبت کے راگ الاپ رہی ہے اے زمانے کے افضل اور اپنے دور کے سرور ہماری مدد فرمائیے

حرز جاں نام ترا افضل شیدا دارد

افضل آپ کے نام کو اپنے جان کی تعویذ بنایا ہوا ہے

دم آخر ز کرم اے شہ خوباں مددے

اے شہ خوباں اپنے کرم سے دم آخر ہماری مدد فرمائیے

پراست در سر ہوائے افضل
بجاں گشتم فدائے افضل

افضل کی محبت سر میں سمائی ہوئی ہے
میں جان سے افضل پر فدا ہوں۔

بباشم ار زندہ یا بمیرم
بخاطرم من لقائے افضل

میں چاہے زندہ رہوں یا مر جاؤں
میرے دل میں افضل کی ملاقات کی تمنا رہیگی

بگشت چوں مہر در زمانہ
ادا نہ باشد ثنائے افضل

جب تک کہ زمانے میں سورج باقی ہے
افضل کی تعریف ہوتی رہے تو بھی مکمل نہ ہو سکے گی

گلیم بر دوش کرد ایں جا
ولیک بر عرش جائے افضل

یہاں پر انہوں نے کندھے پر کملی ڈالے ہے
لیکن افضل کا مقام عرش پر ہے۔

بہ تخت شاہی اگر دہند رش
غرض ندارد گدائے افضل

اگر تخت شاہی بھی دیدیا جائے
تو افضل کے در کا گدا اس سے غرض نہ رکھے گا۔

بہ دشت پُر نور کم بباشد
چوں گنبد پُر ضیائے افضل

افضل کی بارگاہ کی مانند
اس دنیا میں بہت ہی کم پُر نور روشن گنبد ہیں

بود فیض اتم میداں
کہ خواجہ خوش ادائے افضل

تم جان لو کہ ان کا فیض کامل ہے
کیونکہ افضل کی ہر ادا سے انکا مالک خوش ہے

غلام افضل چہ ساں کشد سر
شود میسر چو پائے افضل

جب افضل کا پائے مبارک میسر ہو جائے
تو غلام افضل اپنا سر اس سے کیسے ہٹا سکتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قصیدہ بہ اوصاف حمیدہ

حضرت سید شاہ غلام افضل بیابانی قدس سرہٗ

محی ملت و مظہر تجلیات یزدانی
ملت کو زندہ کرنے والے اور رب تعالیٰ کی تجلیات کے مظہر

رفیع الشان سید شاہ غلام افضل بیابانی
بلند شان والے حضرت سید شاہ غلام افضل بیابانیؒ

بحسن خُلق بودہ ہمچو وصف رحمت عالم
آپ کے اخلاق حسنہ ایسے تھے جیسے رحمت عالم کا وصف

بہ زہد و تقویٰ گشتہ نائب محبوب سبحانی
زہد و تقویٰ کے آپ محبوب سبحانی کے نائب ہو چکے

اولوالعزمی خودرا ہرزماں می داشت پوشیدہ
آپ نے اپنی بلند ہمتی کو ہر وقت پوشیدہ رکھتے تھے

ولیکن سطوت عالی مجلّی شد زپیشانی
لیکن آپ کی بلند شان وعظمت آپ کی روشن پیشانی سے ظاہر رہی

بعصر خود زعلم و فضل یکتا بود در عالم
آپ اپنے زمانے میں تمام عالم میں علم وفضل کی نسبت سے یکتا تھے

زسر معرفت آگاہ بذات کبریا فانی
آپ معرفت کے رازوں سے ذاتِ کبریا سے واقف تھے

زبحر فیض جاری نہرہا فرمود در دنیا
آپ کے حکم سے دنیا میں بحر فیض سے نہریں جاری ہیں

میسر شد ازآں شاہ وگدا را نور ایمانی
جن سے شاہ و گدا کو ایمان کا نور میسر ہوا

کرامت ہائے تو مشہور گشتہ درجہاں بیشک
آپ کی کرامت بے شک تمام دنیا میں مشہور ہو چکی ہے

ہمہ ہا معترف شانے کہ داری پیر لاثانی
ہر کوئی آپ کی شان کا معترف ہے کہ تو پیر لاثانی ہے

نماند دستِ تو کوتہ بشیدایان تو ہر آں
تیرا دست کرم اپنے شیدائیوں کے لئے کبھی چھوٹا نہیں رہا

کہ دست تو بود دست خدا از فضل ربانی
کیونکہ تیرا ہاتھ رب کے فضل سے دست خدا ہو گیا

کسے در مشکلِ خود گر کند یادت اماں یابد
کوئی اپنی مشکل میں اگر تجھ کو یاد کرلے تو امان پالے

بہ ہر جائے کہ باشد دفعِ شد از او پریشانی
کیونکہ جہاں کہیں بھی ہو اس پریشانی دفعہ ہو جاتی ہے

بہ طالبانِ حق را اسرار مخفی ہمچو فرمودی
ظاہر ہوگئے طالبانِ حق پر تمام مخفی راز جیسا کہ تونے فرمایا

کہ خاصانِ خدا گشتہ زفیضان بیابانی
اور فیضان بیابانی کے طفیل خاصان خدا ہوگئے

ز وردِ نام پاک تو مقاصد می شوند حاصل
تیرے نام پاک ورد سے مقاصد حاصل ہوتے ہیں

کہ مثل اسم اعظم داردش حق تاثیر روحانی
کہ اسم اعظم کی طرح روحانی تاثیر عطا کرتا ہے

خدا را جلوہ فرما رخ تاباں نما شاہا
شاہ خدا تک اپنے روشن چہرہ سے جلووں کو ظاہر فرمایئے
زشفقت ایں کرم برمن بکن ازشان رحمانی
شفقت سے شان رحمانی سے مجھ پر کرم کیجئے

ز دیدار توفیض روح دایمانم فزوں گردد
تیرے دیدار سے روح کو فیض حاصل ہوتا ہے اور میرا ایمان بڑھ جاتا ہے
کہ نورحق مجلّی از رخت اے ماہ کنعانی
اے کنعان کے چاند تیرے چہرے سے حق نور روشن ہے

بہ لطف تو دارم تمنا ہر زماں شاہا
شاہا ہر زمانے میں تیرے لطف و مہربانی کے خورشید سے تمنا رکھتا ہوں
قضا حاجات فرما المدد افضل بیابانی
حاجات کو پورا فرمائے المدد یا افضل بیابانی

تہی دستم مراں خالی ز در اے دستگیر ما
اے ہمارے دستگیر میں خالی ہاتھ ہوں مجھے در سے خالی نہ لوٹا
عطا بر حالِ زارم کن زعزوجاہ سلطانی
میرے حال زار پر سلطانی شان و عزت سے عطا کیجئے

سعادت رانباشد در دوعالم جز پناہِ تو
سعادت کیلیے دونوں عالم میں تیری پناہ کے سواء کچھ نہیں ہے
عطاکن از کرم در محفلِ خاصِ تو دربانی
تیری محفل خاص میں براہ کرم دربانی عطا کر دے

سلام از ادنیٰ غلام بہ پیشگاہ اعلیٰ ہمام قدس اللہ سرہٗ

شفیع وحامی روز جزا سلامٌ علیک
شفاعت کرنے والے اور قیامت کے دن کے حامی آپ پر سلام ہو
اے شاہ افضل مشکل کشا سلامٌ علیک
اے مشکلوں کو دور کرنے والے شاہ افضل آپ پر سلام ہو

کہ اقتدار توداری شہا بقدر و قضاء
شاہا قضا و قدر پر آپ کا اقتدار ہے (حکومت ہے)
توئی کہ نائب غوث الوریٰ سلامٌ علیک
آپ ہی نائب غوث الوریٰ ہیں آپ پر سلام ہو

تو نور چشم حُسین وحسن کہ صدر جناں
آپ حسین وحسن رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کا نور ہیں جو جنت کے سردار ہیں
تو بدر بُرج امامت شہا سلامٌ علیک
شہا آپ امامت کے آسماں ہیں آپ پر سلام ہو

زنکہت گل گلزار تو ہمہ مستندۂ
آپ کے گلستان کے پھولوں کی خوشبو سے ہر کوئی مست ہے
تو شجر گلشن خیرالنساء سلامٌ علیک
آپ خاتون جنت کے گلشن کا درخت ہیں آپ پر سلام ہو

زبحر فیض رواں کردی نہرہا کہ ازآں
آپ کے فیض کے سمندر سے نہروں کو جاری کردیا کہ
رسند جام بہ شاہ وگدا سلامٌ علیک
اس سے شاہ و گدا کو جام پہنچتے ہیں آپ پر سلام ہو

بہ عصر خود زمئے ناب تشنہ کامان را
شہا آپ نے اپنے زمانے میں پیاسوں کو شراب حق سے
محو بیاد تو کردی شہاسلامٌ علیک
اپنی یاد میں منہمک کردیا آپ پر سلام ہو

تو سرفراز غلامان خو، چناں کردی
آپ نے اپنے غلاموں کو ایسے سرفراز کردیا کہ وہ
شُدند معدن فضل وعطا سلامٌ علیک
فضل و عطا کی کان اور سرچشمہ ہو گئے آپ پر سلام ہو

منم کمینہ غلام تو ام زفیض وکرم
میں آپ کا کمترین غلام ہوں مجھے فیض و کرم سے
ایاز محفل خود کن شہا سلامٌ علیک
اپنی محفل کا ایاز کر دیجئے اے شہا آپ پر سلام ہو

خراب وخستہ وبیچارہ ایں سعادت را
اس بیچارہ اداس و مفلس سعادت کو
ز نظر لطف بہ فرما شہا سلام علیک
لطف کی نظر سے اس پر مہربانی فرمایئے شہا آپ پر سلام ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ والصّالِحِیْنِ خُصُوصاً عَلٰی سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہِ الطَّاھِرِیْنِ وَاَصْحَابِہٖ الطَّیِّبِیْنَ وَاَزْوَاجِہٖ الْمُطَھَّرِیْنَ وَذُرِّیَّاتِہٖ الْمُقَدَّسِیْنَ وَالتَّابِعِیْنَ الصَّالِحِیْنَ وَاَوْلِیَآءِ اللّٰہِ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

اَمّا بعد۔ عرض ہے کہ حضرت اعلیٰ واقدس حضور سراپا نور فیض درجت سیدی مولائی وآقائی مرشدی سید شاہ غلام افضل بیابانی (افضل ثانی) قاضی سرکار ورنگل (علاقہ حیدرآباد دکن) کا وصال مبارک ہونے کے بعد آں حضرت کے مریدان خاص میں آپ کی زندگی کے حالات واوصاف طیبہ معہ تصرفات عالیہ مرتب کیے جانیکی نسبت مشورہ ہونے لگا تاکہ آپ کے عقیدت مند حضرات اوران کی اولاد جنھوں نے اپنی کم سنی میں آپ کو دیکھا ہو (صحیح تصور کے ساتھ) آپ کی یاد اپنے قلب میں قائم رکھتے ہوئے آپ کے نقش قدم پر عمل پیرا ہوں جو ان کی تازگی ایمان کا موجب ہو بہ فحوائے آیت کریمہ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَاللّٰہَ کَثِیْراً۔ پارہ (۲۱)

معروضۂ سعادت بہ بارگاہ اقدس فیضدرجت قدس اللہ سرہٗ

شاہ افضل مددے شاہ بیاباں مددے
شاہ افضل مدد کیجئے شاہ بیاباں مدد کیجئے

رہبر راہ خدا ہادی ایماں مددے
خدا کی راہ کے رہبر ایمان کے ہدایت دینے والے مدد کیجئے

من ندارم بخدا جز تو غرض از دو جہاں
خدا کی قسم دو جہاں میں آپ کے سوا کسی سے کوئی غرض نہیں رکھتا

از درِ خویش مرا دور مگرداں مددے
اپنے در سے مجھے دور نہ کیجئے مدد کیجئے

گر نہ پُرسی تو مرا کس نمی پُرسد بجہاں
اگر آپ نہ پوچھیں گے مجھ کو تو کوئی نہیں پوچھے گا جہاں میں

من غلامت و تو آقائے مہرباں مددے
میں آپ کا غلام ہوں اور آپ مہربان آقا ہیں مدد کیجئے

نیست ممکن نہ شود از درِ تو استمداد
آپ کے در سے مدد نہ پہنچے ایسا ہو ہی نہیں سکتا

آشکار است کرامت بہ ہزاراں مددے
آپ کی کرامات ہزاروں پہ ظاہر ہیں مدد کیجئے

نظر لطف بہ فرما ز کرم اے شاہا
اے شاہا کرم سے مہربانی کی نظر فرمایئے

من بنازم بتوائے سرور دوراں مددے
میں آپ سے نسبت رکھنے پر فخر و ناز کرتا ہوں کہ اس زمانے کے آقا مدد کیجئے

من خطا کارِ توام از تو پناہ می خواہم
میں آپ کا خطا کار ہوں میں آپ ہی سے پناہ چاہتا ہوں

خُذ بداماں کرم اے شہ خوباں مددے
کرم کے دامن میں لے لیجئے اے خوبیوں والے شہا مدد کیجئے

از طفیل شہ جیلانیؒ و شاہ بطحیؐ
شاہ بطحی او شاہ جیلاں کے طفیل میں

عفو تقصیر و خطا باد ز فیضاں مددے
آپکے فیضان سے خطا و تقصیر معاف ہو مدد کیجئے

شاہا نزدیک کشیدی وچناں دور مکن
مجھے جب آپ نے شاہا نزدیک کھینچ لیا ہے تو اب دور نہ کیجئے

بر درِ خویش طلب من بتو قرباں مددے
اپنے در پر بلا لیجئے میں آپ پر قربان ہوں مدد کیجئے

سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۲۱ یعنی جو کوئی اللہ تعالیٰ کی یاد زیادہ کرتا ہے اور اللہ پاک اور یوم قیامت کی طرف رجوع ہونے کا یقین رکھتا ہے تو چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی عادتیں سیکھے تحقیق اس کے لئے بھلائی ہے۔

آپ کو علوم شریعت و رموز طریقت میں بدرجہ اتم کمال حاصل تھا بمصداق احادیث طیبہ ''عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہیں) نیز اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ'' (علماء انبیاء کے وارث ہو تے ہیں) آپ کا مرتبہ و شان بھی اَلشَّیْخُ فِی قَوْمِهٖ کَالنَّبِیِّ فِی اُمَّتِهٖ (شیخ اپنی قوم میں ایسے ہیں جیسا کہ نبی اپنی امت میں ہوتے ہیں) کی سی تھی اور مکارم اخلاق بھی بعینہ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ تھے۔

چونکہ طبع عالی از ابتداء تا انتہا اپنی عبادت و ریاضت کے راز و مکاشفات روحانی کو مخفی و پوشیدہ رکھنے پر ہی مائل رہی۔ اس لئے آپ کے مراتب عالیہ کا اظہار کما حقہٗ کسی پر نہ ہو سکا بمصداق حدیث قدسی کے کہ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَایَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ (اولیاء میری قباء (جبّہ) کے اندر ہیں میرے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا) قدرت الٰہی بھی اس بارے میں آپ کی رازدار بنی رہی۔

آپ کی طرز زندگی بالکل آبائی نقش قدم پر تھی۔ ہر کام میں نہایت پابندی کے ساتھ اپنے والد محترم و جد معظم کی (جو اکابر اولیاء حق سے گزرے ہیں) یعنی حضرت تقدس مآب سید شاہ غلام سرور بیابانی و سید شاہ افضل بیابانی قدست اسراہم

کی پیروی فرماتے ان احادیث پاک کے اعتبار سے "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" (جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اُن ہی میں سے ہوتا ہے) یعنی جو جن حضرات کو زیادہ چاہتے ہیں وہ انھیں سے ہیں۔

چنانچہ آپ کی ریاضت کے حالات بھی ان حضرات کی ریاضت کے بالکل مشابہ رہے ہیں اور ذات تقدس مآب بدرجہ اتم ان خوبیوں کی حامل نظر آتی جو اولیاء کامل میں ہونی چاہئے۔ آپ کی للّٰہیت کا اعتراف ہمیشہ آپ کے معترضین کو بھی رہا ہے۔

چونکہ اللہ پاک کا ذکر کرنے والے صالحین بندوں (اولیاء اللہ) کے تذکرات سے اللہ پاک کی رحمت نازل ہوتی ہے نیز ان حضرات کا تذکرہ کفارہ گناہ کا موجب ہیں بمصداق حدیث شریف کے کہ "عِنْدَ ذِكْرِ الذَّاكِرِيْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ وَذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةُ الذُّنُوْبِ" (اولیاء اللہ کے ذکر سے اللہ پاک کی رحمت کا نزول ہوتا ہے وصالحین کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے)۔

لھذا کلام الٰہی اور احادیث طیبہ کے بعد اولیاء اکرام کے تذکرات ہی بہترین کلام ہیں جس کا مطالعہ مذھباً عبادت بمنزلہ وظیفہ ہوسکتا ہے۔

چنانچہ تذکرہ الاولیآء مولفہ حضرت فرید الدین عطا علیہ الرحمۃ میں مذکور ہے کہ حضرت اعلیٰ واقدس خواجہ جنید بغدادی سے لوگوں نے دریافت کیا کہ مرید کو پیروں کے تذکرہ سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا (حدیث شریف اَلْاَوْلِيَآءُ جُنُوْدُ اللهِ (اولیاء اللہ پاک کے لشکر ہیں) مردان خدا کا تذکرہ اللہ پاک کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے اور مرید اس لشکر سے مدد پاتا ہے۔ اور ٹوٹا ہوا دل مضبوط ہوتا ہے۔ آیت کریمہ ہے کہ "وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ

الرُّسُلِ مَانُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ (پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت نمبر ۱۲۰) یعنی ''ہم نے اگلے پیغمبروں کے قصے (اے نبی کریم ﷺ) آپ سے اس لئے بیان کرتے ہیں کہ آپ اس سے آرام پاؤ اور تمھارا دل قوی ہو'' نیز حضرت امام ہمدانی علیہ الرحمۃ سے بھی لوگوں نے پوچھا کہ اگر دنیا میں اولیاء اللہ باقی نہ رہیں تو اس وقت ہم کو کیا عمل کرنا چاہئے جس کی وجہ مکروہات دنیا سے بچ سکیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اولیاء اللہ کے تذکروں سے کچھ حصہ پڑھ لیا کرو بزرگوں کا تذکرہ بمنزلہ وظیفہ کے ہے۔

مجموعہ مواعظا اعلیٰ مُـلَـقَّـبُ الفیوض ربانیہ حصہ دوم میں حضرت سیدنا اعلیٰ واقدس حضور پیران پیر غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے کہ ''اے قوم تم اولیاء اللہ رحم اللہ علیھم کے قدم بقدم چلو محض کھانا پینا۔ پہنا و دنیا جمع کرنا مقصد حیات نہیں ہے بلکہ یاد الٰہی ضروری ہے ان احکام وارشاد ہائے پاک کی روشنی میں اظہار واقعات حیاتِ طیبہ حضرت پیرو مرشد قبلہ قدس سرہٗ کے متعلق مریدانِ خاص کا مشورہ نہایت مستحسن وضروری تھا اس لئے یہ مسئلہ حضرت سجادۂ درگاہانِ اقدس (حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی عرف بیابانی میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ) کی جناب میں پیش ہوا جسے پسند فرمایا گیا اور کرامات بھی جمع کرنے کا ارشاد ہوا۔

ہماری کم نصیبی تھی کہ ابھی کام کا آغاز ہونے نہ پایا تھا کہ حضرت سجادہ ممدوح اپنے پدر بزرگوار کے واقعہ وصال کے صرف دو سال ۹ ماہ ۲۶ یوم بعد خلاف توقع بہت جلد (معمولی علالت کے بہانے سے) بتاریخ ۵ر شوال ۱۳۶۵ھ ہجری ۱۶ آبان ۱۳۵۵ف اپنے پدر محترم قدس سرہٗ کے آغوش رحمت میں ہمیشہ کے لئے استراحت پسند فرمائے جسکی وجہ شیفتہ گانِ دہلیز بیابانی کو مزید

پریشانی رہی۔

یوں بھی کہ یہ کام کس کے تفویض ہوگا؟ حضرت صاحبزادہ قبلہ قدس سرہٗ کے ارشاد میں اسکی کوئی صراحت نہ تھی اسلیئے اس کے آغاز کرنے میں غیر معمولی تاخیر ہوتی رہی کہ کس سے یہ کام لیا جائے متعدد بار باہمی مشورت ناکام ہی ناکام رہی۔

گو حضرت قبلہ۔قدس سرہٗ کے حلقہ مریدین میں کئی ذی علم ولائق ترین حضرات موجود ہیں لیکن قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند کے مصداق اس گراں مایہ تالیف کو اس بے بضات ہیچ مدان فقیر (خاکپائے فقراء عظام) سید خواجہ سعادت حُسین شاہ حُسینی کے ذمہ فرمادی جس کو بلحاظ قابلیت کوئی نسبت نہیں ہوسکتی تھی۔

صلاح کار کُجا ومَن خراب کُجا

(مجھ جیسے ناقص سے کسی کام کو صحیح انجام دینا کہاں ہوسکتا ہے)

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کُجا

(اس راہ کے فرق کو دیکھیے کہاں سے کہاں تک جاتا ہے)

سوانح پاک کی تالیف اور یہ خاکسار! کئی روز تک حیرت رہی اور جسارت نہ ہوسکی ۔چونکہ ترتیب ضروری تھی اس لئے چار وناچار اُسی ذات اقدس سے (جو علوم ظاہری ومعنوی کا معدن تھی) استمداد واستعانت چاہتے ہوئے کہ

همت شیخ مراداد فروغ از کونین بالیقین اُنچہ بگوید کہ ہماں خواہد بود

(شیخ کی ہمت نے دنیا کے لوگوں میں میری داد دی) (یہ یقین ہے کہ وہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ ہوجاتا ہے)

چنانچہ اسی توقع پر کہ بزرگان کرام کے حالات جمع کیے ہوئے حضرات کی فہرست

میں کہ ... موجب سعادت دارین ہو جائے گویا یہ

... تھوڑی سی پارو ... خریدار حضرت یوسف بننے کی مصداق ہے۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

(وہ لوگ (اللہ والے) اپنی نظر سے مٹی کو کیمیا بناتے ہیں)

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

(ایسا ہو سکتا ہے کہ ایسی نظر وہ مجھ پر ڈالیں کہ مثل کیمیا بن جاؤں)

لہٰذا غیبی تائید و دستگیری کے بھروسہ تالیف کا سلسلہ آغاز کر دیا گیا چنانچہ حیات طیبہ کے متعلق چند عنوانات قائم کرتے ہوئے سلیس عبارت میں تاکہ غیر تعلیم یافتہ و صغیر سن بچے بھی بآسانی سمجھ سکیں اپنے معلومات کی حد تک نیز بعض معتبر حضرات سے حتی الوسیع دریافت و تصدیق ... کر بلا کسی تصنع و مبالغہ بالکل صحیح واقعات جمع و مرتب کیے گئے اور بلحاظ مناسبت واقعات کتاب ہذا کو "لمعات بیابانی" فی تذکرات افضل ... سے موسوم کیا جا کر حضرتہ مقدسہ صاحبزادی صاحبہ مدظلہا کے پیش گاہ ہمایوں میں گذرانی گئی۔

بعد ملاحظہ شرف منظوری بخشنے کے ارشاد ہوا کہ جس قدر بھی کتابت ہو چکی ہے اسی حد تک بعجلت ممکنہ بغرض اشاعت طبع کروائی جائے۔ خیال تھا کہ جہاں تک ممکن ہو جمیع ارادتمند حضرات آپ سے صادر شدہ کرامات حاصل کر کے

درج کتاب ھذا کیے جائیں لیکن اس بارے میں آں حضرت مدظلہا کا یہ ارشاد کہ مزید واقعات دستگیری تا قیام قیامت وقوع پزیر ہوتے رہیں گے اور انکی فراہمی میں غیر معمولی تاخیر ہوگی۔ غرض زمانہ موجودہ کی بے ثباتی کے پیش نظر طباعت ضروری تصور فرمائی گئی۔

کتاب ھذا میں جہاں لفظ آپ سے مخاطبت کی گئی ہے وہاں خود ذات تقدس مآب صاحب تذکرہ قدس سرہٗ مراد ہیں۔ یوں سینکڑوں قصے آپ کی دستگیری کے معلوم ہیں چونکہ بعض اُن حضرات متعلقہ سے تصدیق حاصل کرنے کا موقع نہ ملا اس لئے کتاب ہذا میں صرف مصدقہ واقعات ہی درج کیے گئے ہیں۔

ناظرین کرام سے ملتجی ہوں کہ کتاب ہذا میں اگر کہیں بہ تقاضاء بشریت یا بوجہ عدم استطاعت خاکسار سے کوئی غلطی پائی جائے تو اُسْتُرْ سَتَرَاللّٰهُ عَلَيْكَ (کسی کے عیب کو چھپاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے عیب کو چھپائے گا) دامن عاطفت سے چھپا کر اکتساب ثواب آخرت فرمائیں۔

وَما عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ اَللّٰهُمَّ اَسْعِدْنِی سَعَادَةَ الدُّنْیا والآخرة

بِرَحْمَتِكَ یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن آمین۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنم

(اس بات پر فخر مت کرو میں سلطان کی خدمت کر رہا ہوں)

منت شناس ازو کہ بخدمت گزاشت است

(اس بات کا شکر ادا کرو کہ ہماری عمر بادشاہ کی خدمت میں گذر رہی ہے)

تمت بالخیر

راقم خاکپائے فقرائے اعظام

سید خواجہ سعادت حسین رضی اللہ عنہ

لمعات بیابانی

فی

تذکرات افضل ثانی

حضرت اعلیٰ واقدس سید شاہ غلام افضل بیابانی (مالک) قبلہ قدس سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسم مبارک: آپ یعنی حضرت صاحب تذکرہ کتاب ہذا کا اسم مبارک سید شاہ غلام افضل بیابانی اور عرفیت بڑے حضرت میاں تھی۔ چونکہ آپ کے دادا حضرت قبلہ کا اسم گرامی آپ کو رکھا گیا تھا اس لئے آپ کے والد ماجد قبلہ آپ کو بڑے حضرت میاں سے موسوم فرماتے تھے جس کی وجہ سے خاص وعام میں آپ اسی نام (بڑے حضرت میاں) سے زیادہ مشہور ہوئے۔

حسب ونسب: آپ حضرت اعلیٰ واقدس سید شاہ غلام سرور بیابانی قدس سرہٗ کے فرزند اکبر تھے۔ اور حضرت اعلیٰ واقدس سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہٗ آپ کے جد ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب درجہ بدرجہ حضرت اقدس واعلیٰ سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہٗ سے ملتا ہے۔ نیز حضرت اعلیٰ واقدس سید شاہ ضیاء الدین بیابانی قدس سرہٗ جو مشہور اولیاء حق سے ہیں اور جو ابتداً لقب بیابانی سے ملقب وممتاز ہوئے (دسویں پشت میں) آپ کے جد اعلیٰ ہیں جن کا مزار اقدس انبڑ شریف میں (جو ضلع جالنہ ریاست مہاراشٹرا میں ہے) زیارت گاہ خلق ہے جن کے تفصیلی حالات کتاب ضیاء بیابانی مرتبہ جناب نواب میر منور علی صاحب منصبدار دولت آصفیہ درج ہیں آپ کی والدہ محترمہ کی نانی صاحبہ آپ کے جد بزرگوار (سید شاہ افضل بیابانیؒ) کی حقیقی ہمشیر تھیں۔

سنہ پیدائش: بہ روایت ذیل آپ ۱۸۶۸ء مطابق ۱۲۸۲ ہجری میں تولد ہوئے

روایت (اولی) بر سبیل تذکرہ آپ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا تھا کہ "میں" اپنے دادا حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے واقعہ وصال کے تقریباً دس سال بعد پیدا ہوا ہوں چونکہ آپ کے دادا حضرت قبلہ یعنی حضرت اقدس واعلیٰ سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہٗ کا وصال مبارک واقعہ غدر (دہلی وہندوستان) کے چھ ماہ قبل ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ ہجری۔ (۲) روایت ثانی ایک دفعہ آپ نے بمقام حیدرآباد ۱۳۴۹ ہجری مسافر خانہ ناملی (حیدرآباد) میں حاضرین مجلس سے بر سبیل تذکرہ اپنی عمر شریف اسوقت (۶۷) سینسٹھ سالہ رہنا بیان فرمایا تھا۔ اس ارشاد سے بھی آپ کا سنہ تولد ۱۲۸۲ ہجری ثابت ہوتا ہے۔

مقام پیدائش: آپ بمقام ہنمکنڈہ اپنے نانیالی مکان میں تولد ہوئے اور یہ مقام قصبہ ہنمکنڈہ میں مچھلی بازار سے موسوم ہے۔

مقام سکونت آپ موضع قاضی پیٹھ جاگیر میں رہتے تھے۔

آپ کے اجداد انبڑ شریف سے حیدرآباد پھر قاضی پیٹھ شریف کسطرح منتقل ہوئے اسکی تفصیل کتاب افضل الکرامات میں اسطرح ہے کہ حضرت سید شاہ فاضل بیابانی قدس سرہٗ انبڑ شریف سے بغرض حصول تعلیم حیدرآباد تشریف لائے تو بلدہ میں حضرت قطب عالم بخاری کی مسجد میں قیام گزیں ہوئے۔ یہ مسجد قطب الملک کی زوجہ مسماۃ حیات ماں صاحبہ کی بنا کردہ ہے یہاں حضرت ممدوح نے علم وفضل حاصل کیا آپ کا رشد وصلاح واتقا ہمیشہ حضرت قطب عالم کے پیش نظر رہتا

تھا موصوف صدر مفتی بلدہ ومتولی مسجد تھے۔ بلحاظ شرافت خاندانی ولیاقت علمی موصوف کا ارادہ حضرت سید شاہ فاضل بیابانی قدس سرہٗ سے اپنی نبیری مسماۃ شہزادی صاحبہ منسوب کرنے کا ہوا تو حضرت سید شاہ فاضل بیابانی ؒ نے اپنے بڑے بھائی حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہٗ سے اجازت حاصل کرکے قبول فرمایا اور شادی ہوئی۔

حضرت قطب عالم بخاری نے داماد کو اپنے گھر رکھ لیا اس لیئے کہ سوائے اس صاحبزادی کہ جن کی شادی کردی گئی آپ کا کوئی اور وارث نہ تھا۔ خدمت قضاۃ ورنگل معہ تین مواضع جاگیر مشروط الخدمت داماد کے نام منتقل کروادئے۔

حضرت سید شاہ فاضل بیابانی اس وقت سے موضع قاضی پیٹھ شریف میں اقامت اختیار فرمائے۔ اب اس خاندان میں صرف ایک موضع قاضی پیٹھ شریف جاگیر مشروط الخدمت قضاۃ باقی ہے۔

حضرت سید شاہ فاضل بیابانی سے قبل جسقدر اجداد آپ کے گذرے ہیں ان حضرات کی سکونت انبڑ شریف میں تھی اور ان کے مزارات بھی وہیں واقع رہنا افضل الکرامات سے ظاہر ہے اس وضاحت کے خاطر حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی قدس سرہٗ سے آپ تک سلسلہ نسب درج ذیل ہے۔

حضرت سید شاہ غلام افضل بیابانی بن حضرت سید شاہ سرور بیابانی بن حضرت سید شاہ افضل بیابانی بن حضرت سید شاہ غلام محی الدین بیابانی بن حضرت سید شاہ غلام حسین بیابانی بن حضرت سید شاہ فاضل بیابانی بن حضرت سید شاہ امین

بیابانی بن حضرت سید شاہ فاضل بیابانی (اولیٰ) بن حضرت سید شاہ عبدالملک بیابانی بن حضرت سید شاہ اشرف بیابانی بن حضرت مخدوم سید شاہ ضیاء الدین بیابانی قدس اسرارہم۔

وجہہ تسمیہ لقب بیابانی: حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی قدس سرہٗ کے حالات میں حضرت مولف افضل الکرامات نے بتلایا ہے کہ آپ ہمیشہ بانات کی شال اوڑھے ہوئے جنگل و بیابان میں ریاضت فرماتے رہتے تھے۔اس لئے آپ کو لوگ پیر سقلاطی بابا کہتے تھے اس لئے کہ سقلاط کے معنی بانات کے ہیں اور جنگل بیابان میں رہنے کی وجہ بیابانی مشہور ہوئے۔

حلیہ مبارک: آپ یعنی صاحب تذکرہ کتاب ھٰذا کے حلیہ مبارک کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

بلند قامت قوی و ورزشی جسامت۔گندومی رنگ۔نورانی صورت چشم ہائے مبارک مست و مخمور (پُرکیف) روشن چہرہ درخشاں رخسار خنداں دہن۔تازہ رو۔کشادہ ابرو ریش مبارک زیادہ گھنی نہیں بلکہ متوسط۔بلند بینی۔دہن و لب ہائے مبارک و دندان اطہر اوسط سینہ مبارک چوڑا دست و بازو قوی و مضبوط و بلحاظ موزونیت قد لانبے۔پنجے کشادہ اور انگشت ہائے مبارک لانبے اور موٹے۔نہایت جامہ زیب متناسب الاعضاء کشادہ جبین سر اقدس بڑا اور موزوں پیشانی منور سے لیکر درمیانی حصہ سر اقدس پر زیادہ موئے مبارک نہ تھے۔کسی موقع پر برسبیل تذکرہ بر بناء استفسار آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ”میں“ بابا حضرت سے

دریافت کیا تھا کہ دادا حضرت کا حلیہ مبارک کیسا تھا؟ تو ارشاد ہوا ''تم بعینہ اپنے دادا حضرت کے مشابہ ہو صرف فرق اتنا ہے کہ تمہارا رنگ کچھ صاف ہے اور قد بھی کسی قدر دراز ہے'' غرض بحیثیت مجموعی آپ نہایت ہی قدآور اور جسیم تھے اور خوب صورت و جامہ زیب بھی آپ کی اونچائی کے ساتھ لاغری نہیں تھی کہ بے ڈول معلوم ہو اور نہ مٹاپہ بھی ایسا زیادہ تھا کہ بھدا ظاہر ہو بلکہ بلندی قامت کی موزونیت کے ساتھ جسامت و دیگر اعضاء کا تناسب بھی قدرت نے بدرجہ اتم عطا فرمایا تھا آخر آخر عمر شریف میں آپ کچھ خمیدہ ہو کر چلتے تھے۔

اوصاف حمیدہ: ذات عالی جمیع اوصاف حسنہ سے متصف نظر آتی آپ کی شان ذی وجاہت صاحب سطوت تھی اور آپ اعلیٰ ہمت نفیس طبیعت ۔نیک سیرت۔پاک باطن۔خوش مزاج جمالی۔حلیم الطبع۔صابر وشاکر، کریم النفس۔رقیق القلب۔وسیع الاخلاق۔عدل گستر، فقراء و غرباء پرور، یتیم و مہمان نواز، حاجت برار، مستجاب الدعوات، شیریں گفتار، سبک گام، میانہ رفتار تھے۔اور آپ بے حد صداقت پسند تھے چہرہ منور پر ہمیشہ بشاشت اور علم وفضل کا وقار ودبدبہ ظاہر ہوتا۔نظر عالی میں رحمت الٰہی کی وہ جاذبیت تھی کہ دیکھنے والوں کے قلوب متاثر ہو جاتے اور رجوع الی اللہ ہوتے۔جب تک بھی حاضرین آپ کی حضوری میں رہتے یہی کیفیات ان پر طاری رہتیں۔

بعض بعض دفعہ آپ کی سادہ گفتگو ہی پر حاضرین کی آنکھوں سے بے

ساختہ آنسو رواں ہوتے آپ کے ایک مرید مولوی سید قادر حسینی صاحب نے آپ کے وصال شریف کے بعد سراپائے اقدس کے نام سے جو نظم لکھی ہے اس سے آپ کے حلیہ مبارک وشمائل شریف وتقدس مآب وقار کا مجملاً صحیح الفاظ میں اظہار ہوتا ہے و نہایت پُر لطف و پُر کیف قابل ملاحظہ ہے۔

سراپائے اقدس (قدس سرہٗ)

میرے پیر افضل میرے پیر اعلیٰ — ولایت کے عالم میں ہے بول بالا
سراپائے اقدس انوکھا نرالا — جیسے سانچہ نور میں حق نے ڈھالا
سر پاک سِرِّ خدا کا خزینہ — رخ پاک روشن جبیں پر اُجالا
جمال الٰہی سے سرشار آنکھیں — نگاہوں میں تھا عالم زیر و بالا
بدن گورا گورا تھا قامت کشیدہ — بلندی میں تھے سب سے ارفع واعلیٰ
کمان دار ابرو تھے اور چشم روشن — جو تھے محو دیدار باری تعالیٰ
زبان ذکر حق سے کبھی تھی نہ خالی — سدا دل میں تھی یاد باری تعالیٰ
عطا پر ہمیشہ کھلے ہاتھ ہوتے — کسی دن نہ محروم سائل کو ٹالا
گھنی ریش اقدس بہ رنگ سفیدی — عیاں نور دل کا بدن پر اُجالا
کشادہ تھا سینہ جگر بھی قوی تھا — قوی قلب رکھتے تھے سرکار والا
غریبی طبیعت میں بے انتہا تھی — مگر شان ایسی جھکے ادنیٰ اعلیٰ

ہر یک سے محبت کا برتاؤ ہوتا — کوئی طفل ہو یا بڑی عمر والا

سدا ملنے والوں کو تعظیم دیتے — خبر لیتے ہر یک کی سرکار والا

علالت کی تکلیف میں بھی ہمیشہ — زبان پر رہا شکر باری تعالیٰ

عمامہ سر پاک پر زعفرانی — تو شانہ یہ بدن میں ذرا ڈھیلا ڈھالا

عصا دست اقدس میں رہتا ہمیشہ — عجب شان سے چلتا اللہ والا

غلاموں کی ہر بات سنتے تھے آقا — تشفی بھی فرماتے تھے شاہ والا

ہزاروں میں کیا بلکہ لاکھوں میں یکتا — غریبوں میں تھا ایک اللہ والا

بیاں وصف اقدس بھلا مجھ سے کیا ہو — کھچائی ہے دل نے یہ تصویر والا

دعا ہے یہ قادر کی دیدار حضرت — عطا سب کو فرمائے باری تعالیٰ

لباس مبارک: آپ ہمیشہ زرد و زعفرانی رنگ کا ململ کا عمامہ اور نہایت ہی باریک و نفیس ململ کا کرتہ جسکو گلے مبارک کے پاس کپڑے کی دو گنڈیاں اور تکمے لگے رہتے تھے اور سیدھی بازو کے دامن اقدس پر ایک جیب لگایا جاتا نیز مونڈھوں اور سینہ مبارک پر اسی مقابلہ سے بجانب پشت مبارک دوہرا کپڑا کلی دار سلوایا جاتا اور ہرک کا دو کاٹی نہایت ڈھیلا پائجامہ زیب تن فرماتے گھر میں تشریف فرما رہتے تو سر اقدس پر کبھی تاج کبھی صوفیانی رنگ کا اور بسا اوقات صوفیانی رومال بندھا رہتا اور بہ زمانہ سرما کبھی سردی کے وقت بادامی رنگ کا صدریہ کرتے پر پہنتے اور باہر تشریف لے جانا ہو تو کرتے پر جبہ مبارک از قسم چکن وغیرہ ہوتا اور عمامہ

مبارک پہنتے تھے۔عمامہ مبارک کے رنگ دینے میں صندل عطر و بعض دفعہ قدرے ابرق بھی شامل کردی جاتی تھی۔دست مبارک میں ہمیشہ (بانس کا) عصا مبارک رہتا جس کے سرے پر بیضوی شکل کا چاندی کا شام ہوتا تھا۔

بزمانہ اعراس مبارک صرف صندل شریف کے ساتھ آپ سرخ رنگ والی لنگ وتسمہ باندھے رہتے باقی ایام میں کبھی لُنگ باندھے نظر نہ آتے۔آپ نے اپنی سجادگی کے پہلے سال سبز رنگ کا عمامہ مبارک زیب سر فرمایا تھا پھر اس کے بعد ہمیشہ زعفرانی رنگ کا عمامہ ہی دیکھا گیا۔

چونکہ آپ پان بنارسی زردہ وناس (مدراسی انبالہ کارخانہ کی تیار شدہ) استعمال فرمانے کے عادی تھے اس لئے ہر وقت دست مبارک میں یا جیب میں پان کی ڈبیہ وناسی رنگ کی دستی وناس کی ڈبیہ (سینگ کی) رہتی تھی۔

شاہی مغلائی وضع کا جوتا ہمیشہ قدوم اقدس میں رہتا آپ اکثر و بیشتر رائچور کے بنے ہوئے جوتے پہنتے تھے۔مولوی تفضل حُسین صاحب وکیل کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ اوائل عمری میں مجھے دادا حضرت قبلہ قدس سرہٗ کا لباس اختیار کرنے کا خیال ہوا اور بابا سے عرض کیا یہ سن کر بابا نے فرمایا کہ تمھارے دادا حضرت قبلہ قدس سرہٗ کملی اوڑھنے اور تہبند باندھنے کے متعلق مامور من اللہ تھے اس لئے آنحضرت کے لئے وہ لباس زیبا تھا تمھارے لئے نہیں۔اس کے بعد میں نے اس عالمانہ لباس کو اختیار کیا جس کو میں پہن رہا ہوں

چنانچہ ابتداً یہ لباس پہن کر بابا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو بابا نے ملاحظہ فرما کر پسند فرمایا۔

سنا گیا کہ آپ بچپن سے ہی نہایت عمدہ نفیس از قسم اعلیٰ لباس زیب تن فرمانیکے عادی تھے۔ والد بزرگوار کو آپ پر بیحد شفقت تھی اس لئے بہترین قسم کا لباس آپ کو پہنایا جاتا رہا۔ آپ کے حقیقی بھائی حضرت اقدس محی الدین پاشاہ قادری بیابانی قبلہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ بڑے بھائی صاحب کو زمانہ طفولیت سے ہی بابا عمدہ لباس بنوا کر پہناتے رہے۔ چنانچہ میں کچھ سمجھ والا ہوا تو دیکھتا تھا کہ اس زمانہ میں (جو بالکل ارزاں ترین تھا) پانچ روپیہ وار سے کم قیمت والا ململ بھائی صاحب نے کسی وقت استعمال نہیں فرمایا غرض ہر کپڑا جو آپ استعمال فرماتے نہایت قیمتی و بیحد نفیس ہوتا۔

ایک دفعہ کا واقعہ حضرت محی الدین پاشاہ صاحب قبلہ بیابانی بیان فرمایا کہ بڑے بھائی صاحب قبلہ اور میں بلدہ (حیدر آباد) میں زیر تعلیم تھے ان دنوں حیدر آباد میں کہیں کا رئیس زادہ آنے کی شہرت تھی اور منجانب حکومت انتظامات سربراہی ہو رہے تھے۔ صبح آٹھ بجے کے وقت بڑے بھائی صاحب بہترین نفیس ململ کے کرتے پر عودے مخمل کا کار چوبی صدریہ پہنے ہوئے اپنی سواری کے بڑے گھوڑے پر بیٹھے ہوئے (جو حسب عادت شریف روزآنہ پھیرا کرتے تھے) چارمینار کی جانب سے پتھر گٹی سے ہوتے ہوئے پاشاہی عاشور خانہ کی طرف سے

گزرے۔ گھوڑا نہایت شوخی وخوبی کے ساتھ ٹہل رہا تھا اور سائیس آپ کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ اسوقت بھائی صاحب کی عمر پندرہ سولہ سالہ تھی بہت خوب رو وجسامت بھی آپ کی شاندار تھی اہل حیدر آباد اس عالم میں آپ کو دیکھر (شاہی مہمان) شہزادہ سمجھنے لگے اور سائیس سے پوچھنے لگے کہ شہزادہ صاحب بلدہ کب آئے وہ لوگوں کو کہتا جاتا کہ (یہ ہمارا شہزادہ ہے) قاضی صاحب ورنگل کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ سنا گیا کہ لوگوں کو آپ کی اس شان پر کئی دن تک حیرت رہی۔ کیوں نہ ہو آپ سعید ازلی تھے قدرت نے ہر جسمانی وطبعی خوبی ونزاکت آپ میں بدرجہ اتم عطا فرمائی تھی چنانچہ عالم طفلی سے آخر عمر شریف تک آپ کی اس شان شاہانہ میں سرمو فرق نہ ہوا۔ فضل الٰہی نے عمر بھر اپنے محبوبانہ انداز سے آپ کی پرورش فرمائی۔

عالم معنیٰ میں آپ کی وہ مقبولیت تھی کہ آپ درجہ محبوبیت پر تھے۔ بایں ہمہ آپ اپنی بردباری سے اس اولوالعزم مرتبہ کو کبھی بے نقاب ہونے نہ دیا۔

تعلیم: آپ کے ارشاد مبارک سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ کو ابتدأ اپنے جد بزرگوار قدس سرہٗ سے شرف تلمذ حاصل ہوا ہے۔ بر سبیل تذکرہ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ میری آغاز تعلیم کے وقت حضرت اعلیٰ واقدس دادا حضرت (سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہٗ) متجلی ہوئے اور بابا آں حضرت سے عرض فرمائے کہ میں اپنے بچے کی تعلیم کا آغاز آں حضرت کی زبان فیض ترجمان سے کروانا چاہتا ہوں؟ داد

حضرت قبلہ نے (نہایت خندہ پیشانی سے تبسم کناں) پیش شدہ معروضہ کو قبول فرماتے ہوئے میری تعلیم کا آغاز فرمایا۔

چونکہ یہ ایک معنوی رمز تھا جس کو سامعین سمجھ نہ سکے نہ اب تک سمجھ میں آیا کہ کسطرح یہ واقعہ ہوا ہوگا عوام کے لئے یہ چیز ضرور قابل حیرت ہے اس لئے کہ آپ اپنے دادا حضرت کی رحلت کے دس سال بعد تولد ہوئے ہیں مگر بزرگان دین سے ایسا عمل کوئی تعجب خیز امر نہیں کیونکہ اولیاء اللہ نہیں مرتے بلکہ دار فنا سے دار بقا میں منتقل ہوتے ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف ہے جس کو ابو نعیم محدث نے فرمایا کہ بہت مشہور حدیث ہے یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کے بعض لوگ مرنیکے بعد بات کریں گے اور امام بیہقی نے بھی اسکو صحیح فرمایا ہے (عمران القلوب)

ارشاد الطالبین میں حضرت پیر اخوند بابا علیہ الرحمۃ نے روایت بیان فرمائی ہے کہ حضرت امام حسن نوری علیہ الرحمۃ کسی بیابان میں مصروف بہ ذکر الٰہی تھے ایک جوان آیا اور السلام علیکم یا حسن نوری کہا۔ امام نے پوچھا کہ تم کیونکہ کر جانتے ہو میں حسن ہوں اور میرے باپ کا نام نور ہے۔ جوان نے کہا کہ جو شخص خود کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے تو اللہ پاک اس کو ساری چیزوں سے باخبر کر دیتا ہے اور اس وقت میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اس لئے کہ میں مرنا چاہتا ہوں

آپ دفن فرمائیے۔امام نے فرمایا کہ غیب کی باتیں نہ کہنا چاہیے۔اسی اثنا میں وہ جوان خودکو باطہارت پاک وصاف کیا اور سربہ سجود ہوکر وفات پایا۔امام اس کو دفن فرمائے اور اسکی قبر پر سرہانے دعا مغفرت پڑھتے بیٹھے۔قبر سے ہنسی کی آواز آئی امام نے فرمایا کہ کوئی زندہ قبر میں نہیں رہتا اور مردہ آواز نہیں کرتا تو جوان نے کہا یاامام آپ نے نہیں سنا کہ "اِنَّ اولیاء اللّٰہ لَایَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ" یعنی بے شک اولیاءاللہ نہیں مرتے مگر ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتے ہیں۔

علیٰ ھذا علامہ جلال الدین سیوطی شرح صدور میں حضرت امام ابولقاسم قشتری قدس سرہٗ کے رسالہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابوسعید خزاز نے روایت فرمائی کہ میں مکہ معظمہ میں تھا باب بنی شعیبہ پر ایک جوان کو مردہ پایا میں نے اس کی جانب نظر کی تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا یا ابا سعید "اَمَا عَلِمْتُ اِنَّ الْاَحِبَّاءَ اَحْیَاء وَاِنْ مَاتُوْ اِنَّمَا یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ"

(مجھے اس بات کا علم دیا گیا ہے کہ اللہ سے محبت کرنے والے مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں وہ صرف مقام تبدیل کرتے ہیں)۔

آپ فرماتے تھے کہ میری ابتدائی تعلیم حضرت شاہ علی صاحب قبلہؒ سے ہوئی اور یہ بابا کے بھی استاد رہے ہیں اور دادا حضرت قبلہ کے شاگرد تھے قصبہ ہمنکنڈہ محلہ دیول ہزار ستون کے رہنے والے تھے اور جید علماء دین سے تھے دادا حضرت قبلہ سے تعلیم پانے کے علاوہ انھوں نے دادا حضرت قبلہ سے شرف بیعت

بھی حاصل فرمایا تھا اور خاص مریدین میں سے تھے فیوض معنوی سے بہرہ ور اور
اولیاء حق سے تھے آخر عمر میں یہ بزرگ دکن سے ہجرت فرمائے مدینہ منورہ روانہ
ہوئے اور اپنی بقیہ عمر وہیں بسر فرما کر وہیں رحلت فرمائے۔

تذکرات تعلیم کے موقع پر آپ اکثر یہ بیان فرماتے رہتے کہ حضرت شاہ
علی صاحب قبلہ ومولوی مبارک علی شاہ صاحب کے علاوہ کئی اور اہل اساتذہ کے
پاس (جو متبحر علماء دین سے تھے) بمقام حیدرآباد میری تعلیم ہوئی۔

علم وفضل: علوم عربی وفارسی کے ہر شعبہ میں آپ کو بدرجہ اتم کمال حاصل تھا
آپ ادیب کامل تھے تو بلیغ شاعر بھی آپ افضل تخلص فرماتے تھے بہترین خوش
نویس تھے پرانے قدیم زمانے کی شکستہ وضع کی کتابت میں آپ کو نوشت وخواند کی
کافی مہارت تھی۔

ایک دفعہ آپ نے خوش نویسی کے تذکرہ میں ارشاد فرمایا کہ قاضی پیٹھ
شریف کو ایک خوش نویس تشریف لائے تھے میں نے ان کے پاس صرف تین
حروف ا۔ب۔ج کی مشق باقاعدہ سیکھی اور ان انھیں حروف کی مشق کا یہ نتیجہ ہے
کہ جو آپ حضرات میرا خط ملاحظہ فرمارہے ہیں۔

از مولف: صرف تین حروف کی مشق سے خط اسقدر نفیس ہونا بیحد تعجب کی بات
ہے یہ سن کر گو حیرت ہوتی ہے مگر بات دراصل یہ تھی کہ ذات اقدس میں ہر قسم کی
خوبی ازل سے ہی پوشیدہ تھی اور اسباب ظاہری میں خواہ کوئی چیز ہو (صرف

برائے نام) کچھ اس کی تکمیل ضروری ہوتی تو پھر طبیعت عالی اُس پر بدرجہ کمال حاوی ہو جاتی۔

ایک دفعہ آپ نے بر سبیل تذکرہ فرمایا کہ بزمانہ قیام بلدہ (حیدر آباد) میں ایک روز باہر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک صاحب تشریف لائے اور قدیم زمانہ کی خط شکستہ وضع کی کتابت کی ایک کتاب بتلا کر فرمانے لگے کہ یہ کتاب میرے آبائی کتب خانہ سے برآمد ہوئی ہے سارا بلدہ چھان دیا ہر ہر ذی علم کے پاس (جو بلدہ میں ہیں) اس کو لے کر گیا تا کہ اس کے مضمون کو صاف خط میں لکھوا کر طبع کرواؤں مگر کسی سے یہ نہ ہو سکا کہ اسکو پڑھے اور مضمون کا اظہار کرے بالآخر ایک مولوی صاحب نے آپ کا پتہ دیا تو زمانہ سے آپ کی تشریف آوری کا میں از بس متمنی تھا۔ اب تشریف آوری کی خبر سن کر حاضر خدمت ہوا ہوں آپ نے فرمایا کہ میں اس کتاب کو ان سے لیا اور دیکھا پھر ان کو دو روز بعد آنے کہدیا۔ چنانچہ وہ صاحب حسب وعدہ تشریف لائے میں اس نسخہ کو صاف خط میں لکھ کر دے دیا انکو اس پر سخت حیرت ہوئی اور بہت ہی مسرت کے ساتھ واپس ہوئے۔

علوم عربی: میر روشن علی صاحب مہاجر مدینہ طیبہ جو حضرت دادا پیر (سید شاہ غلام سرور بیابانی قدس سرہٗ) کے مرید ہیں فرماتے ہیں کہ نواب رفعت یار جنگ بہادر کی صوبیداری اورنگ آباد کے زمانہ میں ایک دفعہ میں ان کے ساتھ تھا وہاں ایک روز نواب صاحب موصوف کے پاس ایک عالم (جو اہل عرب سے تھے) تشریف

لائے اور نواب صاحب سے برسبیل تذکرہ فرمانے لگے میں حیدرآباد کے ذی علم طبقہ سے ملا فی الحقیقت جن کو ذی علم کہنا چاہیے مجھے کوئی نظر نہ آئے اور میں واپس ہو رہا ہوں یہ سنتے ہی (نواب صاحب اس کے جواب میں کچھ فرمانے کے قبل) میں نے کہا کہ مولوی صاحب آپ نے دیکھا کہاں ہے ریاست حیدرآباد میں بعض ایسے علماء ہیں کہ انکا مثل کہیں شاید نہ ہوگا۔ یہ الفاظ میری زبان سے جوں ہی نکلے (نواب صاحب جیسی پُر تہذیب وذی اخلاق شخصیت بھلا میری اس ناشائستہ حرکت کو کب گوارہ کرسکتی تھی) رفعت یار جنگ بہادر کے چہرہ پر خون کی لہریں دوڑ گئیں اور آنکھ سرخ ہوگئیں اور میری طرف انھوں نے نظر فرمائی میں نے کہا کیوں نواب صاحب بڑے حضرت میاں کی علمیت کا کیا عالم ہے؟

یہ سنتے ہی نواب صاحب کا غصہ معاً مسرت سے بدل گیا اور مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے میر صاحب بہت سچ فرماتے ہیں۔ فی الحقیقت آپ کا ورنگل جانا نہ ہوا۔ اگر آپ حضرت قاضی صاحب ورنگل سے ملتے تو آپ کی تمنا باقی نہ رہتی اور نواب صاحب نے آپ کی علمیت واخلاق کی بیحد تعریف توصیف بیان فرمائی۔

میر صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ مولوی صاحب آپ کی خدمت میں تشریف لائے بھی یا واپس ہوگئے۔

بہ عصر خود ز علم و فضل یکتا بود در عالم

(آپ اپنے زمانے میں تمام عالم میں علم فضل کی نسبت یکتا تھے)

زسر معرفت آگاہ بذات کبریا فانی

(آپ معرفت کے رازوں سے ذات کبریا کے فضل سے واقف تھے)

از مولف: ایک دفعہ مجھے آپ نے سر نظامت جنگ بہادر کی خدمت میں حاضر ہونیکا حکم سرفراز فرمایا تھا حسب الارشاد گرامی میں بمقام وقار آباد نواب صاحب ممدوح کے بنگلہ پر حاضر ہوا۔ میں وہاں پہنچنے کی تھوڑی دیر بعد ہی نواب صاحب باہر برآمد ہوئے میں نے مرحمت فرمودہ رقعہ گرامی پیش کیا نواب صاحب رقعہ عالی ہاتھ میں لئے ہوئے (بغیر ملاحظہ فرمائے کے) میری جانب مخاطب ہوکر ارشاد فرماہوئے کہ میں نے دنیا کے سارے ممالک کی سیاحت کی اور ہر ملک کے ذی علم طبقہ سے ملنے کا مجھے موقع ملا عربی مذہبی علماء کرام سے ملاقات رہی مگر کسی مقام پر کوئی عالم آپ کے مثل میں نے نہیں پایا آپ یکتائے زمانہ ہیں میرے دل میں آپ کی بڑی وقعت ہے مجھے آرزو ہے کہ آپ اپنے کسی ذاتی معاملہ میں مجھ سے کام لیں مگر مجھے اب تک کسی وقت بھی ایسا موقع نہ ملا ہاں کبھی اپنے معتقدین کے بارے میں سفارش کے موقع پر یاد فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ مولوی حبیب الرحمٰن شیروانی صدر صدور امور مذہبی (علاقہ حیدرآباد دکن) سے ملکر واپس ہوئے اسوقت آپ کے ساتھ جو حضرات وہاں موجود تھے ان سے معلوم ہوا کہ اثناء گفتگو میں مولانا شیروانی صاحب نے آپ سے کہا کہ مجھے حیرت ہے کہ آپ جسے صاحب علم و فضل بلدہ حیدرآباد میں

ہوتے ہوئے درآں حالانکہ میں آپ سے گفتگو کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا) سرکار عالی نے مجھے ہندوستان سے کیوں بلوایا ہوگا؟

مولوی سید خواجہ تفضل حسین صاحب وکیل فرماتے ہیں کہ بر سبیل تذکرہ بر بناء استفسار آپ نے اس واقعہ کی تصدیق فرمائی کہ ہاں شیروانی صاحب نے ایسا فرمایا تھا۔

شاعری: آپ کے کلام میں شعراء قدیم مثل حافظ شیرازی و جامی علیہ الرحمۃ کا رنگ ہے حضرت اقدس لالہ میاں حضرت قبلہ قدس سرہٗ اکثر فرماتے تھے کہ میں ایک مقام پر گیا تھا (از مولف اس مقام کا نام بھی آپ نے متعدد بار فرمایا ہے مگر افسوس کے میرے ذہن سے نکل گیا) غرض وہاں مجلس سماع ہوئی جس میں وہاں کے دوسرے صوفیائے کرام وعلماء مشائخین وغیرہ بھی شریک تھے اتفاقاً قوال نے آپ کی ایک چیز سنائی اور آخر میں افضل تخلص پڑھا تو حضرات سامعین کو حیرت ہوئی اور سب بے ساختہ کہہ اٹھے کہ کون افضل ہیں کہ کلام میں بالکل حافظ شیرازی کا سا رنگ ہے میں نے ان حضرات کو آپ کے اسم مبارک وغیرہ سے واقف کروایا۔

ایک اور دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک صاحب (جو گانے والوں سے تھے) آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسی مجلس سماع کا تذکرہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ آپ کا کلام سنایا گیا سن کر لوگوں کو حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کا شبہ ہوا آپ نے اس قصہ کو سُن کر سکوت اختیار فرمایا کچھ دیر بعد جبکہ سب لوگ وہاں سے

رخصت ہو گئے صرف میں اور ایک کوئی دوسرے صاحب (اسوقت) مجھے خیال نہیں کہ کون تھے) آپ کی حضوری میں کھڑے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ اشعار لکھتے وقت میں حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کا تصور باندھ کر لکھتا ہوں فن شاعری میں حافظ صاحب شیرازی ہی میرے استاد ہیں۔

حضرت اقدس سید شاہ درویش محی الدین قبلہ علیہ الرحمۃ نے (جو مصنف افضل الکرامات و متبحر علماء کرام و مشائخین عظام حیدرآباد سے ہیں) آپ کی رحلت پر بعنوان ''حالات ارتحال'' کا مضمون (جس سے حضرت موصوف کے خاص قلبی تاثرات حزن و کیفیات پُر ملال کا عجیب و غریب طریقہ پر اظہار ہوتا ہے) جو زیب قلم فرمایا ہے اس سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ علماء دین و صوفیاء عظام کے قلوب میں آپ کی کس درجہ وقعت تھی اور علوم ظاہری و معنوی میں آپ کو کس حد تک تبحر حاصل تھا۔ نقل مضمون محولہ بالا حسب ذیل ہے۔

نقل مضمون حالات ارتحال: حضرت قاضی مولوی سید شاہ غلام افضل بیابانی جاگیردار قاضی پیٹھ علیہ الرحمۃ والمغفرۃ اس مقدس و بزرگ ہستی سے حیدرآباد و مضافات کا اکثر و بیشتر حصہ واقف ہے آپ حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہٗ کے نبیرہ و حضرت سید شاہ سرور بیابانی قدس سرہٗ کے صاحبزادہ اکبر اور سجادہ نشین درگاہ تھے۔ ان خاندانی فضائل کے علاوہ آپ کی ہستی آپ کے کمالات ذاتیہ کا شمس نصف النہار درخشاں تھی کیا بلحاظ علم و فضل کیا بلحاظ حسن اخلاق و تواضع و انکسار آپ ایک بے نظیر نمونہ تھے ہزارہا معتقدین و مریدین کے علاوہ صدہا احباب و شناساں معززین آپ کے دل سے شیدائی تھے جو ایک وقت آپ سے بہ اخلاص دلی مل لیتا۔ اس کے دل میں آپ جائے کرلیتے اور وہ گرویدہ اخلاق حسنہ ہو جاتا گویا آپ میں ایک جذب مقناطیسی تھا۔ نذورات و فتوحات کی آمدنی

علاوہ جاگیر کے ہزار ہا کی تھی لیکن کوئی طریقہ پس انداز نہ تھا "یوم جدید رزق جدید کا سماں ہر روز نظر آتا تھا۔ علاوہ علوم ظاہری کے علوم حقائق و معارف کے بھی ایک زبردست قائد تھے۔ جب آپ صوفیانہ مضامین ارشاد فرماتے تو مخاطب کے لئے حصول انوار و برکات کا ذریعہ آناً فاناً قائم ہو جاتا مضامین معارف جب زباں پر جاری رہتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نکات کہنہ ذات باری کا بحرے پایاں موجیں مار رہا ہے۔

ز دریا موج گونا گوں بر آمد　　　　ز بے رنگی برنگ چون بر آمد

کا ظہور پایا جاتا تھا اگر مہینوں اس قسم کے مضامین ارشاد فرماتے رہیں تو کسی مضمون کے اعادہ کی نوبت نہ آتی آپ کا سینہ علوم حقائق کا گنجینہ تھا۔ فصاحت و بلاغت ایسی کہ سامعین کے دل لوٹ جائیں۔ لطافت بیان ایسی کہ گویا منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ آپ کے عنفوانِ شباب کے زمانہ میں نواب عماد جنگ اولی اور نواب رفعت یار جنگ اولی آپ کو چھیڑ چھیڑ کر آپ سے تقریر سنا کرتے تھے اور فصیح و بلیغ مضامین اور الفاظ سے محظوظ ہوا کرتے تھے نواب سر نظامت جنگ بہادر سے بلحاظ تعلقات خاندانی اکثر ملاقات ہوا کرتی اور علمی مذاکرے رہتے۔ عصر حاضر کے علماء و مشائخین آپ کو اپنا بزرگ سمجھتے تھے۔ آپ بالعموم اہل علم کو فارسی میں خط لکھا کرتے تھے۔ بسا اوقات مکتوب الیہ کو دیگر قابل لوگوں سے ترجمہ کرانے کی نوبت آتی تھی۔ خط نستعلیق و شکستہ دونوں میں ید طولیٰ حاصل تھا ہر سال

عرس شریف میں ہزار ہا اشخاص کا مجمع ہوا کرتا ہے ان میں ہر شخص آپ کے
واخلاق وکمالات فیضان ظاہری وباطنی کا ایک نئے طریقہ سے رطب اللسا
آتا ہے عرس شریف جس اعلیٰ پیمانہ پر انجام پاتا اس کے دیکھنے والے ہزار ہا
ہیں ۔ زمانہ عرس کے مجالس سماع میں آپ کا تشریف رکھنا ایسا معلوم ہوتا تھ
ایک خدا کا نور اترا ہوا ہے ۔ آپ نے عشق الٰہی میں سیروں آنسو بہائے ۔
مسلسل گھنٹوں جاری رہتے جس کا اثر انوار وبرکات کی صورت میں حاضرین
پر کافی پڑھتا تھا ۔ دور کی بات نہیں کل ہی کا ذکر ہے کہ ہزار ہا اشخاص واقف
آپ کی محبت سے نواب معشوق یار جنگ بہادر ونواب غازی یار جنگ
ونواب عبدالباسط خان صاحب اور پیر جماعت علی شاہ صاحب نے جو اکثر
پیٹھ آیا کرتے تھے خوب لطف حاصل کیا ۔ چھوٹے موضع قاضی پیٹھ میں برقی
وٹل نواب باسط خان صاحب کے مساعی کا یادگار ہے ۔ نواب صدر یار
بہادر اکثر بوقت ملاقات ادباً خاموش بیٹھے رہتے اور آپ کے ارشادات
مستفیض ہوا کرتے تھے اور بوقت رخصت نذر پیش کیا کرتے تھے اور فرما
تھے کہ قاضی صاحب ورنگل جیسا عالم مقدس بزرگ اس وقت ہندوستان میں
ناپائید ہے ۔

مہاراجہ سریمین السلطنت عرصہ تک روزآنہ پانچ بجے حاضر ہوا کرتے
ارشادات عالی سے مستفیض ہوا کرتے تھے ۔ مہاراجہ بہادر کا مقولہ تھا کہ روز

مجھے صبح ہی سے پانچ بجنے کا انتظار رہتا تھا کہ کب پانچ بجتے ہیں اور کب حاضر خدمت ہوتا ہوں باوجود اس قدر عمیق تعلقات کے آپ نے کبھی مہاراجہ بہادر یا کسی اور امیر و امراء کے گھر پر تشریف نہیں لے گئے۔ بجز ان اشخاص کے جن سے بیعت یا خاندانی تعلقات تھے غرض کہ حضرت کا انتقال مَوْتُ الْعَالِمِ كَمَوْتُ الْعَالَمِ (ایک عالم کی موت گویا دنیا کے موت کے مماثل ہے) کا مصداق ہے۔ جو یوم العرفہ بہ اوقات ج سوا بجے بمقام حیدرآباد بعمر (۸۱) سال وقوع پزیر ہوا۔ تدفین بمقام قاضی پیٹھ بہ روز عید عمل میں آئی۔ آپ کے فارسی غزلیات کا مجموعہ اور ایک ضخیم یاداشت الفیصلہ جو نکات علمی سے معمور ہے آپ کے علمی یاد گار ہیں اَللّٰهُمَّ اغْفِرلَهُ وَارْحَمْهُ وَاَدْخِلْهُ فِی الْجَنَّةَ (اے اللہ بخش دے اور رحم فرما اور داخل فرما جنت میں)

اس مادیت کے دور دورہ میں ایسا زبردست روحانی انسان نظر آنا مشکل ہے۔ جب آپ بلدہ روانہ ہونے لگے اپنے اب وجد کے مقابر کو دیکھ کر خوب زار وقطار رونے لگے۔ اگر آپ بلدہ تشریف نہ لاتے تو صدہا مشتاقان جمال اہل بلدہ محروم رہ جاتے آپ کا انتقال آپ کے والد ماجد کے انتقال کے بعد قاضی پیٹھ کا دوسرا ناقابل تلافی نقصان ہے جس سے صدہا اہل محبت کے قلوب مغموم ومحزون نظر آرہے ہیں۔ در حقیقت ایسی روحانیت کے حضرات کے موت ایک قسم کی حیات ابدی ہے صرف اتنا ہے کہ وہ دنیا کی نظر سے پوشیدہ ہوجاتے ہیں

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ (سن لو کہ اولیاء نہیں مرتے بلکہ وہ اس دنیا سے دوسری دینا میں منتقل ہوتے ہیں)

از مولف: اس مضمون میں آپ کے فیضان کا ایک ظہور جو درج تھا وہ آپ کے ظہور فیضان کے عنوان میں درج کیا گیا ہے

ہرگز نہ میرد آں کہ دلش زندہ شُد بعشق

(وہ لوگ ہرگز نہیں مرتے جن کے دل اللہ کے عشق سے زندہ رہتے ہیں)

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

(یہ بات دنیا کی ہمیشہ رہنے والی کتاب (قرآن پاک) میں لکھ دی گئی ہے)

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

المرقوم ۱۱ رذی الحجہ ۱۳۶۲ ہجری نیاز مند درویش عفی عنہٗ

جب کبھی آپ قاضی پیٹھ شریف سے بلدہ رونق افروز ہوتے تو تا قیام روز آنہ علماء حیدرآباد بعض دفعہ دیگر مقامات کے اور کبھی کبھی اکابر علماء اہل عرب آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور استفادہ علوم ومسائل فرماتے چنانچہ مولانا انوار اللہ خان صاحب علیہ الرحمۃ جب تک صدر صدور امور مذہبی رہے اکثر کاروائیوں ومسائل وفتاوے وغیرہ میں آپ سے مشورہ فرماتے نیز مولانا حبیب الرحمٰن صاحب شیروانی کا بھی یہی عمل رہا شرعی مسائل سے متعلق تصفیہ شدنی امثلہ عدالت ہائے سشن سے اظہار رائے کے لئے آپ کے پاس بھجوائے جاتے اور

آپ اپنی رائے دے کر واپس فرماتے۔

اکبر خان صاحب فرماتے تھے کہ مسٹر ٹرنچ بہادر ابتداً جس وقت بلدہ حیدرآباد میں صدر المہام مال ہو کر آئے اسکے چند روز بعد آپ کو ان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ آپ ان کے بنگلہ پر بہ سواری موٹر کار تشریف لے گئے آپ موٹر کار سے اتر کر بنگلہ میں داخل ہو رہے تھے کہ مسٹر ٹرنچ بہادر برآمد ہوئے اور آپ کی اعلیٰ وجاہت کو دیکھتے ہی بنگلہ کی سڑیوں تک انھوں نے آپ کا استقبال کیا اور اپنے ساتھ بیجا کر بٹھلائے۔ بہت دیر تک آپ نے ان سے گفتگو فرمائی۔ سنا گیا کہ ٹرنچ بہادر علوم عربی میں مہارت رکھتے تھے آپ سے انکی (علوم عربی سے متعلق بھی) گفتگو رہی۔ اثنا گفتگو میں مسٹر ٹرنچ بہادر نے حیرت سے فرمایا کہ حیدرآباد میں ایسے بھی لوگ ہیں؟ غرض آپ کی واپسی پر مسٹر موصوف آپ کی موٹر کار تک تشریف لائے اور خود اپنے ہاتھ سے آپ کی موٹر کار کا پٹ کھولے اور آپ موٹر کار میں تشریف فرما ہونیکے بعد بڑے احترام کے ساتھ آپ سے ملکر رخصت فرمائے۔

دیگر فنون میں مہارت: فنون سپہ گری سے بنوٹ۔ تلوار۔ لکڑی کی پھیک۔ کشتی۔ گھوڑے کی سواری میں آپ کو بیحد مہارت تھی گھوڑے کی سواری کے جس قدر فنون ہیں ان سب میں آپ کو کافی دخل تھا چابک سواری کے پورے نکات پر کامل دست گاہ حاصل تھی۔ فن موسیقی وساز کے جملہ امور فن سے بیحد واقف

تھے۔

ہر قسم کا شکار کھیلنے و بندوق چلانے و نشانہ بازی میں آپ یکتائے زمانہ تھے۔فن پیراکی میں بھی آپ کو بدرجہ اتم کمال حاصل تھا مذکورہ فنون میں آپ کا کمال بعض بعض موقعوں پر آپ کے بیان فرمودہ قصوں سے ظاہر ہوتا ہے۔چنانچہ ایک دفعہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری اوائل عمری میں بالعموم یہ طریقہ عمل دیکھنے میں آیا کہ ہمنکنڈہ کے اکثر مسلمان روز آنہ شام کے وقت قاضی پیٹھ شریف کے تاڑبن میں آکر سیندھی پیتے اور بحالت نشہ شرارت کرتے اور اہل موضع کو تکلیف پہنچاتے۔اہل موضع کی فریاد پر بابا نے احمد بھائی کو (احمد بھائی میرے دودھ شریک بھائی تھے) حکم فرمایا کہ شرارت کرنے والوں سے کہدو کہ ایسے حرکات نہ کریں کہ جس سے اہل موضع کو تکلیف ہو۔احتیاط کی جائے وغیرہ۔ اس کے بعد ایک روز میں شام کا کھانا کھا کر اپنے دیوان خانہ کے صحن میں ٹہل رہا ہوں ایک کلالن پریشان دوڑتی ہوئی آئی اور کہنے لگی کہ لوگ احمد بھائی پر حملہ کرکے اسقدر زدوکوب کئے ہیں کہ احمد بھائی بےہوش پڑے ہیں۔یہ سنتے ہی میں نہایت مشتعل ہوکر فوراً مقام واردات پر پہنچا دیکھا کہ لوگوں کا بڑا ہجوم ہے اور سب کے ہاتھوں میں لٹھ وغیرہ ہیں۔اور بلوہ و ہنگامہ پر کمر بستہ و مستعد نظر آرہے ہیں احمد بھائی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔میں اسوقت بالکل تنہا تھا اس مجمع میں خود کو بشکل داخل کیا اور ایک کی لٹ چھینا اور ساتھ ہی لوگ مجھ پر حملہ آور ہونے لگے تو

میں نے بنوٹ چلائی تھوڑی ہی دیر میں سارا میدان خالی ہو گیا اور سارے فریش جدھر نظر پڑتی ادھر زخمی تڑپتے ہوئے نظر آتے سارے میدان میں واویلا و گریہ وزاری کا شور مچا پھر احمد بھائی کے پاس گیا۔ حالانکہ وہ میرے ہم عمر اور جسامت وغیرہ میں بھی مجھ سے کچھ کم نہ تھے۔ لیکن میں ان کو تنہا اٹھالیا اور اپنے گھر لایا۔ دیوان خانہ میں لیٹا دیا اور گھر میں جا کر بابا کو اس واقعہ کی اطلاع کیا۔ بابا فوراً دیوان خانہ میں تشریف لائے۔ احمد بھائی کو ملاحظہ فرمائے علاج کا انتظام فرما کر میری اس جسارت پر نہتے کثیر مجمع میں بے تحاشہ داخل ہونے پر آپ نے سخت حیرت فرمائی۔ اسطرح آئندہ نہ کرنے مجھے نصیحت فرماتے ہوئے اسقدر لوگوں کا مقابلہ تنہا کرنے اور کامیاب ہونے پر بار بار اظہار تعجب فرمائے۔

ایک روز میں بوقت صبح خدمت اقدس میں حاضر ہوں اور آپ نوبت خانہ کے نیچے تخت پر جلوہ افروز ہیں کہ آبادی کی جانب سے صمدانی پاشاہ صاحب (فرزند اکبر غلام دستگیر حسینی عرف پیراں صاحب مشائخ مانا کنڈور) جو رشتہ میں آپ کے نواسے ہوتے ہیں اپنے بڑے گھوڑے پر سوار و دوڑاتے ہوئے درگاہ شریف کے قریب سے گزر رہے تھے۔ آپ نے اشارہ سے انھیں بلایا صمدانی پاشاہ فوراً گھوڑے سے اترنے کا قصد فرمائے آپ نے منع فرمایا اور ارشاد ہوا کہ بحالت سواری آؤ۔ چنانچہ وہ اسی طرح آئے آپ نے گھوڑے کی چال وخصائل سے خاص خاص چند سوال فرمائے اسکے بعد یہ ارشاد ہوا کیا میں آپ کے گھوڑے

پر بیٹھوں؟ کیا آپ کا گھوڑا مجھے اٹھا بھی سکے گا؟ صمدانی صاحب نے جواباً کہا کہ
نانا جان آخر یہ بڑا گھوڑا ہے کیا آپ کو نہیں اٹھائیگا؟ ضرور اٹھائیگا۔ آپ ازراہ کرم
شوق سے ارادہ فرمائیے یہ کہتے ہوئے گھوڑے سے اترنا چاہے آپ نے پھر بھی
منع فرمایا اور ارشاد ہوا کہ مجھے اس بات پر لکھ دیجیئے کہ اگر میں گھوڑے پر بیٹھوں
اور گھوڑے کی کمر ٹوٹے تو مجھ پر آپ کا کوئی دعویٰ نہ ہو سکے گا۔ صمدانی پاشا
صاحب نے فرمایا ضرور لکھ دونگا۔ ہرگز دعویٰ نہ کرونگا یہ کہتے ہوئے گھوڑے سے
اتر پڑے آپ نے انھیں اپنے نزدیک نہایت شفقت سے بلایا اور تبسم کناں فرما
کہ میری طبیعت آپ سے مذاق کرنا چاہی ورنہ میں گھوڑے پر بیٹھنا نہیں چاہ
فرماتے ہوئے میری جانب مخاطب ہو کر فرمائے گھوڑے کی سواری سے متعلق
ایک نہایت نازک فن ہے کہ اگر بحالت سواری گھوڑے کے پیٹ پر ایک
رگ ہوتی ہے اس کو اپنی ایڑی سے خوب داب دے تو کتنی ہی زبردست قوت وا
گھوڑا کیوں نہ ہو فوراً کمر ڈال دے گا اور ہمیشہ کیلئے کمری ہو جائے گا یہ فن میں
اچھی طرح جانتا ہوں اگر چاہوں اس گھوڑے کی کمر گرادوں یہ سنکر صمدانی پاشا
صاحب بحصول اجازت رخصت ہو گئے۔

ایک دفعہ آپ درگاہ شریف کے پاس آبدار خانہ کے چبوترے پر (بوقت
عصر) رونق افروز ہیں۔ اتفاقاً میں خدمت تقدس مآب میں حاضر ہوں آپ نے
برسبیل تذکرہ ارشاد فرمایا کہ میں تیرنا خوب جانتا ہوں پانی پر رومال بچھا کر اس

چت لیٹ جاتا ہوں اس کمال و ترکیب کے ساتھ کہ نہ میں ڈوبوں اور نہ رومال (اس حد تک فرماتے ہی میرے دل میں یہ خیال ہوا کہ یہ تیرنا کیا ہے بلکہ کرامت) اس تصور کے ساتھ ہی آپ نے فوراً فرمایا کہ یہ کوئی کرامت نہیں ہے بلکہ یہ چیز فن وحکمت سے متعلق ہے ایک معمولی ترکیب ہے اگر میں آپ کو بتلا دوں تو آپ بھی باسانی کرسکو گے اور میں بھی ایک ماہر فن استاد سے سیکھا ہوں۔

ساز وغیرہ کے فنون سے بھی آپ آگاہ واقف تھے۔ بعض موقعوں پر جبکہ گانے والی پارٹیاں حاضر ہوتیں اور آپ سے ان کی مخاطبت رہتی تو مجلس سماع میں کون کسطرح کام کیا اس کا اظہار آپ برسبیل تذکرہ فرماتے اور قدردانی کی داد دیتے اور بعض کی باریک چھوٹی سی بعض غلطیوں کا بھی اظہار فرماتے تو وہ لوگ اس کے قائل ہوجاتے۔

آپ کے ارشادات سے یہ بھی ظاہر ہوتا تھا کہ فن طب کا عربی کورس آپ کے زیر تعلیم رہا۔ اطباء یونانی سے گفتگو کے وقت آپ کی رائے ومشورہ پر ماہرین فن کو حیرت ہوتی اور قائل ہوجاتے۔ علی ھذا جڑی بوٹیوں کے تذکرے وخواص وجنگل جھاڑی و دشت و بیابان وکوہ صحرا کے عجائبات قدرت وسانپ وبچھو وغیرہ کے اتنے نوادر قصص آپ بیان فرماتے کہ سامعین کو آپ کے وسعت معلومات پر حیرت کی کوئی انتہا نہ ہوتی۔

بیاہ واولاد: آپکے والد ماجد قبلہ قدس سرہ نے نواب محی الدین بہادر صدر الصدور

ومشائخین بلدہ کے خاندان سے حضرت مولانا مولوی محمد فضل علی صاحب قبلہ قدس سرہٗ قاضی بھونگیر وسجادہ درگاہ حضرت اعلیٰ والقدس جمال البحر علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی آپ سے منسوب فرمائی اور شادی ہوئی۔

اس محل مبارک سے آپ کو ایک صاحبزادہ سید ضیاء الدین بیابانی صاحب قبلہ اور تین صاحبزادیاں جن میں دونوں صغیر سن میں بمقام حیدرآباد رحلت فرمائیں۔

حضرتہ مقدسہ نہایت خوش خلق نیک طینت، حلیم الطبع ومنکسر المزاج واقع ہوئی تھیں سنا گیا کہ جو عورتیں آنحضرتہ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوتیں تو اُن کے اور اُن کے بچوں کے ساتھ حضرتہ اسطرح پیش آتیں جیسا کہ ایک محبت بھری ماں اپنی اکلوتی اولاد کے ساتھ پیش آتی ہے عورتیں کہتی ہیں کہ حضرتہ سے ملنے کے بعد قلب پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ ہم اپنی حقیقی ماں سے مل چکے ہیں۔

چونکہ آں حضرتہ مقدسہ نہایت ہی صالح وذاکرہ بی بی تھیں اس لئے آخر عمر میں اور علالت کا سلسلہ بھی آغاز ہو چکا تھا جسکی وجہ آپ نے دوسرا عقد فرمایا اور اس عقد کے چند سال بعد محل مبارک اولیٰ کا وصال شریف ۱۶ ربیع الاول ۱۳۵۶ ہجری میں ہوا جنکا مزار مبارک آپ کی گنبد مبارک کے گوشہ جنوب مغرب سے لگا ہوا موجود ہے۔

قضاء ت: آپ کو آپ کے والد ماجد قبلہ قدس سرہٗ نے اپنی حیات میں ہی

مسند قضاءت ورنگل پر متمکن وممتاز فرمایا تھا اور قضاءت عطا فرمانے کے بعد بھی کئی سال تک آپ کے والد ماجد قبلہ قدس سرہٗ بقید حیات رہے چنانچہ اس عہدہ جلیلہ پر آپ اپنی آخر عمر شریف تک فائز و کارگذار رہے۔

بیعت وخلافت: آپ کو اپنے والد ماجد قبلہ قدس سرہٗ سے بیعت حاصل تھی اور بیعت کے کئی سال بعد آنحضرت قدس سرہٗ کے وصال کے ایک روز قبل درگاہ شریف کے روبرو بتاریخ ۲۰ صفر ۱۳۳۱ ہجری آپ کی خلافت کے مراسم بھی ادا ہوئے چنانچہ اس جلسہ کے شرکاء سے بھیا سید افضل الدین صاحب ساکن رموڑ علاقہ برار (جو آپ کے والد ماجد قدس سرہٗ کے خاص و چہیتے مرید ہیں) موجود ہیں۔ چنانچہ یہ قصہ خلافت کا انھیں کا بیان فرمودہ ہے۔ بھیا نے فرمایا کہ اس تقریب میں مٹھائی و پھول و عمامہ ولنگ میں خود خرید کر لایا ہوں اور دیگر انتظامات بھی اس جلسہ کے میں نے ہی انجام دیئے ہیں وغیرہ۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ بابا نے مجھے قضاءت سے سرفراز فرمانے کے بعد ساتھ ہی ساتھ خلافت عطا فرمانے کا عزم فرمایا تھا لیکن میں آمادہ نہ ہوا۔ بابا یہ ارشاد فرماتے کہ مجھ میں ضعف پیدا ہوگیا ہے اب تم خلافت لے کر معتقدین کو مرید کرو (داخل سلسلہ کرو) میں عرض کرتا رہا کہ مجھے آپ پہلے کمال تصوف پر پہنچنے دیجئے تب خلافت عطا فرمایئے تاکہ اس منزل میں میں کسی سے پیچھے نہ رہوں چنانچہ حصول خلافت کا مسئلہ رکا رہا۔ آپ نے اسی سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ "بابا

علیل ہو گئے مرض بڑھنے لگا میں نے دیکھا کہ آفتاب لب بام آچکا ہے اور

اصرار ... ارشاد کرائی مشرف بخلافت ہوا"۔

سجادگی: آپ نے اپنے والد ماجد حضرت اعلیٰ واقدس سید شاہ سرور بیابانی علیہ

کے وصال شریف کے چوتھے روز بعد از ادائی زیارت سوم بتاریخ ۲۴ر صفر

ہجری مسند سجادگی پر متجلّی ہوئے اور کامل (۳۱) سال نو ماہ پندرہ یوم اس خ

فیض درجت کو آپ نے انجام دیا اس عرصہ میں (عام معتقدین کا اعتقاد

ہے کہ) تقریباً ایک لاکھ سے زائد ارادتمند (جس میں اکثر ریاست حیدر

لوگ شامل ہیں بلدہ کے علاوہ مضافات و اضلاع و دیگر مقامات مدراس

بمبئی۔ پونہ۔ کلکتہ دہلی لکھنو وغیرہ کے لوگ بھی شامل ہیں) آپ کے دست

پرست پر شرف بیعت حاصل کئے۔

ان ان گنت مریدین سے آپ نے براہ ذرہ نوازی جن جن ا

کو خرقہ خلافت عطا فرمایا ہے بالترتیب ان حضرات کے اسماء درج ذیل ہیں

اسماءِ خلفاء

- ☆ حضرت اقدس سید شاہ محی الدین پاشاہ بیابانی صاحب قبلہ
- ☆ حضرت اقدس سید شاہ عبدالکریم بیابانی صاحب قبلہ
- ☆ حضرت صادق اللہ شاہ صاحب
- ☆ حضرت قاضی فضل علی شاہ صاحب قبلہ
- ☆ حضرت غلام احمد شاہ صاحب
- ☆ حضرت غوث علی شاہ صاحب
- ☆ حضرت سید حفیظ الدین شاہ صاحب
- ☆ حضرت کشفی شاہ صاحب
- ☆ حضرت سید حُسین شاہ صاحب حُسینی
- ☆ حضرت بشیر الدین شاہ صاحب
- ☆ حضرت اقدس سید شاہ ضیاء الدین بیابانی صاحب قبلہ
- ☆ حضرت سید غلام جیلانی شاہ صاحب حُسینی
- ☆ حضرت سید اسماعیل شاہ صاحب
- ☆ حضرت دُرویش محی الدین عرف حسین علی شاہ صاحب
- ☆ حضرت بشیر الدین کاظمی شاہ صاحب
- ☆ حضرت عبدالغفار ردحی شاہ صاحب

☆ حضرت سید شاہ محمد قادری عرف قادر پاشاہ صاحب قبلہ

☆ خاکسار (سید خواجہ سعادت حسین شاہ)

☆ حضرت سید شاہ افضل قادری صاحب قبلہ

بیعت جن وانس: عطاازدست تو شد بندگان را نور ایمانی

(آپ کے دست مبارک سے بندوں کو ایمان کا نور عطا ہوتا ہے)

کے مصداق بضمن سجادگی اس کا تذکرہ کر دیا جا چکا ہے کہ آپ خلافت حاصل کرنے کے بعد تا آخر عمر شریف تقریباً ایک لاکھ سے زائد ارادتمند آپ سے بیعت حاصل کیے ہیں دن میں عام لوگ اور راتوں میں اجنا بھی آپ کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہو کر داخل سلسلہ ہوتے یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ کتنے جنات آپ کے دست حق پرست پر نور ایمانی سے مشرف ہوئے۔

حسب ذیل روایت سے جنات کا راتوں میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

چونکہ اکبر خان صاحب ہمیشہ شب و روز (بحالت حضر و سفر) آپ کی خدمت میں حاضر رہتے۔ اس لئے آپ کے بعض خاص حالات کا خانصاحب کو گو اچھی طرح علم تھا مگر ماشاء اللہ موصوف بھی ان باتوں کو (منشاء عالی کے موافق) اتنا ہی چھپائے رکھتے جتنا کہ آپ خود اپنی اولوالعزمی کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ خانصاحب حقیقی معنوں میں آپ کے پکے راز دار اور سچے وفادار خدمت

گذارتے۔

خانصاحب موصوف ایک روز بمقام بلدہ سے مجھ سے فرمانے لگے ''میاں عام لوگ دن میں جس طرح جوق درجوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر استفادہ ارشادات کرتے ہیں اسی طرح ہر روز پچھلی رات جنات کی ٹولیاں بھی حضرت قبلہ (آپ) کی خدمت گرامی میں حاضر ہوتیں اور مشرف بہ بیعت وارشادات وتعویذات سے استفادہ کرتی رہتی ہیں''۔

اجنا کا آپ سے بیعت حاصل کرنے کا ثبوت آپ کی بعض کرامات ودستگیریوں سے ملتا ہے۔جسکا تذکرہ آپکی دستگیریوں کے ضمن میں درج ہے۔

ظہور فیضان: حضرت دُرویش محی الدین صاحب قبلہ نے آپ کے واقعات ارتحال میں آپ کے فیضان کا ایک ظہور جولکھا ہے اس عبارت کی نقل حسب ذیل ہے۔

طوائف کی توبہ اور بیعت: شہزادی جان طوائف جو آپ کی مرید تھی بوقت بیعت آپ نے اسکو نصیحت کی تھی کہ اپنا پیشہ چھوڑے اور عقد کرلے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا چند روز میں اس پر یہ اثر پڑا کہ عرس شریف کے زمانہ میں حاضر ہوا کرتی تو کالی کمبل اوڑھے ہوئے موٹے دانوں کی تسبیح گلے میں ڈالے ہوئے درگاہ شریف کے ستون سے لپٹ لپٹ کر رویا کرتی اور ماضی کو یاد کیا کرتی تھی۔جب اس کا آخری وقت پہنچا اور وہ بلدہ میں بخار سے علیل ہوگئی۔بحالت بخار موٹر کار

میں بیٹھ کر قاضی پیٹھ شریف کا ارادہ کی راستہ میں اسکا انتقال ہوگیا جب موٹر کار درگاہ شریف پہنچی حضرت قبلہ (آپ) تشریف فرما تھے (گویا کہ انتظار میں تھے)۔آپ نے موتی کا استقبال فرمایا اور تدفین میں شریک رہے اور تدفین درگاہ شریف میں (یعنی درگاہ شریف کے قبرستان میں) عمل میں آئی "اَلشَّیْخُ مَنْ یُسْعِدُ الشَّقِی (شیخ وہ ہے جو شقی (بدبخت) کو سعادت مند (خوش بخت) کرتا ہے کا ظہور نظر آرہا تھا فقط المرقوم ۱۱ر ذی الحجہ ۱۴[illegible]۱ ہجری نیاز مند درویش عفی عنہٗ

۲) حضرت اعلی واقدس دادا پیر سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہٗ کے فیض یافتہ ایک مشہور بزرگ حضرت بنے میاں شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ مجذوب اورنگ آباد میں رہتے تھے۔جنکی عمر شریف (۱۰۰) سو سال سے زائد ہوچکی تھی ان کے وصال فرمانیکے شاید چار پانچ سال بعد کا یہ واقعہ ہوگا کہ اس سال میں اعراس شریف کے موقع پر حاضر نہ ہوسکا تھا بلکہ ختم اعراس مبارک کے بعد جب میں قاضی پیٹھ شریف حاضر ہوا تو آپ نے برسبیل تذکرہ مجھ سے فرمایا کہ اس سال عرس شریف کے ایام میں ایک صاحب مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ "میں حضرت بنے میاں شاہ صاحب قبلہ کا جانشین ہوں اورنگ آباد سے خاص طور پر آپ کی خدمت میں اس لئے بھجوایا گیا ہوں کہ ایک ------ چیز جو آپ کے پاس ہے اس کو میں حاصل کروں۔

آپ نے فرمایا کہ اُن کے اس سوال پر مجھے تعجب ہوا اس لئے کہ وہ چیز

جسکا انھوں نے مطالبہ کیا ایسی تھی کہ یا تو دادا حضرت قبلہ نے صرف بابا کو اور بابا نے مجھے بتلائی تھی ہم تینوں کے سوا کسی اور کو اس کا علم نہ تھا اسقدر راز کی چیز (تا وقت کہ بڑے میاں شاہ صاحب کا ایماء نہ ہو) انھیں کسطرح معلوم ہو سکتی تھی اس لئے مجھے یقین ہو گیا کہ بے شک وہ شاہ صاحب کی ایما پر آئے ہیں اور واقعی ان کے جانشین ہیں چنانچہ وہ چیز میں ان کو بتلا دیا۔

۳) ایک دفعہ بلدہ حیدر آباد تشریف لاکر دودھ باؤلی کے پاس کسی نواب کے بنگلہ میں کئی دن تک مقیم رہے۔ اس زمانہ میں ایک روز میں آپ کی حضوری میں تنہا حاضر ہوں ایک مجذوب صاحب اہل عرب سے تھے (جن کو میں نے اکثر بازار کسر ہٹے میں رہتے ہوئے دیکھا ہے) تشریف لاکر قیام گاہ مبارک کے پھاٹک کے پاس با ادب ٹھہرے رہے۔ آپ نے انھیں ہاتھ کے اشارہ سے اپنے قریب بلایا اور اپنے جیب مبارک سے نکال کر کچھ عنایت فرمایا تو عطیہ مبارک لیکر مجذوب صاحب پچھلے پیر (آپ کی جانب پیٹھ کئے بغیر) پھاٹک تک گئے پھر اسکے بعد کہیں چلے گئے ان کے واپس ہونے کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ مجذوب ہیں اور ایک خدمت معنوی بھی انہیں کے تفویض ہے۔ بلحاظ ادب مجھے آپ سے یہ دریافت کرنے کی جسارت نہ ہو سکی کہ یہ کس کے فیض یافتہ ہیں مگر آپ کی ان پر غیر معمولی شفقت اور ان کا طریقہ ادب دیکھتے ہوئے میرا قلب گواہی دے رہا تھا کہ انھیں آپ کے فیض نے ہی اس مرتبہ پر پہنچایا ہے۔ لیکن آپ نے اس بارے

میں کچھ صراحت نہ فرمائی اور میں ان مجذوب صاحب کو ۱۳۴۱ سے ۱۳۴۲ فصلی تک بھی دیکھتا رہا۔ اس واقعہ کے کئی سال بعد (یعنی آپ کی رحلت کے بعد) حضرت حیدر علی شاہ صاحب قبلہ جو اچھے بزرگوں سے تھے سالک و مجذوب تھے ان کے ملنے والوں سے اکثر و بیشتر کرامات ان کے سننے میں آئے۔ بلدہ حیدر آباد میں رہتے تھے۔ (جو خاندان مشائخین سے تھے یہ معلوم ہوا کہ حضرت سجادہ صاحب روضہ بزرگ گلبرگہ شریف کے قریبی رشتہ دار بھی تھے) وہ خود کو بیابانی ہونا بتلاتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے ان کے ایک خاص مصاحب سے (جو درگاہان اقدس قاضی پیٹھ شریف کے بیحد معتقد ہیں) دریافت کروایا کہ نسبت الفاظ بیابانی اپنے نام کے ساتھ کس بناء پر قائم فرمائی جا رہی ہے۔ تو حضرت حیدر علی شاہ صاحب قبلہ نے ان صاحب کے توسط سے میرے استفسار کے جواب میں مجھے اس مجذوب کا پورا قصہ یاد دلایا کہ جس مجذوب صاحب کی نسبت حضرت قبلہ نے صاحب خدمت معنوی ہونا بیان فرمایا تھا وہ فی الحقیقت حضرت قبلہ کے ہی فیض یافتہ تھے۔ اور ان کا جانشین و قائم مقام میں ہوں اسطرح میں فیوض بیابانی سے مستفیض ہوا ہوں اور بیابانی ہوں یہ سنکر مجھے بیحد حیرت اور حیدر علی شاہ صاحب قبلہ کے روحانی کمال کی صداقت و بیابانی ہونے پر یقین ہوا۔ اس لئے کہ یہ ان کی روشن ضمیری تھی جوانھوں نے مجذوب صاحب کے قصہ کا پورا پورا حوالہ دیا حالانکہ اسوقت حضرت قبلہ کے پاس صرف میں تنہا تھا اور اس مجذوب صاحب کی نسبت

بھی تصدیق ہو چکی کہ وہ بے شک آپ کے سرفراز فرمودہ تھے۔ حضرت حیدر علی شاہ صاحب قبلہ واقعہ ایکشن کے بعد بلدہ حیدر آباد سے بمبئی تشریف لے گئے اور اپنے معتقدین سے فرمایا تھا کہ بماہ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ ہجری پھر بلدہ آؤنگا مگر خداوند عالم کی قدرت کاملہ کے عجیب وغریب رموز ہیں کہ شان ایزدی نے شاہ صاحب موصوف کو ماہ رمضان آنے کے دو ماہ قبل ہی بماہ اوائل رجب ۱۳۷۵ھ ہجری ہمیشہ کے لئے بمبئی میں ہی سلادیا۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"

۴) سنا گیا کہ آپ کے آخر آخر زمانہ حیات شریف میں یعنی واقعہ وصال مبارک کے تین چار سال قبل بغداد شریف سے دو صاحبزادے (جو نبیران خاص سے تھے) اپنے جد اعلی حضرت سلطان بغداد رضی اللہ عنہ کی خاص ایما مبارک پر (بزمانہ اعراس مبارک) قاضی پیٹھ شریف رونق افروز ہوئے تھے جو آپ سے شرف بیعت وفیض معنوی حاصل فرمائے ہیں چنانچہ اس واقعہ کے متعلق مولوی تفضل حسین صاحب سے آپ نے (بر بناء استفسار) تصدیق فرمائی کہ ہاں تم نے جو سنا وہ سچ ہے ایسا واقعہ گذرا ہے۔ کیا اب تک تم کو اسکی خبر نہ ہوئی؟ کہ وہ حضرات خاص ایما پر تشریف لائے تھے اور بیعت حاصل کر کے یہاں سے چلے گئے۔

سنا گیا کہ یہ حضرات شاہ زادگاں مدظلہم قاضی پیٹھ شریف سے بلدہ حیدر آباد تشریف لائے اور یہاں بھی کئی روز مقیم رہے اور کہا جاتا ہے کہ ان

حضرات سے ایک بزرگ اب بھی نواح بلدہ حیدرآباد دکن میں کسی پہاڑی مقا
پر مقیم ہیں۔ اور صاحب کشف وکرامات ہیں اور دوسرے صاحب کہیں کسی ا
مقام پر منتقل ہو چکے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حضرات نہایت ہی جید متبحر علم
دین سے ہیں واللہ اعلم بالصواب

وجہ اشاعت شبیہ مبارک: نواب نعیم یار جنگ بہادر (سجادہ درگاہ حضرت شم
الدین صاحب قبلہ اورنگ آباد) بزمانہ تعلقداری ورنگل ایک روز آپ کو کس
تقریب کے سلسلہ میں مدعو فرمایا تھا۔ دعوت سے فارغ ہوکر آپ درگاہ شریف
رونق افروز ہوئے تشریف آوری کی اطلاع پاکر میں خدمت اقدس میں حاضر
اور شرف قدم بوسی حاصل کر رہا تھا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ دعوت میں نعیم یا
جنگ کے پاس ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ میں نے عرض کیا کہ مالک کیا واقعہ ہوا
ارشاد ہوا کہ سب لوگ کھانے سے فارغ ہوکر جب صحن میں آکر کرسیوں پر بیٹ
گئے اور میں بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا تو نعیم یار جنگ نے کیمرہ لاکر میرے سا
کھڑا کر دیا اور میرا فوٹو لینے کا منشا ظاہر فرمایا میں نے انھیں اس ارادہ سے باز آ
اور اپنا فوٹو نکلوانے سے انکار کر دیا۔ نواب صاحب اس کثیر مجمع میں مجھ سے نہایت
ہی منت وسماجت کرنے لگے اور میں اخلاقاً (بادل ناخواستہ) خاموش ہو گیا او
انھوں نے میرا فوٹو لے لیا۔

گو اس ارشاد سے طبیعت عالی کی ناراضگی کا اظہار ہو رہا تھا مگر میرے دا

میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کسی طرح ہو اسکی ایک کاپی حاصل کرلوں۔ چنانچہ دریافت کرتا رہا چندروز بعد دریافت پر معلوم ہوا کہ اس فوٹو میں آپ کے ساتھ جسقدر لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان سب کا عکس اس میں آیا مگر آپ کا عکس مبارک نہ تھا بلکہ آپ کی کرسی خالی تھی سنا کہ اس واقعہ سے نواب صاحب بیحد متاثر ہوئے اور آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنی اس حرکت سے (جو خلاف مرضی مبارک تھی) معافی چاہی چنانچہ اس قصہ کا تذکرہ آپ کے بھائی حضرت سید محی الدین پاشاہ صاحب قبلہ نے بھی مولوی تفضل حسین صاحب وکیل سے فرمایا تھا۔

اس واقعہ سے کچھ عرصہ بعد جب آپ بمبئی تشریف لیجارہے تھے اثناءِ راہ میں بمقام پونہ جناب رزاق شاہ صاحب (جو آپ کے مرید خاص اور پونہ کے ہی باشندہ ہیں) حضرت قبلہ کو اپنے گھر مدعو فرمائے اور ان کی بڑی ہمشیرہ (جو نہایت ہی ضعیف العمر تھیں) آپ سے بیعت حاصل فرمائیں اور بعد بیعت یہ استدعا پیش فرمائیں کہ میں ضعیف ہوں اس عالم پیری میں کبھی قاضی پیٹھ شریف حاضر ہو کر آپ کی قدم بوسی و دیدار کا شرف حاصل کرنے سے بیحد مجبور ہوں اس لئے چاہتی ہوں کہ آپ کا ایک فوٹو لے لوں تا کہ آپ کی شبہہ مبارک تادم آخر میری نظروں میں قائم و باقی رہے۔ آپ چونکہ قاضی شریعت پناہ تھے اور ہر معاملے میں اصول شریعت ہمیشہ آپ کے مطمع نظر رہتے۔ چنانچہ رسالہ خیر الحقائق میں (جو مجموعہ احادیث طیبہ کا ایک رسالہ ہے) اس کے مولف صاحب نے آپ کی شان

میں ''ادیب اریب قاضی شریعت عزاہادی طریقت بیضاً عالم اکمل'' لکھا۔
خلافت شریعت فوٹو کے متعلق کسطرح رضامندی کا اظہار فرمایا جاسکتا تھا۔
سنا گیا کہ آپ نے فوٹو لینے سے انہیں منع فرمادیا اور اپنی واپسی کے ارد
بالکل تیار ہوکر برآمد ہوئے اور بارہ دری پر بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب رزا
صاحب نے اپنی ہمشیرہ کی بیقراری پر آپ کے علم میں لائے بغیر نہایت پو
کے ساتھ کسی آڑ میں کھڑے ہوکے آپ کا فوٹو حاصل فرمالیا۔ جو کامیاب
فوٹو کے صحیح برآمد ہونے پر ہمیں تعجب ہے کہ کیا بات تھی ہوگی؟ شائد رزا
صاحب کی ہمشیرہ کے وہ پُرخلوص والہانہ جذبات پر (جو بضمن تصور شیخ آ
تک مستحسن بھی تھے) شبیہ مبارک منعکس ہوئی ہوگی واللہ اعلم بالصواب۔
سنا گیا کہ رزاق شاہ صاحب نے اس بارے میں اتنی احتیاط برتی کہ صرف
ہی کاپی نکال کر اپنی ہمشیرہ کو دے دی اور اسکا اظہار آپ کے وصال شریف
کسی پر ہونے نہ دیا اس کے بعد جبکہ رزاق شاہ صاحب کا بھی انتقال ہو چ
کے بڑے صاحبزادے حمید شاہ صاحب نے ابتداً اس کے پانچ کاپی نکال ک
پیٹھ شریف لائے ہم کو اس کی اطلاع ملی تو ہم پانچ اشخاص اس اقرار
(چونکہ یہ فعل حضرت قبلہ کی مرضی مبارک کے بالکل خلاف رہا ہے) آ
شاہ صاحب اس کی مزید اشاعت نہ فرمائیں فی شبیہ مبارک کے پانچ پا
بطور ہدیہ دے کر حاصل کر لئے گئے۔ باوجود اس کے نہ معلوم کیا وجہ ہو

شاہ نے خلاف وعدہ اس کو عام کر دیا اور ہر سال عرس شریف کے موقعہ پر بکثرت فروخت ہو رہے ہیں اس اشاعت کی اصل حقیقت یہی ہے کہ آپ کے علم میں لائے بغیر شبیہ مبارک کا عکس لیا گیا۔ اس عمل سے آپ کی ذات ستودہ صفات پر (جو نہایت ہی متشرع واقع ہوتی تھی) کسی قسم کا اعتراض عاید یا پیدا نہیں ہوسکتا۔

مذہب ومسلک آپ اپنے آبائی مذہب ومسلک پر قائم و پابند تھے آپ کے اباء واجداد حنفی المذہب اہل سنت والجماعت رہے ہیں۔ تصوف میں آپ کا مسلک وجودیہ تھا۔ وحدۃ الوجود کے حامی وقائل تھے طریقت میں آپ کے پاس آبائی سلسلہ قادریہ وچشتیہ ورفاعیہ جاری تھا۔ لیکن آپ بلعموم طریقہ عالیہ قادریہ میں مرید فرماتے یعنی جو لوگ بغیر کسی اظہار وخواہش کے داخل سلسلہ ہوتے تو آپ ان کو طریقہ قادریہ میں مرید فرماتے ورنہ طالب کی جانب سے جسطرح کی خواہش کی جاتی اُس طریقہ میں بیعت سے مشرف فرمایا جاتا چنانچہ طریقہ رفاعیہ میں بھی بہت سے لوگ آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ بیعت ہوئے ہیں۔ طریقہ عالیہ قادریہ وچشتیہ ورفاعیہ آپ کے خاندان میں قدیم سے چلا آرہا ہے۔ مگر طریقہ چشتیہ میں بیعت لینے کا آغاز آپ کے جد امجد حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہٗ کے زمانہ سے ہوا ہے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا "دادا حضرت قبلہ نے ایک صاحب کو طریقہ چشتیہ [illegible] مرید فرمایا تھا اور ان کو خلافت

سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ جن کا نام سرور خان صاحب تھا جو بعد حصول خرقہ خلافت
سرور شاہ صاحب ہوا علی ہذا بابا نے بھی ایک صاحب کو سلسلہ چشتیہ میں مرید فرما
تھا چنانچہ اسی آبائی سنت کے پیش نظر میں بھی اب تک ایک صاحب کو چشتیہ میں
مرید کیا ہوں۔

ریاضت: آپ اپنے آبائی مسلک پر مختلف جنگلوں و بالخصوص اسٹیشن قاضی پیٹ
شریف کے متصلہ پہاڑ (بوڑ گٹہ) پر سالہا سال راتوں میں ریاضت ہائے شاق
برداشت فرمائے ہیں مگر اس کمال پوشیدگی کے ساتھ کہ گھر والوں کو تک مطلقاً خبر نہ
ہوتی بہ بمصداق اس شعر کے کہ

از دروں باش آشنا و از بیروں بیگانہ باش
اندرونی طور پر یعنی دل سے فدا ہو جاؤ مگر ظاہر میں دور (انجان) رہو
این چنین زیبا روش کمی بود اندر جہاں
دنیا میں اس قسم کی اچھی روش (طریقہ) بہت کم دیکھنے میں آتی ہے

گھر والوں و خدمت گزاروں و معتقدین و مریدین وغیرہ کسی پر اسکا انکشاف نہ
ہوسکا نہ صرف آپ مراتب عالیہ معنوی و انکشافات خاص روحانی کے اظہار میں
بدرجہ اتم اخفا فرماتے بلکہ اپنے معمولی طریقہ عبادت کو بھی عوام سے پوشیدہ رکھے
یہ تو بہت بڑی بات ہے کہ آپ کے حالات خاص سے واقف ہوں جبکہ آپ کا

(اس اسی سالہ عمر شریف میں تسبیح یا وظیفہ پڑھتے ہوئے بھی کبھی کسی نے نہ دیکھا ہو۔لیکن پھر بھی آپ کی بزرگیت وعظمت کسی طرح چھپ نہ سکی۔چنانچہ آپ نے اپنی ایک غزل میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے کہ

بضبط دل نہاں عشق تو دارم ولیکن جابجا افسانہ کردی

میرے دل میں تیرا عشق چھپا ہوا تھا لیکن جگہ بہ جگہ تو نے افسانہ کردیا (بیان)

بصد شوق است حاضر دین وایماں قبول جاں اگر بیعانہ کردی

بڑی خوشی سے دین وایمان حاضر ہیں اگر جان کو بیعانہ میں تو نے قبول کرلیا ہو

تعلیم وتربیت وذکر واذکار کے موقع پر بعض خاص مریدین سے آپ نے اپنی ریاضت وغیرہ کے ابتدائی زمانہ کے چند قصوں کو بیان فرمایا ہے۔طبیعت عالی کے اعتبار سے آپ کی حیات میں ان کیفیات کا عوام میں اظہار نامناسب تھا۔اب آپ کے نقش قدم پر چلنے والوں ومعتقدین وجاں نثاروں کی واقفت کے خاطر ان کا انکشاف ضروری ہے اس لئے بحد علم خاکسار ذیل میں چند واقعات درج ہیں۔

ایک روز آپ قاضی پیٹھ شریف کی آبادی سے متصل تالاب (بندم چرو) کے آخری کٹے پر چھوٹی سی پہاڑی (موسومہ کوہ طور ثانی) کے پاس دونالی بندوق ہاتھ میں لئے ہوئے فیروز نامی لڑکا آپ کے ساتھ ہے مچھلی کے شکار کی غرض بوقت مغرب سے کچھ دیر قبل رونق افروز ہوئے تھوڑی دیر بعد مراجعت عمل میں

آئی واپسی میں آپ کے ہمراہ میں تھا میں اسوقت آپ کی خدمت فیض رجت میں کسطرح حاضر ہوا اسکا تفصیلی قصہ کتاب ہذا کے دستگیریوں کے باب میں درج ہے اثناء راہ میں یہ ارشاد ہوا کہ یہ بندوق میری راز دار رہی ہے۔ اوائل زمانہ میں شکار کے بہانے سے اسی بندوق کو لئے ہوئے مختلف جنگلوں میں اکثر بوڑا گٹہ پر نکل جاتا اور بندوق بازو میں رکھے ہوئے اپنے مشاغل میں مصروف رہتا اور میرا یہ عمل مدتوں رہا ہے گھر والوں کو بھی کبھی اسکی خبر تک نہ ہوسکی۔

چنانچہ آپ نے اپنی ایک غزل میں فرمایا ہے۔

یاد خدا است افضلا حاصل زندگی ما

اے افضل ہماری زندگی کا حاصل خدا کی یاد ہے

خاک رہ درش شدن نسخہ عین کیمیاء

ان کے در کی راہ کی مٹی بن جانا ہی کیمیاء کا عین نسخہ ہوتی ہے

اکبر خان صاحب فرماتے تھے کہ آپ راتوں میں اکثر جبکہ ارادتمندوں سے فرصت مل جاتی اور ساتھ کے سب لوگ گہری نیند میں سوجاتے تو اسوقت اپنا رومال سر و جسم اطہر پر اوڑھے ہوئے اپنے بستر مبارک پر اذکار میں محو بیٹھے رہتے مگر اس محویت میں بھی ریاضت کا راز فاش نہ ہونیکا بیحد خیال فرماتے اور اپنے حالات و وردو کیفیات پر اس قدر قابو آپ کو حاصل تھا کہ ذرا کسی کی بیداری یا آہٹ پر فوراً بستر مبارک پر لیٹ جاتے کہ اسکا علم کسی کو نہ ہو۔

حالات ومراتب: ریاضت ہائے شاقہ کے علاوہ مزید برآں آپ کو اپنے پدر محترم قدس سرہٗ سے اسطرح بھی فیوض معنوی اور مراتب عالیہ سرفراز فرمائے جاچکے ہیں۔

حضرت مولانا مولوی سید شاہ عبدالقادر صاحب قمیصی جاگیردار ڈونگر رام پور تعلقہ رائچور (جونہایت ہی علامہ وحضرات مشائخین گدوال سے ہیں) بمقام رائچور مجھ سے ایک روز مل کر فرمارہے تھے ایک دفعہ اعلیٰ حضرت جلالت الملک میر عثمان علی خاں بہادر خلد اللہ ملکہ وسلطنہ نے جمیع حضرات مشائخین کرام کی ضیافت فرمائی چنانچہ حیدرآباد ودیگر مقامات (اضلاع) کے جو مشہور ومعروف مشائخین سے ہیں جمع ہوئے لیکن ان میں حضرت قاضی صاحب قبلہ ورنگل تشریف فرمانہیں تھے۔ غرض سب حضرات کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ذات شاہانہ جلوہ افروز ہوئی اور سب سے مصافحہ ہونے لگا مصافحہ کے وقت میں نے سنا کہ اعلیٰ حضرت کی زبان پر یہ الفاظ تھے "مجھے اپنی ریاست کے مشائخین میں بڑے حضرت میاں قبلہ (قاضی ورنگل) پر ناز ہے" یہ سنکر مجھے بے انتہا حیرت ہوئی حالانکہ اس مجمع میں آپ موجود نہیں ہیں لیکن یہ ارشاد عالی ہورہا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی ذات ذی مرتبت ودرویشانہ شان سے حضرت جلالت الملک اعلیٰ حضرت خوب واقف ہیں اور عقیدت بھی رکھتے ہیں۔

جس طرح مولوی صاحب موصوف نے بیان فرمایا ہے اُن ہی الفاظ

میں یہ قصہ درج کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

خسروان قبلہ حاجات جہانند ولے

بادشاہ دنیا والوں کی ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں

از ازل تا بابد فرصت دُرویشاں است   فرصت = مقدرت

لیکن ابتداء سے آخر تک درویشوں کو (اولیاء اللہ کو) مقدرات تبدیلی کرنیکا اختیار حاصل ہے

آپ کو اپنے کیفیات قلبی پر کامل اقتدار حاصل تھا کبھی کسی وقت بھی عوام کیا بلک خاص حضرات کی موجودگی میں بھی غلبہ حال نمودار نہ ہوتا۔ البتہ کبھی بعالم تنہائ بالخصوص راتوں میں پچھلی کے وقت بعض حضرات کو آپ مغلوب الحال نظر آ اور اُن حضرات کی آہٹ پر یا آپ کے احساس پر فوراً آپ کی کیفیت برخاست ہوگئی اور ان کی جانب آپ نے مخاطبت فرمائی اور ان کی تشریف آوری کا حال وجہ دریافت فرمائی اور شاذ و نادر ہی کسی کو ایسا واقعہ دیکھنا نصیب ہوا ہوگا۔

قصبہ رائچور میں حضرت اقدس شاہ نبی محی الدین قبلہ قدس سرہٗ (ج حضرت سید شاہ عبداللطیف صاحب قبلہ ویلور کے سلسلہ میں تیسری پشت ک صاحب حال بزرگ تھے) رہتے تھے۔ اگر چہ کہ حضرت موصوف کو آپ س بظاہر کبھی ملنے کا موقع نہ ملا بلکہ دیکھا بھی نہ تھا لیکن بر سبیل تذکرہ آپ کی بیجا تعریف و توصیف و اولعزمی بیان فرماتے ۱۳۴۲ف میں جس وقت میں بوجہ تبادل رائچور گیا تو حضرت موصوف بعالم حیات تھے میرے وہاں جانیکے ڈیڑھ دو سال بعد شاہ صاحب ممدوح (حضرت نبی محی الدین قبلہؒ) سخت علیل ہوگئے گو علاجات

معقول رہے مگر افاقہ نہ ہوا۔

آپ اس زمانہ میں بمبئی تشریف لے گئے تھے بمبئی سے واپس ہوتے ہوئے گلبرگہ شریف میں ایک روز آپ کا قیام رہا وہاں سے بجائے ورنگل کے بہ ارادہ رائچور روانہ ہوئے چنانچہ رائچور رونق افروز ہوئے ان دنوں وہاں آپ کے عزیز مولوی محبوب احمد صاحب سکنہ ہنمکنڈہ (منتظم پولیس رائچور رتھے) ان کے پاس قیام پذیر ہوئے۔ مولوی داور علی خانصاحب (ہمشیر زادہ حضرت لالہ میاں حضرت قبلہ قدس سرہٗ) فرماتے ہیں کہ آپ رائچور تشریف لانیکے کچھ دیر بعد ہی حضرت نبی محی الدین قبلہ قدس سرہٗ کا وصال ہوگیا۔

از مولف میں اس زمانہ میں بحصول رخصت ورنگل ہوا تھا۔ واپسی پر یہ واقعات معلوم ہو کر سخت افسوس ہوا۔ مجھے ان دونوں حضرات کو آپس ملانیکی دلی تمنا تھی مگر نہ تو میں اسوقت وہاں تھا اور نہ مرض نے شاہ صاحب ممدوح کو فرصت یا سانس لینے کی مہلت دی چونکہ بوقت علالت آپ کے صاحبزادے صاحب (جو ایک ہیں) شہر مدراس میں تھے اس لئے آپ نے اپنی سجادگی اپنے ایک ممتاز خلیفہ حضرت عبدالحفیظ شاہ صاحب کو عطا فرمائی جنھوں نے اپنے شیخ کی محبت واطاعت وفرمانبرداری میں کوئی کسر باقی نہ رکھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قدرت نے انھیں اپنے شیخ کی جانشینی سے سرفراز فرمایا ذٰلِکَ فضل اللہ الخ۔

بلا ارادہ وبلا پروگرام سفر اچانک طور پر آپ کا رائچور تشریف لانا اور اسکے

ساتھ ہی ساتھ شاہ صاحب موصوف کا انتقال؟ مجھے مدتوں حیرت وتعجب میں رکھا۔ حضرت اقدس شاہ صاحب موصوف کے ایک مرید خاص جو با فیض وعارف وصاحب مکاشفہ بزرگ محمد عثمان شاہ صاحب علیہ الرحمۃ جوان حضرت کے خلیفہ بھی تھے اور اپنے پیر ومرشد قبلہ کے نہایت رازداں تھے۔ میں ان سے بار بار اس بارے میں استفسار کرتا رہا۔ خلیفہ صاحب موصوف کو مجھ سے بیحد خلوص تھا میرے اس اصرار پر ایک دفعہ مجبور ہو کر انھوں نے فرمایا کہ میرے پیر ومرشد قبلہ زمانہ حاضرہ کے معنوی صاحب خدمت بزرگ تھے اور آں حضرت کے وصال کے قبل ان کی جانشینی وقائم مقامی کے انتظامات کے پیش نظر باعتبار صدارت واعزاز کاملہ حضرت اقدس واعلی سیدنا قاضی صاحب قبلہ سرکار ورنگل شریف کا یہاں (رائچور) تشریف لانا امور معنوی کے تحت ضروری تھا۔ چنانچہ آپ رونق افروز ہوئے اور حضرت ممدوح کی قائم مقامی کے مسئلہ کو طے فرمانے کے ساتھ ہی آنحضرت کا وصال شریف ہوا۔

حضرت عثمان شاہ صاحب قبلہ نے ایک دفعہ بمقام رائچور فرمایا کہ حضرت اقدس قاضی صاحب قبلہ ورنگل کا قلب باری تعالیٰ نے کوہ ہمالیہ سے زیادہ قوی بنایا ہے۔ آپ کے قلب اطہر پر واردات کیفیات کا جو عالم ہوتا ہے وہ اگر کسی اور کے قلب پر اس کا ذرہ برابر بھی اثر ہو تو قسم ہے خدا کی وہ دن بھر میں ستر (۷۰) دفعہ اپنے جسم کے کپڑے پھاڑ کر جنگل کا راستہ لے لے "مگر واہ رے اعلیٰ ظرفی"

باوجود ان کیفیات کے آپ کے حواس واحساسات میں رمق برابر بھی فرق آنے نہیں پاتا اور برابر حاضرین مجلس سے گفتگو کا تسلسل بہ حفظ مراتب سامعین جاری رہتا ہے۔ کبھی کچھ دیر بھی مغلوب الحال نظر نہیں آتے بے شک اعلیٰ ظرفی اسی کا نام ہے۔

بعض بعض راز کے واقعات کا بھی حضرت عثمان شاہ صاحب قبلہ نے آپ سے متعلق مجھ سے اظہار فرمایا۔ میں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا کہ ”عثمان صاحب اچھے انسان وصاحب مکاشفہ ہیں اس کے بعد جب کبھی میں رائچور سے قاضی پیٹھ شریف آکر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تو میری خیریت دریافت فرماتے ہوئے ساتھ ہی تمھارے دوست صاحب مکاشفہ صاحب خیریت سے ہیں فرماتے اور بوقت واپسی بھی تمھارے دوست صاحب مکاشفہ کو میری جانب سے دعا کہو فرماتے۔

آپ کے چہرہ مبارک سے اس قدر تقدس نمایاں تھا کہ آپ سینکڑوں کے مجمع میں تشریف فرما ہوں تو بھی اجنبی نگاہیں بلاکسی استفسار کے آپ کو پہچان لیتیں اور تاڑ جاتے کہ شمع محفل آپ ہیں ”وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اپنی رحمت سے مختص کر لیتا (چن لیتا) ہے اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے

(پارہ ۱ سورہ بقرہ آیت ۱۰۵)

ایک روز مجھے بہ زمانہ تعیناتی رائچور ریک بیک تمام دن اس بات کی دھن رہی کہ
آپ کے مراتب معنوی کیا ہونگے نہ تو خود آپ فرماتے اور نہ ہم کسی ذات
برکات سے واقفیت رکھتے آپ کے متعلق دریافت ومعلوم کرسکیں۔ اسی شب
خواب میں حضرت دادا پیر (حضرت اعلیٰ واقدس سید شاہ سرور بیابانی قدس سرہٗ
کی نعلین بوسی کا مجھے شرف حاصل ہوا۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ میاں میرا بچہ
(مَلِكُ ومُعَلِّمُ النُّقَبَاءِ) ہے خواب سے بیدار ہوتے ہی چونکہ ایک نئی ترکیب
ان الفاظ میں تھی اس لئے فوراً نوٹ کرلیا اور دوسرے روز قاضی پیٹھ شریف
پہنچا اور خدمت میں حاضر ہوکر اپنا خواب عرض کیا آپ نے ان الفاظ کو سماعت
فرمایا پھر مکرر دریافت پر میں نے عرض کیا تب آپ نے فرمایا۔ ''میں کچھ نہیں
ہوں'' سبز گنبد کی جانب ہاتھ سے اشارہ فرماتے ہوئے جو کچھ ہیں یہ ہیں یہ ساری
انھیں کی سرفرازیاں ہیں اور بندہ نوازی ہے میں کچھ نہیں ہوں اسکے بعد بحصول
اجازت رائچور واپس ہوگیا ذالك فضل اللّٰه یوتِهِ من یشآء واللّٰه ذو
فضل العظیم (اللہ تعالیٰ جس کو چاہے عطا کرتا ہے اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے)

اخلاق وعادات: آپ کے اخلاق حمیدہ اسوۂ حسنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے نمونہ تھے آپ سے ملکر آپ کے معترضین بھی آپ کی خوش اخلاقی سے مسرور
ہوجاتے اور نیک طبعی کی داد دیتے دیہاتی لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو
ان سے ان کی طبیعت وسمجھ وفہم کے موافق تکلم فرماتے قصبہ جات وحیدر آباد کے

حضرات سے انھیں کے انداز میں اور علماء سے عالمانہ طرز پر اور کبھی علما اہل عرب تشریف لاتے تو عربی زبان میں اور اہل ایران وغیرہ سے فارسی میں گفتگو فرماتے

بحسن خلق بودہ ہمچو وصفِ رحمت عالم

آپ کے اخلاق حسنہ ایسے تھے جیسے رحمت عالم کا وصف

بہ زہد و تقویٰ گشتہ نائب محبوب

زہد و تقویٰ میں آپ محبوب سبحانی کے نائب ہو چکے

اہل معاملہ ہندو پٹیل پٹواری سے بزبان تلنگی طبقہ واری نہج سے مخاطب فرماتے غرض آپ کی عادت شریف تھی کہ ہر مخاطب کے ساتھ اس کے بہ قدر فہم و عقل اسکی روز مرہ بول چال کے موافق گفتگو فرماتے جس سے ہر مخاطب کی طبیعت میں آپ کے اس طرز و تکلم سے یک گونہ مسرت پیدا ہو جاتی

تبحر داشتی چنداں بہ علم ظاہر و باطن

آپ ظاہر و باطن کے علم میں ایسا کمال رکھتے ہیں

کہ نطق پاک می آورد اندر وجد انساں را

آپ کی مبارک باتیں انسانوں کے لئے وجد کی کیفیت لئے آتی ہے

غرض آپ کی گفتگو بالکل تُكَلِّمُوْ النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُلِهِمْ

(تم! لوگوں سے ان کے عقلوں کے موافق بات کیا کرو) کی مظہر ہوتی انداز بیان آپ کا اتنا لطف اندوز وشیریں ہوتا کہ کلام سنتے ہوئے سامعین کو بیحد فرحت اور ایسا معلوم ہوتا کہ دہن مبارک سے شکر جھڑ رہی ہے۔ آپ بیحد شیریں

گفتار تھے۔

اور آواز نہ زیادہ بلند اور نہ پست اہل مجلس جس قدر بھی حاضر رہتے (آپ کے قریب و دور بیٹھے ہوئے) برابر آپ کی گفتگو با آسانی سُن سکتے تھے۔

آپ اکثر بزرگان معتقدین و متاخرین و اپنے خاندانی بزرگانِ دین علیہم الرحمہ کا تذکرہ فرماتے رہتے جس سے حدیث شریف مَنْ اَحَبَّ شَيْئاً اَكْثَرَ ذِكْرَهُ (جو جس چیز کو چاہتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے) کے تاثرات کا اظہار ہوتا۔ ان قصوں میں بالعموم حاضرین مجلس کو اپنے اپنے ماضی الضمیر سوالات کا جواب مل جاتا بارہا ایسے واقعات دیکھنے میں آئے کہ کئی اشخاص اپنا اپنا جداگانہ سوال پیش کر کے جواب حاصل کرنے کے قصد سے در دولت پر حاضر ہو جاتے۔ باہر بیٹھے رہتے آپ برآمد ہوتے ہی ان سب سے ملاقات مصافحہ کے بعد تشریف رکھتے اور ان کے سوالات پیش ہونیکے قبل (عادت شریف کے موافق) کوئی ایک قصہ بیان فرماتے تو وہ قصہ واقعتاً ہر ایک کا جواب ہوتا اور وہ لوگ بلا استفسار مزید مسرور لوٹ جاتے اور ان واقعات سے آپ کی ذات ستودہ صفات وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْماً (اور ہم نے اس کو علم لدنی عطا فرمایا) کی مظہر معلوم ہوتی۔ آپ کی گفتگو و مخاطبت میں یہ بھی ایک کمال و نرالہ پن تھا کہ خدمت اقدس سے واپسی کے بعد ہر ایک کے قلب میں یہ احساس ضرور ہوتا کہ آپ سب سے زیادہ مجھے ہی چاہتے ہیں۔ بطور آزمائش اب بھی آپ کے یا آپ

کے والد ماجد قبلہ قدس سرہٗ کے اِن اَن گنت مریدین ومعتقدین سے استفسار فرمالیا جائے کہ آں حضرت تم کو کن نگاہوں سے دیکھتے تو ہر ایک بے تحاشہ یہی کہیں گے کہ مجھ پر زیادہ شفقت کی نظر تھی اور عوام کا یہ اندازہ آپ کی چاہت کے متعلق وہم وگمان یا محض حُسن ظن نہیں ہے بلکہ بالکل (عین واقعہ) صحیح وسچا ہے فی الحقیقت آپ سب کو اسی طرح چاہتے اور ان ہی نگاہوں سے دیکھتے۔

آپ کے اخلاق حُسن سلوک میں ایک عجیب وغریب ندرت پائی جاتی تھی کہ آپ اپنے مریدین ومعتقدین (خواہ امیر ہوں کہ غریب) سب کے ساتھ اس طرح پیش آتے جو کسی مساویانہ حیثیت رکھنے والے حضرات سے ہونا چاہئے آپ اگر بیٹھے ہوئے ہوں اور کوئی شخص آپ کو سلام کیا تو آپ فوراً کھڑے ہو کر جواب دیتے مگر آخر عمر شریف میں آپ کو کمر کا درد پیدا ہو گیا تھا اس لئے ایسے موقع پر اس عذر کو پیش فرماتے ہوئے (بیٹھے ہوئے) سلام کا جواب دیتے۔

مریدین ومعتقدین کے ساتھ تو کیا بلکہ آپ اپنے روزمرہ کام وخدمت کرنے والے ملازمین ورعایا کے ساتھ بحالت خفگی وسختی پیش آتے ہوئے آپ کو کسی نے نہیں دیکھا آپ میں بے نفسی وحلم اس درجہ تھا کہ آپ کے بعض کارپرداز کبھی آپ کے احکام کی تعمیل نہ کرتے اور کبھی منشاء عالی کے خلاف عمل کثیر نقصان ہو جاتا تو (بجائے اسکے کہ آپ خفا ہوں یا سزا دیں) کبھی آپ چین بجبین نہ ہوتے بلکہ اُن کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے اور نہایت ہی طمانیت آمیز الفاظ

سے نصیحت فرماتے۔

معمولی سے معمولی کام بھی مثلاً کسی مجلس سے برخاست کے موقع پر بازو رکھا ہوا عصاء مبارک۔ بابان وناس کی طرف مریدین یا معتقدین سے کوئی اٹھا کر آپ کے دست مبارک میں دیتے تو فوراً آداب فرماتے اور بعض دفعہ معافی بھی چاہتے۔

سنا گیا کہ بہ سلسلہ ملازمت آپ کے ایک مرید (جو سادات سے تھے) کسی ضلع میں تھے وہیں انتقال کر گئے اسوقت ان کے مکان میں حاملہ تھیں اور یہ بھی آپ کی مرید تھیں خاوند کے انتقال کے چند روز بعد لڑکا تولد ہوا اور بیوی صاحبہ بعارضہ زچگی سخت علیل ہو گئیں توقع زیست باقی نہ رہی تو انھوں نے اپنے پڑوسی عورتوں کو بلوا کر یہ وصیت فرمائی کہ میرے یا میرے خاوند کے کوئی رشتہ دار موجود نہیں ہیں تا کہ میں انھیں اپنی بیکسی سے آگاہ کراؤں اگر خدانخواستہ میرا انتقال ہو جائے تو ہمارا جسقدر اسباب و سامان خانہ داری ہے اسکو فروخت کروا کر میری تجہیز و تکفین کی جائے اور میرے بچے کو میرے پیر و مرشد قبلہ کے پاس جو قاضی پیٹھ شریف میں رہتے ہیں پہنچا دیا جائے کہ اب آنحضرت کے سوا میرا کوئی دنیا میں والی یا وارث نہیں رہا چنانچہ وہ انتقال کر گئیں واقعہ انتقال کے بعد حسب وصیت مرحومہ اہل محلہ نے ان کی تجہیز و تکفین کر دی اور اس یتیم و یسیر لڑکے کو جو بالکل کم سن تھا وہی اہل محلہ لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیے اور مرحومہ کی وصیت

اور واقعات پُر درد سنائے سنا گیا کہ اس بچہ کو آپ فوراً آغوش مبارک میں لئے اور سینہ مبارک سے لگائے اور کہا جاتا ہے کہ اسوقت آپ کو اس قدر رقت رہی کہ ریش مبارک تر ہوگئی پھر آپ اس یتیم مادر و بدر کو در دولت میں لے گئے کچھ مدت وہ بچہ دولت خانہ مبارک کے عام عورتوں کی نگرانی میں رہا اس کے بعد آپ اپنے محل کی نگرانی میں دیدئے اور آپ تا حیات اسطرح اُس بچے کی پرورش فرماتے رہے کہ دیکھنے والے اجنبی آپ ہی کا بچہ سمجھتے۔

آخر عمر شریف میں آپ دولت خانہ مبارک سے درگاہ شریف تک بھی پیدل تشریف نہ لاسکتے تھے بلکہ سواری (بیل گاڑی) پر تشریف لاتے بزمانہ اعراس صندل شریف کے ساتھ بھی بیل گاڑی میں تشریف رکھے ہوئے مجمع کے پیچھے آپ کی گاڑی رہتی۔ایک سال آپ اسی طرح بڑے صندل شریف کے ساتھ گاڑی میں تشریف لارہے ہیں اکبر خان صاحب اور میں (ہم دونوں) بیل گاڑی کے ساتھ ہیں معمولی ترشح ہورہی ہے مجمع کثیر ہے اثناء میں ایک بالکل صغیر سن لڑکے کے بلک بلک کر رونے کی آواز سنائی دی۔ سنتے ہی بے قرار ہوکر آپ نے فرمایا ''خان صاحب'' رونے والے بچے کی خبر لینا۔اکبر خان صاحب دوڑے اور بچے کو لے کر آئے فرمانے لگے کہ مالک یہ بچہ کثرت مجمع کی وجہ اپنے والدین سے بچھڑ گیا ہے آپ نے فرمایا مجھے دے دیجئے اکبر خان صاحب فرمارہے ہیں کہ بچے کے پیروں کو کیچڑ لگا ہوا ہے میں اپنے رومال سے اسکے پیر

صاف کر کے آپ کو دیدونگا یہ جملہ خان صاحب کا ختم ہونے بھی نہ پایا تھا کہ آپ گاڑی سے جھک کر خان صاحب کے ہاتھوں سے بچے کو لے لئے اور اپنے گود میں بیٹھا لئے جوں ہی بچہ آپ کی گود میں آیا ساکت ہوگیا رونا بھول گیا (گویا ہزار ماں باپ کو پالیا) ہم کو حکم ہوا کہ اسکے والدین کا پتہ چلاؤ کچھ دیر تلاش کے بعد خان صاحب بچے کے والد کو بلا کر لائے اس عرصہ میں آپ کی گاڑی درگاہ شریف کے نوبت خانہ تک پہنچ چکی تھی آپ اترتے وقت اس بچے کو اس کے والد کے حوالہ فرمایا۔ حالانکہ بچے کے پیروں کو کیچڑ لگا رہنا خان صاحب کا بیان تھا اور آپ نے اس کو گود میں بیٹھا لیا تھا۔ مگر آپ کے لباس مبارک پر کیچڑ کا کہیں کوئی دھبہ پایا نہ گیا۔

آپ سخت علیل تھے اور یہی علالت آپ کی آخیر علالت تھی حکیم مولوی عبداللہ خان صاحب کی رائے تھی کہ آپ کے پاس کسی کو نہ آنے دیا جائے اور نہ بات کرنے کا موقع ہی دیا جائے۔ اس احتیاط کے پیش نظر حضرت اقدس صاحبزادے صاحب قبلہ کی سخت نگرانی ہو رہی ہے خاص مریدین کا پہرہ آپ کے کمرہ مبارک پر قائم ہو چکا تھا کہ لوگوں کا مجمع آپ کے پاس نہ ہو اور شور وغل ہونے نہ پائے۔ چنانچہ ایک دفعہ میں اسی احتیاط کے خاطر آپ کی خدمت اقدس میں ٹھرا ہوا ہوں آپ نے مجھے قریب بلا کر ارشاد فرمایا کہ اسوقت بیابانی صاحب (صاحبزادے صاحب قبلہ) موجود نہیں ہیں موقع اچھا ہے بہت روز ہوئے

میرے پاس فیاض وخواجہ نہیں آئے شائد بیابانی میاں صاحب کے خوف سے نہ آتے ہوں ۔آپ ان کو جلد میرے پاس بلا کر لایئے تا کہ میں انھیں دیکھ لوں فیاض وخواجہ دونوں آپ کے پروردہ لڑکے ہیں (جنکی عمر آٹھ یا نو سالہ ہوگی) میں فوراً باہر گیا اور دونوں کو جو وہیں کھیل رہے تھے بلا کر لایا آپ ان دونوں کو قریب بلا کر ان کے سروں پر نہایت ہی شفقت سے دست مبارک پھیرتے ہوئے فرمانے لگے بہت روز ہوئے تم دونوں میرے پاس نہیں آئے جسکی وجہ مجھے بے چینی پیدا ہوگئی ہے۔سر کے بال بڑھ گئے ہیں اصلاح بنوالو پانی نہاؤ کپڑے میلے ہوگئے ہیں لباس اپنا بدلو اور اس قسم کی گفتگو ان کے متعلق فرماتے ہوئے ہر ایک کو چار چار آنے دے کر رخصت فرمائے اور جاتے وقت ارشاد ہوا کہ روز آنہ کبھی ایک دفعہ میرے پاس آیا کرو اس شفقت ونوازش کے ساتھ آپ ان بچوں کے ساتھ پیش آئے کہ شاید ہی کوئی والدین اپنے بچوں سے ایام علالت میں پیش آتے ہوں آپ کی یہ چاہت ستر (۷۰) والدین نثار وقربان ہونیکے قابل تھی یہ دیکھ کر مجھے بیحد استعجاب ہوا کہ آپ کو اپنے پروردہ بچوں پر کس قدر محبت ہے اور اس علالت میں کہ آپ پر بار ہا غشی طاری ہورہی ہے حس وحرکت نہیں فرما سکتے مگر پھر بھی آپ کے پاس ان بچوں کا نہ آنے کا ملال آپ کے قلب پر اس قدر ہے

سنا گیا کہ کسی ایک رات جبکہ آدھی رات گذر چکی تھی خواجہ نامی لڑکے نے آپ کے پاس جا کر جاڑہ کی شکایت کی (موسم سرما کا تھا) تو آپ نے اسکو اپنا

عمامہ مبارک اوڑھنے کیلیۓ عنایت فرمایا صبح گھر کے سب لوگ اٹھے دیکھے کہ آپ کا عمامہ مبارک اوڑھنے ہوۓ خواجہ سو رہا ہے سب کو تعجب ہوا بعض لوگ اس پر خفا ہوۓ آپ نے ان کو منع فرمایا اور خود ہی اسکو عنایت فرمانے کا تذکرہ فریایا سنا گیا کہ یہ سن کر حضرتہ مقدسہ صاحبزادی صاحبہ نے آپ سے فرمائیں "بابا" آپ کے عمامہ مبارک کو ہم معتقدین سر آنکھوں پر رکھتے ہیں اور اس چھوکرے کو اوڑھنے عطا فرمایا گیا؟ پھر آپ اسکو کیسے باندھ سکتے ہیں۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا "اماں مضائقہ کیا ہے ایک پیسے کے صابن سے صاف ہوسکتا ہے" اس طرح تبسم کناں آپ نے سب کے غصہ کو ٹھنڈا فرمادیا یہ تھی آپ کی غربا پروری و یتامی نوازی اس قسم کے بہت سے واقعات ہین جس سے آپ کی غریب نوازی کا اظہار ہوتا ہے۔ بخوف طوالت صرف تمثیلاً چار واقعات ہدیہ ناظریں کے گئے ہیں۔

مجالس سماع: سے آپ کو بڑی رغبت تھی اور اعراس مبارک کے موقع پر مابین درگاہ شریفین واقع شدہ صحن میں مشرقی سمت پر قبلہ رخ آپ تشریف فرما ہوتے اور ہمیشہ ہر شب جمعہ عادتاً بڑی درگاہ شریف کے روبرو سماع ہوتا تو مولوی عبدالغفور صاحب (جو شوقین گانے والوں سے اور خوش الحان ہیں) یاد فرماتے جاتے اور آپ سماع سماعت فرماتے سفر کے موقع پر بھی عبدالغفور صاحب ہمیشہ ساتھ رہتے اور جب حکم سرفراز ہوتا گانا سناتے بر سبیل تذکرہ آپ نے بعض دفعہ عبدالغفور صاحب کے گانے کی تعریف بھی فرمائی ہے۔ اور ان کے گانے کو آپ

زیادہ پسند فرمایا کرتے۔ باہر کے کتنے ہی اچھے فنداں گانے والے حاضر ہوں ان کا گانا سننے کے بعد عبدالغفور صاحب سے چند چیزیں ضرور سماعت فرماتے۔ سماع میں آپ کو بیحد رقت ہوتی ایسے موقع پر آپ گردن مبارک جُھکائے ہوئے رومال مبارک آنکھوں سے لگائے رہتے اس کیفیت میں بھی زبان مبارک سے کچھ نہ فرماتے دست ہائے مبارک وغیرہ سے حرکات تو کُجا جُنبش تک نہ فرماتے بلکہ نہایت سکوت کے عالم تشریف فرما رہتے۔ رقت کے بعد جب کبھی رومال مبارک آنکھوں سے ہٹا لیتے تو بالعموم اوپر آسمان کی جانب نظر فرماتے۔

اثناء سماع میں گاتے وقت کسی مصرعہ یا شعر مکرر کہنے کی فرمایش یا کچھ تعریف وغیرہ کے الفاظ زبان مبارک سے نہ فرماتے بعض دفعہ اس غزل کے ختم کچھ تعریف فرما دیتے۔

مجلس سماع میں آپ گانے والے قوالوں کو بار بار (حسب موقع) روپئے عطا فرماتے اور حاضرین مجلس سے بعض اسوقت نذرانہ پیش کرتے تو آپ ان ہی گانے والوں کو عنایت فرماتے کبھی کبھی ایسی سرفرازی نوبت نوازانِ درگاہ شریف پر بوقت نوازی ہو جاتی۔

زمانہ اعراس کے سواء دیگر ایام میں دوسرے مقامات سے ارادتمند حضرات کبھی اچانک طور پر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تو ان کی واپسی کے موقع پر آپ انھیں روکتے ہوئے فرماتے کہ ”فقیروں کے گھر کے دال چاول

تناول فرما کر جاتا' چنانچہ ان کو دولت خانہ مبارک سے خاصہ آجاتا اور تناول ما حضر کے بعد اجازت روانگی سرفراز فرمائی جاتی۔ کبھی آپ نے بعضوں کو ایسے موقع پر ہمطعامی کا بھی شرف عطا فرمایا ہے۔ آپ کے ساتھ کھانا کھانے والوں میں اگر کوئی مرید یا معتقد ہوتے تو ان کو آپ خود اپنے دست مبارک سے کھانا سالن ڈالتے ہوئے نہایت ہی شفقت آمیز لب ولہجہ سے بالاصرار (ان کے روز آنہ معمول وخواہش سے زیادہ) کھلواتے اس شفقت واصرار کا یہ عالم ہوتا کہ حقیقی والدین کی شفقت یاد آتی بلکہ اس سے سوا ہوتی۔

اگر چہ کہ جاگیری معاملات میں آپ کو مختلف نوعیت کے کاروائیاں پیش آئیں مگر آپ کسی وقت بھی پیروی کیلئے کسی دفتر یا محکمہ کو تشریف نہیں لے گئے خاص موقعوں پر بعض دفعہ بڑے عہدداروں کے پاس مدعو فرمائے جاتے اور کبھی خود بھی ان سے ملنے تشریف لیجاتے چنانچہ سر افسر الملک بہادر۔ عثمان یار الدولہ بہادر۔ حامد یار جنگ بہادر و رفعت یار جنگ بہادر۔ عزیز جنگ بہادر و قدرت نواز جنگ بہادر۔ محمد یار جنگ بہادر۔ احمد یار جنگ بہادر و مہاراجہ سریمن السلطنت سرکشن پرشاد بہادر و مولوی فضیلت جنگ بہادر۔ وحبیب الرحمٰن صاحب شیروانی صدر الصدور امور مذہبی وحضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب قبلہ و دیگر ذی اثر عہدہ دار صاحبین وحضرات بزرگان کرام بھی بعض بعض دفعہ آپ سے ملنے تشریف لاتے۔

آخر عمر شریف میں آپ کو بعض تذکرات موقعوں پر رقت رہتی اور چشم ہائے مبارک سے بے ساختہ آنسو بہنے لگے۔ آپ کی اس رقت کے تذکرہ پر آپ کے ابتدائی زمانہ کا ایک قصہ یاد آ گیا جو درج ذیل ہے اس سے معلوم ہو جائیگا کہ آپ کی رقت بھی عجیب پُر کیف ہوتی۔

سنا گیا کہ آپ اپنے والد ماجد قبلہ قدس سرہٗ کے وصال شریف کے بعد تیسرے روز کی زیارت سے فارغ ہو کر اپنی والدہ محترمہ صاحبہ قبلہ کی خدمت میں تشریف لا کر ملے اور اس وقت آپ کو جو رقت ہوئی (تو کہا جاتا ہے کہ آپ خاموش رو رہے تھے مگر وہ اتنا پُر اثر رونا تھا) کہ جس سے سارے گھر والوں کے آنکھوں سے نہ صرف سیلاب اشک جاری تھا بلکہ سب پر بے خودی طاری ہو گئی تھی اور عجیب دل گذار منظر سب کی نظروں میں چھا گیا کہ سب کا دل زندگی سے اچاٹ ہو گیا تھا۔

اس واقعہ کو دیکھے ہوئے حضرات اب بھی فرماتے ہیں کہ آپ کے رونے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عالم ملکوت و ہر ذی روح تو کیا بلکہ در و دیوار بھی رو رہے ہیں کسی اور کے رونے میں آج تک ایسا اثر و پُر درد کیفیت نہ پائی گئی۔ سنا گیا کہ حضرتہ مقدسہ بڑی پیرانی اماں صاحبہ (آپ کی والدہ محترمہ قبلہ) و آپ کے ہمشیر گان مد ظلہم بھی اس قصہ کی ان ہی الفاظ کے ساتھ تصدیق فرماتی ہیں بمصداق قول حافظ شیراز علیہ الرحمۃ (کہ اولیاء علیہ الرحمۃ پر بعض دفعہ ایسے کیفیات طاری

ہو جاتے ہیں

چناں در رحال من سوزش اثر کرد   کہ بے رقت نہ دیدم ہیچ شئی را

مذکورہ واقعہ سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ آپ کے قلب اطہر پر اپنے والد بزرگوار کی رحلت کا نہایت کافی اثر پڑا کیوں نہ ہو کہ علماء اکرام و بزرگان عظام کی رحلت پر ملائکہ و تمام روئے زمین کے ذی روح ماتم کرنا قول بزرگان دین سے ثابت ہے۔ چنانچہ (ارشاد الطالبین کے ۱۹۷ پر حضرت پیرا خوند بابا علیہ الرحمۃ نے بزبان فارسی یہ روایت بیان فرمائی۔

ترجمہ: یعنی کہا جاتا ہے کہ جب کوئی عالم (بزرگ) دنیا میں وفات پاتے ہیں تو چالیس روز فرشتے سیاہ لباس پہن کر آتے ہیں اور ماتم کرتے ہیں۔ کہ دین (محمد ﷺ میں خرابی پیدا ہوگئی اور تمام حیوانات روئے زمین کو ان کی وفات کی اطلاع ہو جاتی ہے اور وہ غمگین ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ اس سانپ کو (بیان کیا جاتا ہے کہ زمین کے اطراف قاف نام کا ایک پہاڑ ہے جسکی چوٹی زمین سے پانچ گونہ بلند ہے جو آسمان سے متصل ہے لیکن اہل بصیرت نے فرمایا کہ اسکی بلندی اور آسمان کے درمیان تھوڑا سا فرق ہے اور اس کوہ قاف کے اطراف ایک سانپ لپٹا ہوا ہے اور ایک بالشت دم اپنے منہ میں پکڑا ہوا ہے اس عالم یا بزرگ کے انتقال کی خبر ہوتی ہے تو وہ اس رنج والم کی خبر پا کر اپنی دُم کتر دیتا ہے پھر اپنی قوت سے اور ایک بالشت دم اپنے منہ میں پکڑ لیتا ہے (اسی وجہ زمین چھوٹی ہو جاتی

ہے) اور دور دور کے شہر ایک دوسرے سے قریب ہو جاتے ہیں
(واللہ اعلم بالصواب)

آپ نے والد ماجد قدس سرہٗ کے واقعہ وصال شریف کے بعد جو غزل لکھی ہے اس سے بھی آپ کے انتہائی حزن وملال کا اظہار ہوتا ہے وہ یہ ہے۔

دریغا اے فلک نور خدا از ما جدا کردی
بایمان است میگویم کہ کوہ غم بجاں کردی
افسوس ہے کہ اے آسمان تو اللہ کے نور سے ہم کو جدا کر دیا
ایمان کی قسم میں سچ کہتا ہوں کہ تو نے ہم پر غم کا پہاڑ رکھ دیا

نہ لطف زندگی دارم نہ یارائے شکیبائی
چرا ایں بے نوا را از ستم اندر زیاں کردی
نہ زندگی کا کوئی لطف ہے نہ آئندہ صبر کی کوئی طاقت ہے۔
کیوں اس غمزدہ کو نقصان و پریشانی میں کر دیا

بہ شب باد آہ گریہ تا سحر باشد مرا کارے
بروزم شورش سودا بجاں ناتواں کردی
مجھے صبح سے شام تک آہ وزاری کرنے ہی کا کام ہے
اور دن میں مجھ پر غم و پریشانی طاری ہے جو مجھے ناتواں کر دیا ہے

کجائی خضر ما بہر خدا را جلوہ فرما
چرا روئے ترحم باز میر کارواں کردی
اے میرے خضر آپ کہاں ہیں خدا کے واسطے اپنا چہرہ بتلایئے
اے میر کارواں اپنے چہرہ کو کیوں چھپا لیئے۔

نیامد در نظر چوں در ہمیں طرز زمان دیگر
فیوضات طریقت را رواں اندر جہاں کردی
آپ کے جیسا اس زمانہ میں کوئی نظر نہیں آتا
طریقت کے فیض کو آپ نے دنیا میں جاری فرمایا۔

گروہ عاشقان حق بگردد تو چو پروانہ
اے شمع نور مطلق پر ضیا اہل زماں کردی
حق کے عاشقوں کا ہجوم پروانوں کی طرح آپ کے اطراف ہے اے اللہ کے نور کی شمع آپ نے دنیا میں روشنی پھیلا دی

انیس جان و دل نام تو دارد افضل خستہ
افضل خستہ آپ کے نام کو محبوب رکھتا ہے

خدا را رحم درکارے کہ دمساز رواں کردی
خدا کیلئے رحم کیجئے جو کام کہ میرے دم و جان کے ساتھ ہے

مزاج عالی میں خوش طبعی وظرافت بھی تھی جو بیحد مہذب و پُر لطف ہوا کرتی جـ
سے آپ کی اعلیٰ قابلیت کا اظہار ہوتا سلسلہ گفتگو میں شاذ و نادر پُر لطف جملے (
صداقت سے کبھی باہر نہ ہوتے) بمصداق حدیث شریف "اِنِّی وَاِنْ دَاعَبْتُ
فَلَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا (مسند احمد) فرماکر ہنستے اور ہنساتے کبھی آپ اپنے مرید
ومعتقدین ودیگر احباب سے (یعنی بعض مخصوص حضرات کے زبانی) ظرافـ
آمیز قصے سماعت فرماتے جس سے دیگر سامعین بھی محظوظ ہوا کرتے۔

بزرگان کرام کے مضحکہ آمیز مزاحیہ ارشادات بھی ان کی عبادت ۔
خالی نہیں ہوا کرتے چنانچہ حدیث شریف ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے

یَا اَبَا ذَرٍ ضَحِکُهُمْ عِبَادَةٌ مِزَاحُهُمْ تَسْبِیحٌ وَنَوْمُهُمْ صَدَقَةٌ

یعنی حضور اکرم نے فرمایا اے اباذر ان کی ہنسی عبادت ان کا مذاق تسبیح اوران کی نیند صدقہ
(از جواہر العشاق ۸۵)۔

عثمان خان عرف چتو خان صاحب ساکنہ بلارم وشیخ محی الدین صا
انصاری ساکنہ قاضی پیٹھ شریف وعبداللہ کا لڑکا جو قاضی پیٹھ شریف کا ہی رہنے
ہے اسی طرح چند اور حضرات سے آپ اس قسم کے پُر ظرافت قصوں کو با
سنتے ۔ غرض آپ کی ہر طرز و روش سے کامل اتباع سنت کا نقش حاضرین
نظروں میں کھنچ جاتا ہے آپ بعض دفعہ اپنے مریدین ومعتقدین کے ہمراہ بڑ

بڑے ندی وتالاب وجنگلوں کی سیر کیلئے تشریف لیجاتے اور وہاں طرح طرح کے پکوان ہوتے اور سب کو اپنے بالمواجہ (بالکل بے تکلف ہوکر) کھانے کا ارشاد فرماتے اور آپ بھی ان کے ساتھ خاصہ تناول فرماتے چائے تیار کروائی جاتی آپ بھی سب کے ساتھ ملکر نوش فرماتے سماع ہوتا پھر مراجعت فرمائی عمل آتی۔

آپ کو درگاہ شریف کے باغ میں خاص دلچسپی تھی جس کو آپ نے والد ماجد قبلہ کے حیات میں لگوایا تھا بزمانہ قیام قاضی پیٹھ شریف اس باغ میں (بعض بعض دفعہ) تشریف فرما رہتے اور میوے کے درخت نصب کرواتے دراصل یہ باغ آپ کے والد بزرگوار کا اور آپ کا بھی ریاضت گاہ رہا ہے (عوام اس سے بے خبر تھے۔ یہ باغ درگاہ شریف کی سنگ بستہ باولی سے سیراب کیا جاتا آپ نے اپنی آخر عمر شریف تک اسکی سیرابی ونگرانی کے لئے بڑا اہتمام فرماتے رہے ہمیشہ ایک داروغہ اور چار مزدور وموٹ کشی کے لئے دو بیل رہتے چند اقسام کے میوے دار درخت پھولوں کے جھاڑ بھی اس میں نصب تھے اس باغ میں ہی آپ نے بعض مریدین کو فیوض معنوی سے سرفراز فرمایا ہے۔

آپ کے بعض شمائل شریف آپ کے حلیہ مبارک میں درج کئے گئے ہیں کہ آپ مستجاب الدعوات تھے اکثر ارادتمند حضرات بالعموم اپنے بیمار بچوں کو آپ کی خدمت میں لاکر آغوش مبارک میں لیٹا دیتے آپ ان کے سر وجسم پر دست مبارک پھیرتے اور وہ صحت یاب ہو جاتے اور بعض ایسے حضرات جن کے

کم سن بچے اکثر ضائع ہو جاتے رہے ہوں وہ اپنے بچوں کو اسی طریقہ پر پ
کرتے اور آپ ان کی عمر و اقبال کی نسبت کلمات خیر فرماتے تو وہ بچے جی جا
اکثر لوگ آپ کے پہنے ہوئے (مستعملہ) کپڑے کرتے وغیرہ مانگ کرا
صغیر سن بچوں کو لباس سلوا کر پہناتے تو وہ بچے بلیات سے محفوظ و مامون ر

آپ روزآنہ جس تخت پر وچبوترے پر آپ تشریف فرماتے ہوتے و
(یعنی آپ کے غیاب میں بعض معتقدین بہ نظر استفادہ خیر و برکات آپ کی ا
نشست گاہ مبارک پر اپنا ہاتھ پھیر کر اپنے چہرے پر ملتے اور معتقدین کا یہ طر
عمل آپ کی ذات بابرکات کے ساتھ (باتباع اعمال وافعال صحابا کرام) مستح
تھا جس کے دلائل افضل الھدایات میں درج ہیں۔

چونکہ ذات عالی میں بیحد انکسار تھا اس لئے دعا کے موقع پر حاجتمندوا
تاکید فرائی جاتی کہ بابا و دادا حضرت خدمت اسراہم کی درگاہوں میں بھی ج
عرض کرو اور ہمیشہ انھیں حضرات کا خیال رکھو مراد پوری ہو جائیگی۔

اکثر لوگ (مرد و عورت) آپ سے بکثرت مختلف قسم کے تعویذ لیتے
عود پر دعا پڑھواتے اور وہ دم کیا ہوا عود کا دھواں آسیب زدہ مریضوں کو دیا جا
فائدہ بخش ہوتا اور آپ کے پاس مختلف قسم کے تعویذ ہوا کرتے بعض دھو کر
کے اور بعض گلے میں ڈالنے یا ڈنڈ پر باندھنے کے جس سے اہل غرض کو پ
طرح فائدہ پہنچتا تھا۔

آسیب زدہ لوگ بھی آتے اور آپ کے توجہات گرامی سے صحت یاب ہو جاتے ایسے لوگ بعض دفعہ آپ کی حضوری میں پیش ہو جاتے تو ان کے جسم پر آسیب وارد ہوتا اور آپ سے گفتگو ہوتی اور وجہ ورود بیان کرتا آپ سن کر ان حرکات ناشائستہ سے باز آنے فرماتے تو دفع ہو جاتا اس قسم کے بعض حکایات تمثیلاً آپ کی دستگیری کے باب میں درج ہے۔

آپ عامل نہ تھے بلکہ آپ کی روحانی قوت کی وجہہ اجنا خبیث وغیرہ ودیگر شیاطین آپ کے حکم پر برخاست ہو جاتے اور آپ سے خائف رہتے بعض دفعہ آپکی دہائی پر (آپ سے دور دراز رہنے والے) ارادتمندوں کو حشرات الارض ودیگر بلیات سے فوری افاقہ ہوا اور امان پائے۔

مزاج عالی میں سادگی وخاکساری اس قدر تھی کہ صاحبزادے صاحب قبلہ کے وہ آپ کے پاس متعدد ہل کی زراعت وہ کئی بیل گاڑی وملازم ہونیکے باوجود آپ کو ہمنکنڈہ یا اور کہیں جانا ہوتا تو آپ نوبت والے شیخ حسین صاحب (جو ایک غریب آدمی ہیں) ان کی بیل گاڑی کرایہ پر منگوا کر تشریف لیجاتے (ان کی گاڑی کے سواری کی گاڑیوں کی سی نہ تھی بلکہ یہاں کے مقامی اصطلاح میں موٹی بنڈی کہا جاتا ہے اور اس پر بانس کی ٹٹی باندھی ہوئی ہوتی اور بیل بھی ان کے بہت لاغر وسست رفتار ہوتے تھے) اگرچہ کے آمد ورفت میں تاخیر ہوتی مگر آپ اسی پر تشریف لیجاتے اور کبھی دولت خانہ مبارک سے درگاہ شریف آنا جانا مقصود

ہوتا تب بھی وہی گاڑی طلب فرمائی جاتی بظاہر اس گاڑی کو طلب فرمانیکی کوئی وجہ معلوم نہ ہوسکی بجز اس منشاء کے کہ مالک گاڑی جو غریب انسان ہیں انھیں کرایہ مل جائے اور خود آپ کی طبیعت مبارک کی سادگی اس کی متقاضی رہتی کہ شان عالی کا اظہار نہ ہونے پائے اس سے آپ کی شان بعینہ بقول صائب علیہ الرحمۃ معلوم ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا۔

فروتنیست نشان رسدگان کمال

(جو لوگ کمال قابلیت کو پہنچے ہیں اپنے آپ کو چھوٹا ظاہر کرتے ہیں)

کہ چوں سوار بمنزل رسد پیادہ شود

(جیسا کہ کوئی سوار اپنی منزل پر پہنچ کر پیدل ہوجاتا ہے)

کبھی کبھی صاحبزادہ صاحب کا اصرار یا کسی موقع پر جلدی پیش نظر ہوتی تو گاہے ماہے موٹر میں یا کرائے ٹانگہ میں تشریف لیجاتے عرض ہر ہر حرکت سے آپ اپنی شان عالی کو سادگی میں اخفار کرنا چاہتے اپنے مگر باوجود اس کے وجاہت عالیہ اپنی عظمت ظاہر کئے بغیر نہ رہتی تھی

الوالعزمی خود اہر زمانہ می داشت پوشیدہ

(آپ اپنے بلند ہمتی کو ہر وقت پوشیدہ رکھتے تھے)

ولیکن سطوت شانش عیاں گشت شد ز پیشانی

(لیکن آپ کی بلند شان و عظمت پیشانی سے روشن رہی)

معمول روزآنہ : آپ تقریباً نو (۹) بجے صبح باہر برآمد ہوجاتے اس عرصہ میں

باہر معتقدین و مریدین قدم بوسی کے اشتیاق میں جمع ہو جاتے آپ کو برآمد کی کے ساتھ ہی سب (بمصداق حدیث شریف "قُومُوا اِلٰی سَیِّدِکُمْ" (تم اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ تعظیما آپ کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہو کر یکے بعد دیگرے قدم بوسی سے مشرف ہو جاتے قدم بوسی کے لئے حاضرین ایک دوسرے پر سبقت کرنا چاہتے آپ ان کو پیر پڑھنے سے منع فرماتے ہوئے سب سے مصافحہ فرماتے اور بوقت مصافحہ ان حضرات کی خیریت وغیرہ دریافت فرماتے ملاقات سے فارغ ہو کر دیوان خانہ مبارک کے تخت پر جلوہ افروز ہوتے اور حاضرین کو بیٹھا لیتے کبھی حاضرین کی تعداد زیادہ ہو تو نیچے دیوان خانہ مبارک کے دالان میں بچھے ہوئے فرش پر رونق افروز ہوتے اس کے بعد ان حضرات سے مخاطب ہو کر اس پُر خلوص انداز میں انکی تشریف آوری اور ان کے متعلقین وغیرہ کی خیریت و معاملات معیشت کے متعلق دریافت فرماتے کہ کمال شفقت کا اظہار ہوتا اور ان کی قلبی کلفت دور ہو جاتی پھر تشفی بخش ارشادات کا آغاز ہوتا (اسکے قبل لکھا جاچکا ہے) اس موقع پر بسا اوقات حاضرین مجلس اپنے ما فی الضمیر حالات بیان کرنے کے قبل عام مخاطبت کے ساتھ جو ارشاد فرماتے وہی ان کا جواب ہوتا بمصداق آیت کریمہ "یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ یعنی اللہ پاک اپنے بندوں میں جسکو چاہے اپنے بھید سے آگاہ فرمادیتا ہے۔

اس اثناء میں حاضرین سے بعض دفعہ بحصول اجازت برخاست ہو جاتے

اور دوسرے حضرات تشریف لاکر شریک محفل ہوجاتے۔اس طرح آپ کی برآمدگی کے بعد برخاست فرمانے تک معتقدین کی آمدورفت واجتماع کا سلسلہ جاری رہتا۔دوپہر کھانے کا وقت ہوجاتا تو خادمین وکارپردازان دولت خانہ مبارک دوتین بار توجہ دلانے پر برخاست کا ارادہ فرماتے اکثر دفعہ زنانہ میں مستورات آپ کی قدم بوسی وعرض حال کیلئے جمع ہوکر مطلع کرواتیں تو باہر کے حاضرین مجلس سے اجازت چاہتے ہوئے اندرزنانہ میں تشریف لیجاتے عورتوں کے عرض ومعروضن کا سلسلہ کئی گھنٹے رہتا۔

ارادتمند کے اجتماع کی کثرت سے بروقت خاصہ تناول فرمانیکا آپ کو موقع نہ ملتا آپ بالعموم شام میں عصر کے وقت (آبائی سنت کے موافق آبادی سے درگاہ شریف کے پاس نوبت خانہ والے دروازہ کے بیرونی حصہ میں املی کے جھاڑ کے نیچے چبوترے پر کبھی (۸) کبھی (۹) بجے رات تک جلوہ افروز رہتے اور معتقدین یہاں پر بھی (بمصداق قول شاعر

"چوں پروانہ کہ می گردد بگرد شمع نورانی"

(جیسا کہ پروانہ نورانی شمع کے اطراف گھومتا ہے)

آپ کو گھیرے ہوئے رہتے اور ارشادات عالی کا سلسلہ جاری رہتا اکثر عہدہ داران مستقر ورنگل آپ کی خدمت اقدس میں اسی وقت حاضر رہتے آپ کی شان بعینہ "الشیخ فی قومه کالنبی فی امته" کی سی تھی پھر جب آپ یہاں سے

برخاست فرماتے تو حاضرین مجلس آپ سے قبل ادباً فوراً کھڑے ہوجاتے غرض معتقدین کا ادب آپ کے ساتھ اکثر ایسا ہوا کرتا کہ حضرات صحابا کبارؓ کے طرز عمل کی یاد تازہ ہوجاتی اور اسوہ حسنہ کی پوری پوری جھلک نظر آتی چنانچہ اس بارے میں حدیث شریف ہے کہ فرمایا حضرت ابوہریرہؓ نے "فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَاماً حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوتِ اَزْوَاجِهٖ" (یعنی حضور نبی کریم صلعم مجلس سے اٹھتے تو ہم بھی کھڑے ہوجاتے یہاں تک کہ ہم دیکھ لیتے کہ آنحضرت صلعم ازواج مطہرات سے کسی کے دولت خانہ مبارک میں داخل ہوجاتے (از مشکواۃ شریف باب قیام) اس آمد ورفت میں بھی کئی معتقدین آپ کے جلوس میں ساتھ رہتے یہی عادت شریف آپ کے والد ماجد قبلہ قدس سرہٗ کی بھی تھی کہ اسی چبوترے پر اسی طرح جگہ رونق افروز ہوتے۔

بعض دفعہ غیر اوقات میں قبل از برآمدی (ارادتمندوں سے) کسی کو کچھ خاص طریقہ پر عرض کرنا ہو تو اطلاع گذرانے پر آپ دولت خانہ مبارک کے کمرہ خاص میں (جو آپ کا آرام گاہ تھا) یاد فرمالیتے اور تفصیلی گفتگو سماعت فرماتے اور حکم سرفراز ہوتا یہ طرز عمل آپ کا امیر وغریب سب کے حق میں بالکل یکساں رہا۔ ہر ادنیٰ واعلیٰ کو عرض حال کرنے کا ہمیشہ موقع عطا فرمایا جاتا۔

بہ زمانہ قیام بلدہ بھی روزآنہ برآمدی کا یہی دستور رہتا البتہ (زنانہ ومردانہ میں) یہاں مریدین ومعتقدین کی کثرت رہتی۔ قاضی پیٹھ شریف میں

سوائے ایام اعراس مبارک کے بقیہ دنوں میں اس قدر مجمع نہ رہتا ہاں کبھی کمی زیادتی ضرور رہتی۔

اکبر خان صاحب فرماتے تھے کہ بہ زمانہ قیام بلدہ کسی روز کسی وقت ارادتمندان جن دانس سے آپ کو فرصت نہیں ملتی جس سے ہم بیزار ہو جاتے مگر باوجود اس انہماک کے کبھی آپ چیں بہ جبیں ہوتے ہوئے نظر نہیں آتے

فقر و کرم: دیوان خانہ مبارک میں ہمیشہ تین چار فقراء و تین چار ملازمین ٹھیر رہتے جن کو روز آنہ در دولت سے کھانا دیا جاتا دولت خانہ مبارک میں یعنی زنا میں بھی چار چھ خادمین اور کئی غریب عورتیں ٹھیری رہتیں ان سب کو کھانے علاوہ ان کے دیگر ضروریات یعنی کپڑے وغیرہ بھی ان کو آپ ہی بنواتے۔

اعراس شریف کے زمانے میں کئی کئی روز قبل بیسوں فقراء و معتقد و مریدین کی کثیر تعداد بطور مہمان آپ کے پاس ٹھیری رہتی۔ اعراس کے بعد بھ مہینوں اس قسم کے لوگ آپ کے پاس دولت خانہ مبارک میں جمع و ٹھہرے ر ان کی واپسی کے وقت ان میں سے بعض بعض کو ان کی آمد و رفت کا کرایہ عطا فرما جاتا اور بعض کو تو ان اخراجات کے سوا مزید دستگیری ان کے حالات زندگی اعتبار سے فرما کر رخصت فرماتے۔

ایک شاہ صاحب (سنا گیا کہ وہ کسی درگاہ کے متولی تھے) بزمانہ عرس قاضی پیٹھ شریف تشریف لاتے اور بعد عرس شریف کئی ہفتے دیوان خانہ مبارک

میں ٹھہرے رہتے ان کی آمدورفت کا کرایہ اور اس درگاہ شریف کے سالانہ مراسم عرس ادا کرنے کے اخراجات (جہاں کے وہ متولی تھے) ہر سال آپ عطا فرماتے نیز اس قسم کی دادودہش اوروں کے حق میں بھی ہوتی رہتی۔

اکثر و بیشتر راہ رو فقراء وغیرہ یا مساکین اچانک آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور وہ اپنی اپنی ضروریات و تکالیف کا اظہار کرتے تو آپ فوراً رقمی امداد سے ان کی دستگیری و مشکل کشائی فرماتے غرض آپ کے پاس زیادہ اخرجات دادودہش و امداد فقراء و غربا کے بارے میں ہوتے بعض بعض دفعہ آپ پر معہ متعلقین فاقہ ہو جاتا مگر اپنی شان فقری سے کسی پر اس کا اظہار ہونے نہ دیا جاتا بقول شاعر کے

رموز زندگی ذات والا راز سربستہ

(آپ کی زندگی ایک معمہ جیسی چھپا ہوا راز تھی)

فقیری داشتہ مشرب بہ جاہ حشم سلطانی

(بظاہر فقیری طور طریقہ اختیار فرمالیکن باطن میں بادشاہی شان و شوکت رکھتے تھے)

فی الحقیقت آپ کی زندگی ایک راز سربستہ تھی ہمیشہ ہر طریقہ پر طبیعت عالی مائل بہ عطا رہتی سائلین کو (خواہ فقراء ہوں کہ غریب مرید ہوں کہ معتقد) جس قسم کی توقع لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ بہر صورت انکی تکمیل فرماتے اکثر ایسا بھی دیکھا گیا کہ وہ لوگ اپنی زبان سے سوال تک نہ کئے تھے کہ آپ ان کی امداد فرمائی اور ان کی دلی تمنا پوری ہوئی بعض دفعہ بیوپاری طبقہ

کے غریب لوگ کوئی چیز فروخت کرنے آپ کے پاس حاضر ہو جاتے وہ آپ
چیز کو ان کی منہ بولی قیمت پر (خواہ اس کی ضرورت رہے یا نہ رہے) اور
وقت خفیف سی کمی فرما کر بھاؤ طے فرماتے اور خرید لیتے۔

اعراس مبارک کا پخت: آپ کے زمانہ میں دونوں اعراس کے موقع پر
(۱۲) بارہ پلے چاول کی بریانی کا پخت آپ کی جانب سے بلحاظ مناسبت
روزآنہ کچھ مقدار کا ہوا کرتا تھا کہ اسی زمانہ میں ایک رات
2.30 ڈھائی بجے آپ اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اسوقت
خانہ مبارک میں چند لوگ سو رہے تھے جن کی زیر نگرانی کھانے کی تقسیم تھی
نے انھیں بلوا کر استفسار فرمایا کہ کچھ تبرک مل سکتا ہے؟ انھوں نے کہا توقع
پھر بھی دیکھ کر عرض کرونگا آپ نے فرمایا دیکھیے کسی دیگ میں کچھ مل جائے
بھجوا دیجیے میں گھر میں جا کر کسی کو یہاں بھجوا دونگا چنانچہ آپ اندر تشریف
گیے ایک لڑکی رکابی لیکر باہر آئی اسی اثنا میں انھوں نے جملہ دیگ وغیرہ
ڈالے کسی میں کچھ نہ ملا۔ البتہ کھانا تقسیم کرنے کے ٹوکروں میں قلیل مقدار
کچھ تبرک برآمد ہوا۔ اس آئی ہوئی لڑکی سے دریافت کیا گیا کہ اسوقت کس
ضرورت پڑی تو اس لڑکی نے کہا کہ خود صاحب نے (آپ) آج رات
کھانا تناول نہیں فرمایا چونکہ ارادتمندوں وغیرہ سے آپ کو اب تک فرصت نہ
تھی اب موقع ملا تو تبرک گھر میں بالکل خرچ و تقسیم ہو گیا ہے اسلئے باہر

منگوانے کا ارشاد ہوا ہے۔

آپ کے آخر آخر زمانہ میں چند سال اعراس شریف کے انتظامات پختت پر یہ خاکسار (مولف) متعین رہا ہے اسی زمانہ میں بکرے کٹوار ہا ہوں آپ نے میرے پاس کہلوایا کہ ایک کلیجی کی دیث حیدو میاں صاحب کی والدہ کے پاس بجھوانا چاہئے۔ ارشاد گرامی کی میں نے تعمیل کی عصر کے وقت آپ باہر برآمد ہوئے اور مجھے یاد فرمائے میں حاضر خدمت اقدس ہوا آپ نے کلیجی کا تذکرہ فرمایا اور اسکی قیمت عطا فرما کر عرس شریف کے حساب میں جمع کرنے کا حکم ہوا مجھے حیرت ہوئی اور قیمت لینے میں تامل کیا تو (تبسم کناں) ارشاد ہوا کہ بزرگان کرام رحم اللہ علیھم کی نیاز شریف سے متعلق چیز ہے اس میں دوسرے قسم کا تصرف بلاادائی قیمت نامناسب ہے قیمت جمع فرمالیجئے۔ چنانچہ حسب الحکم میں نے تعمیل کی۔

اعراس شریف میں پکوان ودیگر لوازمات میں آپ ہر سال ہزار ہا روپیہ صرف فرماتے جسکا تفصیلی تذکرہ باب اعراس میں درج ہے بایں ہمہ آپ نیاز شریف کے معاملہ میں بیحد احتیاط فرماتے رہے اور پلاؤں کا پکوان ہوتا اور بالا تزام تقسیم ہوجاتا مگران ایام میں اکثر آپ وصاجزادے صاحب قبلہ ارادتمندوں کی کثرت کی وجہ (کہ لوگوں کے عرض ومعروض میں حضرات کو اتنی مصروفیت رہتی کہ) تمام تمام دن کھانا نہ کھاسکتے تھے بارہا ایسا دیکھنے میں آیا باوجود اسکے حضرات چیں بجیں نہ ہوتے ان حضرات کے اس عمل سے ہم کو تعجب ہوتا سبحان اللہ بحمدہ

قاضی پیٹھ شریف کی نوبت نوازی کیلئے ماہانہ سرکار عالی سے پچاس (۵۰) روپیہ
کرتے تھے ان نوبت نوازوں میں ایک جمعدار ہوتا ہے جسکے ذریعہ رقم شا
خزانے سے ماہ بہ ماہ برداشت ہوکر حضرت کے پاس آتی ہے اور منتظم جاگیر
توسط سے سب کو تقسیم ہوتی رہی ہے۔ مولوی تفضل حسین صاحب وکیل
فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نوبت نوازوں کے جمعدار وقت نے ایک ماہ کی پوری ر
(۵۰) پچاس روپیہ برداشت کرکے بلدہ حیدرآباد چلا گیا۔ یہاں درگاہ شریف
ایک دوروز انتظار رہا پھر دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ فرار ہو چکا ہے اسوقت چونک
حضرت قبلہ قدس سرہٗ (آپ) بلدہ میں رونق افروز تھے اس لئے مولوی شیخ داوا
صاحب منتظم جاگیر قاضی پیٹھ شریف نے اس واقعہ سے مجھے مطلع کرتے ہو
پولیس میں اس کے تعلق کارروائی کرنے متوجہ فرمایا اسکے جواب میں میں نے منتظ
صاحب کو لکھا کہ حضرت قبلہ گاہی اسوقت بلدہ میں تشریف فرما ہیں ایسا نہ ہو کہ
کارروائی آغاز کردیں اور وہاں پیش گاہ والا سے معافی مل جائے۔ بیکار با
ہوجائیگی پہلے اس کے متعلق آپ اجازت منگوالیجئے تو چارہ کار ضابطہ ہوسکتا
معلوم ہوا کہ منتظم صاحب موصوف نے میری واپنی تحریر ذریعہ ٹپہ پیش گاہ اقد
میں بھجوادی۔ یہاں اس حد تک ہوکر بات رہ گئی کہ وہ شخص (جمعدار مفرور) حاصل
کردہ رقم صرف کرکے آپ کی خدمت میں پہنچا اور اپنا پورا حال سنایا اور اپنی خطا
نادم وگریہ زاری کے ساتھ معافی تقصیرات کا ملتجی ہوا۔

سنا گیا کہ آپ نے اسکو تین روز اپنے پاس کھانا دیتے ہوئے رکھا اس اثنا میں منتظم صاحب کا مرسلہ خط وصول ہوا اس کے ساتھ ہی آپ نے جمعدار کو آمدورفت کا کرایہ دے کر منتظم صاحب کی خدمت میں قاضی پیٹھ شریف بھجوایا اور حکم صادر ہوا کہ منتظم صاحب جمعدار صاحب یہاں میرے پاس حاضر ہو چکے ہیں اپنے حرکات ناشائستہ پر نادم ہیں میں نے ان کی خطا معاف کر دی ہے آپ بھی معاف فرمادیجئے اور انھیں رجوع بکار فرمالیجئے ورنہ غریب آدمی چھوٹے چھوٹے بچے والے ہیں تباہ وخستہ حال ہوجائینگے۔ کسی گنجائش سے نوبت نوازوں کی تنخواہ تقسیم فرمادیجئے۔ چنانچہ جمعدار چند روز کے بعد بلدہ سے واپس ہوا حسب الحکم رجوع بکار کرلیا گیا اور تنخواہ دوسری گنجائش سے تقسیم کردی گئی۔

مجموعہ مواعظ مقدس حضرت قطب الاقطاب غوث الاعظم اعلی واقدس سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ الملقلب بہ ملفوظ کبیر حصہ دوم کے مجلس واعظ (۳۳) میں جو بتاریخ ۲۳ ر جمادی الثانی ۵۴۵ھ ہجری بروز یکشنبہ منعقد شدہ میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسکا ترجمہ بہ ذیل درج ہے اولیاء اللہ مردان خدا کا مشغلہ خرچ کرنا اور مخلوق کے لئے راحت پہنچانا ہے وہ لوٹ نے والے اور بخشنے والے ہیں خدا کے فضل ورحمت سے جو ان کو ملتا ہے وہ لوٹ لیتے ہیں اور اسکو فقیروں اور مسکینوں پر جو تنگ دست ہوتے ہیں قرضداروں کے قرض کو ادا کر دیتے ہیں وہ بادشاہ ہیں لیکن دنیا کے بادشاہ نہیں۔

آپ کی بذل وکرم آمیز طرز زندگی بھی ارشاد پاک کے بالکل موافق ومشابہ نظر آتی ہے گویا آپ کی ذات ستودہ صفات بھی ان ہی اولیاء اللہ کے طبقہ سے پائی جاتی ہے کہ جن کی تعریف وعظ مبارک میں فرمائی گئی ہے۔

سالانہ انتظامات اعراس مبارک

انتظامات پخت: آپ کو انتظامات اعراس مبارک سے خاص دلچسپی تھی اور بیحد توجہ فرماتے پخت ودیگر آرائشی لوزمات میں ہزار ہا روپیہ آپ نے صرف فرمایا سالانہ ان ایام میں کچھ کم وبیش بارہ پلے چاول کی بریانی کا پخت بلحاظ مناسبت ایام ۲۱ رتا ۲۷ رصفر المظفر کسی روز ڈیڑ کسی روز ڈھائی تین پلے اسطرح پخت کروایا جاتا۔

چاول نہایت قیمتی عمدہ قسم کے پشوری وامرتسری ہوتے دیگر اشیاء پکوان مثلاً زعفران وغیرہ بھی نہایت عمدہ واعلیٰ قسم کا اچھی مقدار میں غرض ہر چیز عمدہ وافر خریدی ودی جاتی۔

تبرک کھلوانے وتقسیم کرنے کا طریقہ: کبھی حاضرین (جمیع مریدین ومعتقدین وغیرہ) کو مردوں سے دیوان خانہ مبارک میں اور عورتوں کو زنانہ میں کھلوایا جاتا اور کبھی پخت شدید تبرک بعد فاتحہ کچھ مردوں کو تقسیم کردیا جاتا اور کچھ زنانہ میں بھجوادیا جاتا جو دولت خانہ مبارک میں حاضر شدہ مستورات (مریدین ومہمانوں) کو کھلایا جاتا دور دراز مقامات سے آئے ہوئے حضرات کو (بحد علم) آپ خاص طور پر تبرک بھجوانے کا انتظام فرماتے۔

بڑے عرس شریف کی شب میں عہدداران مقامی مدعو فرمائے جاتے اور کیمپ عہدداران میں کھانا کھلوایا جاتا۔

رنگ سازی گنبد مبارک بڑی درگاہ شریف و بڑے دروازے کو سبز رنگ کروایا جاتا اور آرائش کا زیادہ اور باقاعدہ انتظام و روشنی کا اہتمام آپ ہی کی سجادگی کے زمانے سے ہی آغاز ہوا ابتدائی زمانہ میں چند سال گنبد مبارک کا رنگ مردہ مولوی محمد یعقوب صاحب جمعدار کی جانب سے کروایا جاتا۔

انتظامِ روشنی: روشنی کا انتظام مولوی میر منور علی عرف سیدو میاں صاحب منصب دار کے زیرِ نگرانی انجام پاتا رہا اسکے بعد روشنی اور رنگ سازی کے ہر دو انتظامات آپ کے صاحبزادے صاحب قبلہ کے تفویض فرما دئے گئے روشنی ہر ہر راستہ پر دونوں جانب یعنی درگاہان اقدس پر اور اسکے تمام احاطہ مبارک میں اور وہاں سے آبادی جانے والے راستہ کے موڑ تک اور چوراستہ پر اسٹیشن جانے والی سڑک پر کچھ دور تک و حضرت لالہ میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کے پورے احاطہ مبارک میں و نیز عہدداران کے کیمپ میں اور درگاہ شریف کے احاطہ سے متعلقہ مکانات و خانقاہ مبارک پر اور ان کے مذکورہ راستوں پر واقع شدہ دوکانات پر دونوں جانب اور گنبد شریف کے اور درمیانی بڑے کلس پر تک گلاسوں و رنگین ڈبوں والی روشنی ہوا کرتی کئی سال یہی سلسلہ رہا اسی زمانہ میں بعض بعض خاص خاص مقامات پر بلحاظ ضرورت و موزونیت آرائش بڑے بڑے بجلی کے گولے آویزاں کروائے جاتے رہے۔ گنبد شریف و نوبت خانہ کے دروازہ پر بالخصوص رنگ برنگ کی روشنی ہوتی جس سے خوش نمائی میں دوبالا اضافہ ہوجاتا اسی طرح سارا میدان بلا مبالغہ

بقعہ نور بن جاتا الکٹرک لائٹ کا آغاز جب سے ہوا ہے روشنی کی آرائش میں روز افزوں ترقی رہی۔

طریقہ برآمدی صندل مبارک: ایام اعراس شریف میں ۲۲ر صفر کو آپ کے والد ماجد حضرت اعلی واقدس سید شاہ سرور بیابانی قدس سرہٗ کا صندل (جو چھوٹے صندل سے موسوم ومشہور ہے) اور ۲۳ر صفر کو عرس یعنی چراغوں والی رات اور ۲۶ر صفر کو حضرت اعلی واقدس سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہٗ کا صندل (جو بڑے صندل سے موسوم ومشہور ہے) اور ۲۷ر صفر کو عرس ہوتا ہے ہر دو صندل سالانہ تاریخ مقررہ پر رات کے گیارہ بجے دردولت سے برآمد ہوتے رہے۔ صندل کے ساتھ رفائی فقراء ومیلاد شریف کی جماعت ومختلف قسم کے باجے وبھیک پٹہ کرنیوالی فنداں پارٹیاں اپنے اپنے کرتب بتلاتے ہوئے اور معتقدین کا کثیر مجمع ساتھ رہتا۔ ہر صندل شریف کے روز معتقدین ومریدین سے سینکڑوں عورتیں دولت خانہ مبارک پر حاضر ہوجاتیں وتیاری صندل شریف وملیدہ مالی میں شرکت کرتیں اور یہی دستور اب تک جاری ہے۔ اوران حاضر شدہ مستورات کو برآمدی صندل شریف کے قبل ہر سال تبرک نیاز شریف (کھانا کھلوایا جاتا رہا اور اس روز زنانہ میں بھی مجمع کی کثرت رہتی (چنانچہ اس مجمع کے موقع پر ہر قسم کے کھلونے وچوڑی فروش ومیوہ وچائے ودیگر زنانی سنگار وغیرہ سے متعلق اشیاء فروخت کرنے والی عورتیں دوکانیں دولت خانہ مبارک کے صحن میں (جو نہایت ہی کشادہ

ہے) قائم کرتیں وکافی تجارت ہوتی۔

برآمدی صندل کا یہ دستور رہا کہ تقریباً شب کے گیارہ بجے رفاعی فقراء اپنے سرگروہ فقراء کے ساتھ در دولت پر پہنچ کر آواز دیتے اور وہاں فقراء کے انتظار میں روشنی وباجا وغیرہ بالکل تیار رہتا فقراء کے اس آواز کے ساتھ ہی سب قسم کے باجے بجنے شروع ہوتے اور سنا گیا کہ زنانہ میں یعنی دردولت میں صندل شریف کی کشتی (جس کشتی میں صندل کا کٹورہ ہوتا) ابتداً آپ کی والدہ محترمہ صاحبہ اپنے سر پر لے کر آپ کے سر اقدس پر رکھ دیتی تھیں۔

جب صندل حضرتہ بڑی پیرانی ماں صاحبہ قبلہ کے سر پر ہوتا تو سنا گیا کہ جملہ عورتیں (حاضرین) سے آں حضرتہ کی طرف قدم بوسی کرلیتیں اور بعض بعض اپنا سر کشتی کو لگا کر واپس ہوجاتیں اسکے بعد آپ اپنے سر مبارک پر لئے ہوئے چند قدم آگے بڑھتے اور پھر اس کشتی مبارک کو اپنے چھوٹے بھائی حضرت اقدس سید شاہ عبدالکریم صاحب قبلہ کے سر اقدس پر رہتا اور یہاں باہر برآمد ہونے کے بعد آں قبلہ کے سر پر سے دیگر اقرباء واعزاء ومریدین ومعتقدین کچھ کچھ دیر باری باری سے درگاہ شریف تک اپنے اپنے سروں پر لیتے رہتے اس موقع پر مستقر ورنگل کے نیز دیگر مقامات کے آئے ہوئے بڑے بڑے عہدہ دار صاحبین بھی اپنے سروں پر صندل شریف لیتے غرض صندل شریف کی رفتار قرینہ اس طرح ہوتا کہ دروازہ مبارک کے باہر گھوڑے پر غلاف شریف اور اس کے پیچھے صندل

شریف اور اس پر شامیانہ (منڈپ) رہتا گھوڑے کے سامنے فقراء ودیگر لوازمات یعنی باجے وپھیک پٹہ کرنے والی پارٹیاں پیش پیش رہتیں صندل شریف کے پیچھے آپ معہ عزیز واقربا ومریدین ومعتقدین ومشائخین کرام وغیرہ ساتھ رہتے اور عوام کا کثیر مجمع صندل شریف کے پس وپیش رہتا۔

صندل شریف کے ساتھ آپ سرخ لنگ مشائخی اور جبہ وعمامہ مبارک زیب تن فرمائے ہوئے اور عصاء مبارک ہاتھ میں رہتا (معتقدین سے) لوگ آپ کو اثناء راہ میں پھولوں کے متعدد ہار پہناتے جاتے جب ہاروں کی کثرت ہوجاتی تو آپ کی ایماپر اکبر خانصاحب گلے مبارک سے نکال کر اپنے ساتھ کے کسی مرید خاص کے حوالہ کردیتے آخر آخر زمانہ میں آپ کی صحت برابر نہ تھی اور ضعف پیدا ہوگیا تھا اس لئے آپ صندل شریف کے ساتھ سارے مجمع کے پیچھے بیل گاڑی پر تشریف رکھتے تھے اور نوبت خانہ والے دروازے کے پاس گاڑی سے اتر جاتے تو مریدین حلقہ بنا کر آپ کو درمیان میں لے لیتے اور آپ اسی طرح وہاں سے درگاہ شریف میں داخل ہوتے اور صندل مالی سے فارغ ہونے کے بعد آپ سماع کی مجلس میں رونق افروز ہوجاتے اور سماع کا آغاز ہوتا

صندل شریف گزارنیکا طریقہ: صندل مالی میں آپ کے ساتھ آپ کے اقربا ومریدین وغیرہ بھی رہتے یہی دستور اب بھی جاری ہے۔

طریقہ مجلس سماع بزمانہ اعراس مراسم صندل مالی سے فارغ ہوکر آپ ڈیڑھ دو

گھنٹہ سماع سماعت فرمانیکے بعد برخاست فرماتے اسکے بعد دوسرے روز (یعنی عرس کے روز) عصر کے وقت ہی درگاہ شریف کے پاس آپ تشریف لاتے اور مجلس سماع کا آغاز ہوتا اور اوقات نماز مغرب و عشاء کے مواقع پر سماع میں کچھ وقفہ ہوتا۔ مجلس سماع میں یکے بعد دیگر تھوڑی تھوڑی دیر سے گانے والی پارٹیاں بدل دی جاتیں اس طرح باری باری سے سب حاضر شدہ پارٹیوں کا گانا سماعت فرما کر تقریباً (۳) تین بجے شب آپ کی مراجعت فرمائی عمل میں آتی اثناء سماع میں آپ کو رقت بھی ہوتی۔ قوالوں کو بوقت سماع کثرت سے روپئے عطا فرماتے اس موقع پر عوام کی کثرت کے علاوہ بڑے بڑے اعلیٰ عہدہ دار و امراء و مشائخین کرام شریک محفل سماع رہتے۔ ان ایام کا سماع نہایت ہی پر کیف رہتا اکثر حاضرین مجلس سماع کو وجدانی کیفیت طاری ہوتی چنانچہ حضرت مصنف افضل الکرامات آپ کے واقعات ارتحال میں لکھا ہے کہ ”زمانہ عرس کے مجالس سماع میں آپ کا تشریف رکھنا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ”ایک خدا کا نور اترا ہے“ چونکہ مصنف معتز علیہ الرحمہ ایک صاحب بصیرت بزرگ تھے انھوں نے آپ کی توصیف میں ”نور خدا“ کے الفاظ جو زیب قلم فرمایا ہے فی الحقیقت مجالس سماع میں آپ کی وہ رفیع الشان مرتبت (بلا مبالغہ) اسی طرح جلوہ گستر نظر آتی تھی۔

مجمع کی زیادہ کثرت رہنے کی وجہ مجلس سماع میں سرکاری پولیس کا انتظام رہتا جن میں عہدہ داران پولیس ٹھہرے ہوئے ڈیوٹی انجام دیتے۔

عرس وزیارت موئے مبارک: قاضی پیٹھ شریف میں آپ کے اباواجداد کرام کے زمانہ سے ہی حضور پُرنور سرور عالم ﷺ کے آثار مبارک موجود ہیں یعنی موئے مبارک کی ایک شاخ پاک جوایک چھوٹی سی ڈبیہ کے اندر صندل وعبیر بسائی ہوئی تھی جو بڑی درگاہ شریف کے عقبی حصہ میں نوبت خانہ مبارک کے سلسلے تعمیر سے بنے ہوئے آخری کمرہ کے اندر اسکی شمالی جانب والی دیوار میں ایک تابدان بنا ہوا اسکے اندر صندوق میں وہ ڈبیہ محفوظ کیجاتی تھی۔ چنانچہ وہ کمرہ آثار مبارک سے موسوم اور ہمہ اوقات زائرین اس کمرہ کے پاس حاضر ہوتے اور عتبہ بوسی وفاتحہ خوانی کا شرف حاصل کرتے رہتے ہیں اور بعض لوگ اس کمرہ شریف کے اندرونی تابدان پر پھولوں کی چادر گزارتے ہیں۔

ہر سال حسب عمل درآمد آبائی آپ کے زمانہ میں بھی بتاریخ ۱۱ ربیع الاول کی شب میں رات کے (۹ یا ۱۰) بجے کے عمل میں دولت خانہ مبارک سے صندل شریف نہایت ہی اہتمام واحترام سے برآمد ہوکر درگاہ شریف لایا جاتا اور کمرہ مبارک میں گزران دیا جاتا اس صندل شریف کے ہمراہ آپ معہ اپنے عزیز واقارب ودیگر عوام معتقدین شرکت فرماتے صندل شریف گزران دئے جانے بعد اسی کمرہ مبارک کے روبرو مجلس سماع منعقد فرمائی جاتی جس میں آپ معہ اقارب رونق افروز رہتے گھنٹہ ڈیڑ گھنٹہ سماع سماعت فرمانیکے بعد مجلس برخاست اور آپ مراجعت فرمائے دولت خانہ مبارک ہوتے دوسرے روز یعنی ۱۲ ربیع

الاول شریف آٹھ نو بجے کے عمل میں آپ آبادی سے معہ اعزا و اقربا احاطہ
شریف میں تشریف ارزانی فرماتے اور بنفس نفیس خود دست ہائے مبارک
موئے مبارک کی ڈبیہ اس تابدان سے وصندوق سے برآمد فرما کر موئے مب
کی آپ زیارت فرماتے اور دیگر تمام حاضرین کو بھی مشرف بہ زیارت فر
تھوڑی دیر بعد وہ ڈبیہ مبارک آپ اپنے کسی عزیز قریب کے حوالہ فرما کر مجلس
میں رونق افرو ہو جاتے آپ کی تشریف آوری کے ساتھ ہی سماع کا آغاز ہوتا
طرح گھنٹہ ڈیڑ گھنٹہ ساعت سماع میں مصروف رہکر برخاست فرماتے اور د
خانہ مبارک تشریف لیجاتے آپ کی مراجعت فرمائی کے بعد بھی مردانہ میں
ظہر تک سلسلہ زیارت جاری رہتا اسکے بعد زیارت موقوف اور کمرہ مبار
دروازہ بند کر دیا جاتا اور دولت خانہ مبارک پر اس روز خاص طور پر نیاز شہ
بھی ادا فرمائی جاتی۔

نماز ظہر کے بعد زنانہ میں زیارت کا سلسلہ آغاز ہو جاتا احاطہ
شریف کے اطراف پردہ وغیرہ کا قبل از قبل کافی انتظام فرمایا جاتا بایں ہمہ
زیارت زنانہ (مردانہ سے کوئی بھی اندروں احاطہ درگاہ شریف داخل ہو
پائے) جا بجا معتقدین کے ذریعہ پہرہ بندی کروائی جاتی اس طرح زنانہ ز
کا سلسلہ تقریبا مغرب تک یا عشاء کے وقت تک بھی رہا کرتا اس کے بعد ز
موقوف کیجا کر موئے مبارک حسب سابق محفوظ فرمادیے جاتے اور یہی ط

الاول شریف آٹھ نو بجے کے عمل میں آپ آبادی سے معہ اعزا و اقربا احاطہ درگاہ شریف میں تشریف ارزانی فرماتے اور بنفس نفیس خود دست ہائے مبارک سے موئے مبارک کی ڈبیہ اس تابدان سے وصندوق سے برآمد فرما کر موئے مبارک کی آپ زیارت فرماتے اور دیگر عوام حاضرین کو بھی مشرف بہ زیارت فرماتے تھوڑی دیر بعد وہ ڈبیہ مبارک آپ اپنے کسی عزیز قریب کے حوالہ فرما کر مجلس سماع میں رونق افروہو جاتے آپ کی تشریف آوری کے ساتھ ہی سماع کا آغاز ہوتا اس طرح گھنٹہ ڈیڑ گھنٹہ سماعت سماع میں مصروف رہکر برخاست فرماتے اور دولت خانہ مبارک تشریف لیجاتے آپ کی مراجعت فرمائی کے بعد بھی مردانہ میں تقریباً ظہر تک سلسلہ زیارت جاری رہتا اسکے بعد زیارت موقوف اور کمرہ مبارک کا دروازہ بند کردیا جاتا اور دولت خانہ مبارک پر اس روز خاص طور پر نیاز شریف بھی ادا فرمائی جاتی۔

نماز ظہر کے بعد زنانہ میں زیارت کا سلسلہ آغاز ہو جاتا احاطہ درگاہ شریف کے اطراف پردہ وغیرہ کا قبل از قبل کافی انتظام فرمایا جاتا بایں ہمہ بوقت زیارت زنانہ (مردانہ سے کوئی سہواً اندروں احاطہ درگاہ شریف داخل ہونے نہ پائے) جابجا معتقدین کے ذریعہ پہرہ بندی کروائی جاتی اس طرح زنانہ زیارت کا سلسلہ تقریباً مغرب تک یا عشاء کے وقت تک بھی رہا کرتا اس کے بعد زیارت موقوف کیجا کر موئے مبارک حسب سابق محفوظ فرمادئے جاتے اور یہی طریقہ

تاحال جاری ہے۔

طرز عمل بہ امور عامہ: ایام اعراس میں سینکڑوں ارادتمند اسطرح داخل سلسلہ ہوتے کہ آپ کو فرصت نہ ملتی تھی علاوہ ازیں مریدین و معتقدین کی جانب سے نذر و نیاز پیش کرنیکا طریقہ بھی ان ہی ایام میں رہتا آغاز اعراس شریف کے چند روز قبل ہی سے منجانب سرکار عالی عملہ صفائی کے ذریعہ آرائش کے کام وعہدہ دار کیمپ کا قیام و زائرین کے ٹھیرنے کیلئے چھپر وغیرہ تیار کروائے جاتے اور روزآنہ صفائی ہوتی رہتی اسکے اخراجات لاحقہ از روئے حساب سرکاری اختتام اعراس آپ سررشتہ متلعقہ کو ادا فرمادیتے۔

آپ کے زمانہ میں بر بنائے کاروائی ایام اعراس میں ورنگل و قاضی پیٹھ سے گزرنے والی پاسنجر ریلوے گاڑیاں درگاہ شریف کے روبرو ٹھہر جاتیں جس سے زائرین کو آمد و رفت میں یگونہ سہولت پیدا ہوگئی تھی لیکن بوجہ جنگ آپ کے آخر زمانہ میں تقریباً دو تین سال گاڑیوں کے ٹھیرنیکا طریقہ برخاست ہوکر منجانب حکومت ریلوے مقامی، بس و دیگر گاڑیاں ٹانگہ وغیرہ کے ذریعہ اسٹیشن قاضی پیٹھ و متھواڑہ و ہنمکنڈہ وغیرہ سے زائرین کو لانے لیجانے کا انتظام باجرت کرایہ کیا جاتا رہا اس انتظام سے بھی زائرین کو آمد و رفت میں کافی سہولت رہتی پانی کے نل بھی الکٹرک لائٹ کے ساتھ ساتھ احاطہ درگاہ شریف میں بلحاظ ضرورت مجمع اعراس مناسبت کے ساتھ ساتھ جابجا نصب کروادئے گئے

اسکے علاوہ پانی کی چند بڑی بڑی ٹا کیاں تعمیر کروائی گئی ہیں جس سے زائرین کو ہر وقت پانی ملنے میں بیحد سہولت رہتی ہے۔

پانی کے نل وبجلی کی روشنی قاضی پیٹھ شریف کی آبادی میں اوراحاطہ درگاہ شریف میں آپ ہی کی توجہات عالی کا سبب ہے۔ارشاد عالی کی تعمیل میں مولوی عبدالباسط خان صاحب اپنی تعلقہ داروصوبہ داری کے زمانہ میں بڑی سعی وکوشش فرمائی جو آپ خوشنودی کا موجب ہوئی۔چنانچہ آبادی میں درگاہ شریف کے اندرون وبیرون احاطہ حسب ضرورت روشنی وجابجانل نصب کروائے گئے اور بلحاظ مناسبت بڑی بڑی ٹاکیاں (بطور خزانہ آب) پانی کی بنوائی گئیں۔

سلسلہ علالت: یوں تو آپ ۱۳۳۵ ہجری سے ہی اپنی اعصابی کمزوری کا کچھ کچھ احساس فرمانے لگے تھے کبھی کمر میں قدرے درداور کبھی نشت وبرخاست کے موقع پرتکلیف ہونااورشاذکسی موقع پرادویات کا استعمال رہنا چنانچہ کئی سال یہی حالت رہی لیکن وصال شریف کے دس بارہ سال قبل کسی طبیب کی غلط تشخیص ونا موافق دوا کے استعمال سے مزاج عالی میں تغیر پیدا ہوکر مرض لقوہ کے خفیف سے اثرات ہوئے گوفی الفور علاجات کی وجہ اس مرض سے بالکل صحت ہوگئی مگر اسکے بعد سے سلسلہ علاج جاری رہنے کے باوجود کمزوری باقی رہی اور دن بدن طبیعت اقدس میں اضملال بڑھتا ہی گیا اور کچھ مدت بعد زیادہ چلنے پھرنے سے مجبور ہوگئے حتیٰ کہ آبادی سے درگاہ شریف لانے کے لئے سواری کی ضرورت

کے والدین ان کی صغیر سنی کی وجہ بیعت سے روکنے کے باوجود مانتے نہ تھے اور اپنے ارادہ پر اڑ جاتے حتیٰ کہ شرف بیعت حاصل کر لیتے۔ اس کے علاوہ روز آنہ باشتیاق قدم بوسی لوگ بکثرت جمع ہو جاتے اور بیحد تفہم کے بعد دیگر مشرف بقدم بوسی ہوتے چونکہ ان حضرات میں ہر ایک کو آپکی قدم بوسی حاصل کرنے میں بمقابلہ اوروں کے سبقت کرنے کا جذبہ حد سے زیادہ رہتا تھا حتیٰ کہ لڑ پڑنے کے قریب ہو جاتے جسکی وجہ ان کے جذبات سنبھالتے ہوئے سلسلہ کے ساتھ اجازت دینے میں بیحد مشکل پیش آتی رہی۔

حکیم مولوی عبداللہ خان صاحب ساکن بلدہ کے علاج کو آپ زیادہ پسند فرماتے اور ہمیشہ ان ہی کا علاج رہتا اس علالت کے آغاز سے حکیم صاحب موصوف کا علاج معقول پیمانہ پر ہوتا رہا۔ اسطرح تقریباً آٹھ ماہ گزرے پھر بھی صورت افاقہ نظر نہ آئی بالآخر ماہ شوال ۱۳۶۲ھ ہجری بعد طے مشورہ بغرض تبدیلی علاج و آب و ہوا آپ کو بلدہ حیدرآباد لایا گیا۔ آپ کے ہمراہ اہلبیت گرامی سے آپ کے صاحبزادے صاحب قبلہ حضرتہ صاحبزادی صاحبہ قبلہ اور حضرتہ پیرانی ماں قبلہ بلدہ تشریف لائے اور محلّہ کاچی گوڑہ میں جناب مولوی محبوب علی خان صاحب جمعدار نظم جمیعت کے بنگلہ میں مقیم رہے۔

اقرباء و اعزا کے علاوہ دیگر چند مرید و ملازم بھی اسوقت آپ کے ساتھ تھے بلدہ میں حکیم مولوی شعیب اللہ خانصاحب کا علاج رہا جسکا سلسلہ ڈھائی مہینہ

ہونے لگی رفتہ رفتہ ۱۳۶۲ھ ہجری میں مزاج اقدس بعارضہ بخار و درد سرنا ساز ہو گیا نشت و برخاست میں بیحد تکلف پیدا ہو گیا۔ اسی حالت میں آپ نے اعراس شریف کے سالانہ مراسم حسب عملدر آمد سابقہ ادا فرمائے البتہ بوجہ علالت صندل شریف کے ساتھ آپ شرکت نہ فرما سکے۔

اعراس مبارک کے بعد آپ بتاریخ ۲۹ رصفر ۱۳۶۲ھ ہجری آبادی سے بہ احاطہ درگاہ شریف حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ کے کمرہ میں رونق افروز ہوئے۔ اس کے بعد علالت کا سلسلہ بڑھ گیا اطباء کی رائے ہوئی کہ آپ کے پاس صرف خدمت کرنے والے دو تین اشخاص سے زیادہ نہ رہیں اور آپ کو زیادہ گفتگو کرنے کا موقع نہ دیں چنانچہ حضرت اقدس صاحبزادہ صاحب قبلہ کی خاص نگرانی رہی بنظر حزم و احتیاط چند مرید کمرہ مبارک پر متعین کر دئے گئے تا کہ بوقت واحد زیادہ مریدین و معتقدین آپ کی قدم بوسی کا ارادہ نہ کریں اور شور وغل نہ ہو چنانچہ اس بارے میں کامل احتیاط برتی گئی بایں ہمہ ہمیشہ سے زیادہ لوگ کثرت سے اپنے اپنے بچوں کو لاکر بیعت کرواتے نیز دیگر حضرات جوق در جوق حاضر ہو کر داخل سلسلہ ہوتے رہے۔

صغیر سن بچوں کی بیعت کے متعلق اصولاً آپ کو کچھ اصرار رہا مگر ان کے سرپرست بہ عجز و منت اجازت حاصل کرتے ہوئے داخل سلسلہ کروانے لگے۔ اس موقع پر بعض کیا بلکہ اکثر بچوں کو دیکھا گیا (کہ آپ کے ارشاد پر ان

رہا مگر مرض کا ازالہ نہ ہوسکا روز آنہ آپ کی حالت نازک سے نازک تر ہونے لگی
یہاں تک کہ عید الضحیٰ کا زمانہ آیا اور عزم مراجعت فرمائی ہونے لگا
آپ نے اپنے وصال کے دو روز قبل حضرت اقدس صاحبزادہ صاحب
قبلہ کو بعالم تنہائی طلب فرما کر (جس طرح آپ نے اپنے والد ماجد قبلہ قدس سرہ
سے فیض حاصل فرمایا تھا) فیوض معنوی اور رموز معرفت وعلوم سینہ فیضد رجت
معہ (۱۸) ہدایات ونصائح متعلقہ طریقت سے بہرہ ور ومراتب عالیہ سے سرفراز
فرمایا۔

اسکے بعد حضرتہ مقدسہ صاحبزادی صاحبہ مدظلہا کو بغرض تیاری واہتمام
عید الضحیٰ قاضی پیٹھ شریف جانیکا حکم صادر فرمایا گیا۔ صاحبزادی صاحبہ پر آپ کی
زیادہ شفقت تھی (تغیر حالات وکیفیات طبیعت عالی کے پیش نظر حضرتہ ہرگز نہیں
چاہتی تھیں کہ آپ کو اس حالت میں چھوڑ کر سفر کریں چونکہ آپ نے خود ہی عید تک
گھر واپس ہونیکا منشاء ظاہر فرمادیا تھا چنانچہ باتباع حکم پدر محترم حضرتہ بادل
ناخواستہ پُر ملال مراجعت فرمائے قاضی پیٹھ شریف ہوئیں۔ نیز آپ کے بہت
سے جانثار مرید بھی (باوجود اس کے کہ آپ کے مزاج کی حالت نازک تھی)
غفلت ہی غفلت میں رہے کہ چند مریدین کے سوا بقیہ سب کو بغرض ادائی عید
رخصت عطا ہوئی۔

واقعات رحلت: سنا گیا کہ بتاریخ ۸/ ذالحجہ آپ نے حمام کا ارادہ فرمایا تو با

مشورہ اطباء و بنظر مزاج عالی صاحبزادہ صاحب قبلہ بیحد مانع ہوئے مگر (اس میں کچھ خاص مصلحت ہے فرماتے ہوئے) آپ نے حمام فرمایا اسکے بعد رات گزری ۹/ذالحجہ روز سہ شنبہ کی صبح ہوئی تو حالات و کیفیات مزاج عالی میں آناً فاناً تغیر ہوتا گیا فوراً آپ کے داماد حضرت اقدس سید عبدالعلی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے خدمت میں چونکہ آپ بلدہ حیدرآباد میں ہی مقیم تھے مزاج عالی کے اس تغیر کی اطلاع کردی گئی یہ سنکر آں قبلہ فوراً تشریف لائے نیز آپ کے محل اول کے بھائی کے صاحبزادہ حضرت مولوی فضل علی صاحب قبلہ عرف محمد میاں صاحب قبلہ مددگار نظم جمیعت وظیفہ یاب بھی تشریف لائے اور یہ دونوں حضرات آپ کی بالین مبارک کے پاس تشریف فرما ہوگئے۔ اسوقت مولوی محبوب علی خان جمعدار بھی خدمت فیضدرجت میں حاضر تھے۔ موصوف بیان فرماتے ہیں یہ اس روز صبح سے دوپہر تک مدہوشانہ عالم حضور والا پر طاری رہا اس عرصہ میں جب کبھی ہم لوگ آپ کو آواز دتے اور اپنی جانب متوجہ کراتے تو آنکھ مبارک کھول کر (جی فرماتے ہوئے) ہم کو ملاحظہ فرماتے اور ایک منٹ بعد چشم ہائے بارک بند فرمالیتے ہم نے دیکھا کہ اس وقت چشم ہائے مبارک کا رنگ سرخ اور نہایت ہی مخمور ہوگئیں تھیں اور آپ بعالم استغراق محو و متوجہ الی اللہ معلوم ہورہے تھے۔ غرض دن کے ایک بجے بتاریخ ۹/ذالحجہ ۱۳۶۲ ہجری ۱۳۵۲ فصلی روز سہ شنبہ آپ نے اس دار فانی سے (ہم سب غلام و معتقدین کو اپنے صاحبزادہ صاحب کے حوالہ فرماکر) عالم

جاودانی کی جانب منتقل ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ افسوس کی گردون فلک نے ہم پر ایک عجیب و غریب نا قابل تلافی مصیبت ڈھائی بمصداق آپ کے ارشاد مبارک کے کہ

دریغا اے فلک او را از ما جدا کردی
بایماں راست می گویم نہ کوہ غم بجاں کردی
نہ لطف زندگی دارم نہ یارائے شکیبائی
چرا این بے نوا را از ستم اندر زیاں کردی

اس واقعہ کے ساتھ ہی کیفیت مشہور ہوگئی تو جوق در جوق مرید و معتقدین کا ہجوم ہونے لگا اور قاضی پیٹھ شریف و دیگر مقامات پر ذریعہ تار برقی ٹیلیفون و اخباروں میں اطلاع دی گئی اور مولوی سید خواجہ تفضل حسین صاحب کو مطلع کرنے کی غرض (چونکہ موصوف کے ہاں ٹیلیفون نہ تھا) مولوی سید فضل حسین صاحب وکیل کے پاس ہنمکنڈہ کو ذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی گئی اور اطلاع کے ساتھ ہی کیا کہیے کہ اس واقعہ سے وابستگان دامن عالی کے قلوب پر کیا اثر پڑھا ہے۔

شعلہ آتش ہجران تو جاں می سوزد
آپ سے دوری کا آگ کا شعلہ جان کو جلا رہا ہے
وز فراق تو دل پیر و جوان می سوزد
آپ کے فراق (دوری) بوڑھوں اور جوانوں کا دل جل رہا ہے

شرحِ ایں غم چہ نویسم کہ قلم می شکند
(اس غم کی تفصیل کیسے لکھوں کہ قلم بھی ٹوٹ رہا ہے)

وصفِ ایں حال چہ گویم کہ زباں می سوزد
(اس حال کا بیان کیا کہوں کہ زبان جل رہی ہے)

حضرتہ صاحبزادی صاحبہ مدظلہا کی بلدہ سے قاضی پیٹھ شریف مراجعت فرمائی کے بعد حسب ارشاد گرامی حضرتہ پیرانی ماں صاحبہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونیکے خیال سے بلدہ کا ارادہ فرما کر گھر سے نکل چکی تھیں اور اسٹیشن قاضی پیٹھ شریف پہنچ کر حضرتہ مدظلہا گاڑی کے انتظار میں تھیں اطلاع مولوی فضل حُسین صاحب اسٹیشن قاضی پیٹھ پہنچ کر حضرتہ کو یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ حضرت اعلیٰ واقدس قبلہ قاضی پیٹھ شریف تشریف لا رہے ہیں بلدہ سے نکل چکے ہیں۔ لہذا حضرتہ بلدہ کا ارادہ نہ فرمائیں چنانچہ حضرتہ کو سفر سے روک لیا گیا اور وہ دولت خانہ (قاضی پیٹھ شریف) کو واپس ہو چکیں اس کے بعد آپ کو لے کر صاحبزادہ صاحب بلدہ سے قاضی پیٹھ شریف پہنچے اور آبادی والے مکان میں اترے آپ کے ساتھ بلدہ سے بہت لوگ آئے تھے۔

واقعات تدفین: بلدہ سے ذریعہ موٹر آپ کو درگاہ شریف لایا گیا پھر حسب رائے طے شدہ بہ آبادی قاضی پیٹھ شریف دولت خانہ مبارک میں اسی جگہ آپ کو غسل مبارک دیا گیا جہاں آپ کے جد امجد حضرت اقدس و اعلیٰ سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہٗ کو غسل دیا گیا تھا اس کے بعد جمیع مرید و معتقدین کی حضوری

وشرکت کی خاطر موقع دیا جا کر ۱۰ ار ذی الحجہ روز چہار شنبہ (۲) دو بجے تک انتظار کیا گیا پھر اسی روز بوقت عصر تجہیز و تدفین عمل میں آئی۔

آپ کا مزار اقدس (جمع حاضرین و اقرباء و اعزاء کی رائے پر حضرت صاحبزادے صاحب قبلہ کی اجازت سے) آپ کے والد ماجد (حضرت سید شاہ سرور بیابانی قدس سرہٗ) کے مزار مبارک کے بالکل پائیں میں تعمیر پائی ہے۔ عوام کی رائے پر مزار مبارک کی اسی جگہ تعمیر پر (عجاب اللہ بالکل آپ کے اس شعر کے مصداق عمل میں آئی کہ آپ نے اپنے والد ماجد قبلہ کی شان میں لکھا تھا کہ ؎

رجا و آرزو و اُمید خلق از دل بدر کردم

(میں نے اپنے دل سے امید، آرزو اور رجا کی ہر آس کو نکال دیا ہے)

بمیرم پیش دہلیزت ہمیں دارم تمنائے

(میری تمنا تو بس یہی کہ میں تیری دہلیز پر مر جاؤں)

گویا اس طرح مزار شریف کی جگہ انتخاب میں بھی آپ کے تصرف کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔

اگر چہ کہ یہ واقعات عین عید و عطلہ ذی الحجہ کے ایام میں پیش آئے مگر ہزار ہا مریدین و معتقدین و جملہ عزیز و اقرباء حاضر تھے۔

اعلان جانشینی: یوں تو آپ اپنی زندگی میں ہی (اس واقعہ وصال کے کئی سال قبل) صاحبزادہ قبلہ کو آپ نے اپنی خلافت جانشینی درگاہان اقدس کے مابین جماعت اللہ و مشائخین کرام کی حضوری میں عطا فرمائی تھی بریں ہم اصول طریقت

کے موافق آپ کے غسل شریف کے وقت ہی آپ کی جانشینی سجادگی کا اعلان آپ کے صاحبزادہ صاحب (حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی قبلہ قدس سرہٗ کے) نام کردیا گیا تھا لیکن مروجہ طریقت کے پیش نظر بعد از فاتحہ سوم مکرر مراسم سجادگی ادا ہوئے جس میں مشائخین وفقراء کے علاوہ آپ کی برادری کے سب حضرات یعنی آپ کے بھائی صاحبین وغیرہ بھی اس جلسہ سجادگی میں شریک تھے۔

چونکہ آپ کے اکثر و بیشتر مرید دور دراز رہنے والے اس واقع جانکاہ سے بے خبر تھے ان میں بعض تو فاتحہ سوم میں حاضر ہوئے اور بعض چہلم تک حاضر ہوکر اپنی پیر کی زیارت سے مشرف ہوئے اگرچہ ذریعہ ریڈیو وتار برقی وٹیلیفون واخباروں میں بلحاظ مناسبت مقامات آپ کے وصال شریف کی اطلاع شائع کردی گئی تھی مگر پھر بھی دیہات کے رہنے والے مریدین کو بروقت اطلاع نہ مل سکی جس کا ملال ان کے قلوب پر اب تک باقی ہے اور تاحیات رہے گا۔

نہ پنداری کہ شوق یار از دل می رود بیروں　　چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

ارشادات مبارک

نصیحت گوش کن طالب کہ از جاں دوست تر دارند

(سعادت مندی یا نیک بختی کی آرزو رکھنے والے یہ نصیحت سن لے کہ نوجوان لوگ جو نیکی حاصل کرنا چاہتے ہیں)

جوانانِ سعادت مند پند پیر دانا را

بزرگوں اور عقل مند تجربہ کار لوگوں کی نصیحت اور وعظ کو اپنی جان سے زیادہ دوست رکھتے ہیں

ارشاد ۱: آپ فرماتے کہ مذہبا اختلاف عقائد کے جس قدر مسائل ہیں ان کے متعلق تفصیل کے ساتھ احکام شرعی کا حوالہ دیتے ہوئے نیز دیگر مسائل بھی اس میں درج ہیں ایک مدلل کتاب بزبان فارسی (پہلوی) لکھ رہا ہوں جو نہایت ضخیم ہے جسکا نام "الفیصلہ" ہے چنانچہ اس میں جملہ اختلافی مسائل کا فیصلہ کردیا گیا ہے اور اسکے دیکھنے کے بعد پھر کسی اور کتاب کے دیکھنے کی ضرورت نہ رہے گی۔

اسکی طباعت کے متعلق بعض مریدین کی استدعا پر ارشاد عالی ہوا کہ ابھی زیر تکمیل ہے اور میں اس کے عنوان ایسے قائم کیا ہوں کہ میری حیات تک وہ زیر تکمیل رہیگی۔

آپ کے کلام کا مجموعہ (مسودہ) بھی گم تھا سنا گیا کہ الحمد للہ حال حال میں حضرت مقدسہ صاحبزادی صاحبہ مدظلہا کو دستیاب ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب شاید بعد طباعت شائع ہو جائیگا۔

فاتحہ کا کھانا: ارشاد ۲: ایک روز اسی طرح دینی مسائل کی سلسلہ گفتگو میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ بزرگان دین کی نیاز وفاتحہ دہم وچہلم وغیرہ میں اقرباء ودوست احباب وغیرہ کو کھانا کھلوانے میں بڑا ثواب ہے۔

غیر مقلدین کا اس میں اختلاف رہتا ہے۔ بعض تو اس عمل کے قائل ہی نہیں ہوتے اور بعض صرف غرباء ومساکین کو کھلوانیکی حد تک مانتے ہیں

حالانکہ شریعت مقدسہ کی رو سے حضرات علماء ربانیین نے جو مسائل اہل سنت والجماعت نے طے فرمایا ہے اس میں اُمراؤ غربا کی کوئی تخصیص وارد نہیں ہے۔ امیر ومتوسط وغریب ہر طبقہ کے حق میں دعوت دینکے متعلق یکساں حکم ہے۔

سالانہ فاتحہ: ارشاد ۳۷ آپ نے اپنے وصال شریف کے پندرہ' سولہ سال قبل ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ مریدین سے ایک بی بی صاحبہ نے ایصال ثواب وفاتحہ دہم' چہلم وسالانہ سے متعلق مجھ سے دریافت فرمائیں تو میں نے اس عمل کے جواز کے متعلق احکام سمجھا دیا۔ مطمئن ہوچکیں۔

اس واقعہ کے کئی دن بعد ایک روز میں بلدہ میں ہوں ایک صاحب سیکل پر تشریف لائے اور مجھ سے میرا پتہ دریافت فرمانے لگے۔ جب معلوم ہوا کہ قاضی سرکار ورنگل میں ہی ہوں کہنے لگے کہ میری خوشدامن صاحبہ آپ کی مرید ہیں اپنے خاوند کی ہر سال برسی کرتی وفاتحہ دلواتی ہیں میں نے ہر چندان کو منع کیا مگر مانتی نہیں اور یہ فرماتی ہیں کہ میرے پیرومرشد قبلہ نے مجھے اجازت دی ہے اگر اس بارے میں تم کو بحث کرنا مقصود ہوتو اُن حضرت کے پاس جاؤ آج کل بلدہ ہی میں تشریف رکھتے ہیں چنانچہ انھوں نے ہی مجھے آپ کے مقام کا پتہ دیا ہے اس مسئلہ میں آپ سے گفتگو کرنے حاضر ہوا ہوں۔ میں دیوبند کا فارغ التحصیل ہوں اس مسئلہ کو آپ مجھے احادیث صحاح سے سمجھایئے اور مطمئن فرمایئے آپ نے فرمایا میں ان سے دریافت کیا کہ آپ ذی علم ہیں پہلے یہ فرمایئے کہ کیا

احادیث کا انحصار صحاح ستہ پر ہی ہے؟ اگر ایسا ہے تو میں آپ کو صحاح ستہ سے سمجھا دونگا ورنہ میدان وسیع ہے؟

انھوں نے کہا جی نہیں ایسا نہیں ہے تو میں چند معتبر کتب کے نام انھیں نوٹ کروا دیا اور کتب خانہ آصفیہ کا پتہ دیا اور کہا اگر ان کتب کے مطالعہ کے بعد یا ان کا پتہ کتب خانہ آصفیہ میں نہ چلے تو میرے پاس پھر تشریف لایئے میرے کتب خانہ میں موجود ہیں آپ کو بتلا دونگا۔ جس سے آپ کو کافی تشفی ہو جائے گی۔ انھوں نے تیسرے روز میرے پاس آنے کا وعدہ فرمایا مگر اس واقعہ کو گزرے ہوئے عرصہ ہوا پھر وہ میرے پاس تشریف نہیں لائے البتہ ایک دفعہ ان کی خوشدامن صاحبہ قاضی پیٹھ شریف تشریف لائیں تھیں ان سے معلوم ہوا کہ اب ان کے داماد کے وہ اعتراضات باقی نہیں رہے۔

اتباع آئمہ اربعہ ارشاد ۴؎ بہ سلسلہ تذکرہ اتباع آئمہ اربعہ کے متعلق تبدیلی مذہب کے بارے میں ارشاد عالی ہوا کہ ہر شخص کو اپنے آبائی مذہب پر رہنا چاہئے۔ احکام واصول شرعی کے اعتبار سے اہل سنت والجماعت کے پاس مذہب کی تبدیلی اسوقت جائز ہے جبکہ کوئی شخص اپنے سن بلوغ کے قبل اپنے علوم دینی کی ذاتی قابلیت سے (اپنے آباء جس امام کے تابع ہیں اس امام کے اجتہاد میں شرعی معقول اعتراض برآمد کرے جسکی دیگر علماء سے بھی تصدیق ہو جائے تب وہ اپنے بالغ ہونے کے ساتھ ہی فوراً جس امام کی اتباع کرنا چاہے کرسکتا ہے اسکے سوا

عذر شرعی مذہب کی تبدیلی ناجائز ہے۔

اسی سلسلہ میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ نہ کوئی سن بلوغ کے قبل اس قدر علم حاصل کرسکتا ہے اور نہ اعتراض بغرض محال اگر کوئی علم وفضل حاصل بھی کیا تو اجتہاد آئمہ اربعہ میں کوئی شخص کسی قسم کا نقص یا اعتراض برآمد نہیں کرسکتا اور نہ اسمیں کوئی عذر شرعی عاید ہوسکتا؟ بہر حال مسئلہ کی اس نزاکت سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کوئی شخص اپنے آبائی مذہب میں تبدیلی کا مقتدر نہیں ہے (افضل الہدایات کے باب اتباع آئمہ اربعہ میں اسکی صراحت درج ہے (از مولف) رسالہ عقائد وفتاوے اہل سنت والجماعت کے ص ۱۴۰ پر اس مسئلہ کی کافی توضیح موجود ہے کہ اسی پر علماء امت کا اجماع ہے۔

اسی سلسلہ گفتگو میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اب رہا حضرت اقدس واعلیٰ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے مذہب حنفیہ رکھتے ہوئے حضرت امام احمد حنبلؒ کی اتباع فرمائی ہے یہ ایک صورت خاص تھی کہ ایک رات آپ نے عالم کیفیات ومراقبہ میں ملاحظہ فرمایا کہ حضرت امام احمد حنبلؒ خانہ کعبہ میں اپنے مصلے پر متفکر تشریف فرما ہیں تو حضرت اقدس ولایت پناہ رضی اللہ عنہٗ نے استفسار وجہ ملال فرمایا تو حضرت امام ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ صبح فجر کی نماز میں میرے مصلے پر نماز پڑھنے والا کوئی شخص اسوقت دنیا میں باقی نہ رہا یہ سنکر حضرت ولایت پناہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے امام موصوفؒ سے فرمایا کہ آپ فکر نہ فرمائیں صبح فجر کی نماز

میں اپنے مریدین کے ساتھ آپ کے مصلے پر پڑھونگا۔اس ارشاد سے حضرت امام احمد حنبلؒ کو بیحد مسرت ہوئی اور دعا دی چنانچہ جب نماز فجر کا وقت آیا تو آنحضرت ولایت پناہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حاضر شدہ مریدین کے ساتھ طریقہ حنبلیہ پر نماز ادا فرمائی آپ کے اس عمل سے آپ کے صاحبزادہ گان (حضرت اقدس واعلیٰ سید شاہ عبدالوہاب صاحب قبلہ وحضرت سید شاہ عبدالرزاق قبلہ نے) چونکہ اس نماز فجر میں آپ کے ساتھ شریک نہ تھے اپنے سابقہ مذہب میں تبدیلی نہ فرمائی۔

حضرت تقدس مآب پیرانِ پیرؒ کی مذہب میں ایسی تبدیلی ایک خاص کیفیت وہ شان رکھتی ہے جو جائز ہے اور بجز آپ کے دوسروں کے لئے بالکل ناجائز ہے۔

بیعت: ارشاد ۵ ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیعت سے متعلق کہ کیا بیعت کرنا ضروری ہے؟ اگر ضروری ہے تو بیعت کس سے کرنا چاہیئے؟ یہ مسئلہ حضرات علماء معتقدین وصوفیا کرام رحیم اللہ علیہم اجمعین کے روبرو پیش ہوا اور تصفیہ فرمایا گیا کہ بیعت کرنا ضروری ہے۔ کرنا چاہیے مگر ایسے حضرات کے ہاتھ پر کہ جن کا اقتدار لوح محفوظ پر ہو وہ اگر کسی کے بارے میں چاہیں تو ازلی مقدرات کو لوح محفوظ سے محو کروا کر دوسری کتابت کروا سکیں (از مولف) آپ کے اس ارشاد پر آیت کریمہ ولالت کرتی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے یَمْحُو اللّٰهُ مَا یَشَاء

وَیُثْبِتُ عِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ) یعنی مٹاتا ہے جو چاہتا ہے اور رکھتا اسکے پاس ام الکتاب ہے ۔ (پارہ (۱۳) سورہ رعد کی ۳۹ آیت) علیٰ ھٰذا اس بارے میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سورہ جن میں فرماتے ہیں کہ (اطلاع برلوح محفوظ و دیدن نقوش نیز از بعضے اولیاء بتواتر منقول است) یعنی لوح محفوظ کی خبر رکھنا اور اسکی تحریر دیکھنا بعض اولیا اللہ سے بطریق تواتر منقول ہے۔

چنانچہ رسالہ عقائد وفتاوے اہلسنت والجماعت میں ہے کہ ابوشیخ نے کتاب الثواب میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ اَلدُّعَاءُ یَرُدُّ الْقَضَاءَ یعنی حدیث شریف ہے کہ دعا قضاء کو ٹالتی ہے اس اعتبار سے ارشاد گرامی ہے بزرگوں کی دعا کے ایسے تاثرات ہوتے ہیں اللہ پاک لوح محفوظ کی کتابت کو محو فرما کر دوسری کتابت فرماتا ہے۔

پس ایسے ذی مرتبت صاحب تصوف کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہئے۔ غیروں کے ہاتھ پر نہیں چونکہ اس زمانہ میں ایسے حضرات موجود تھے چنانچہ یہی عمل رہا۔ جب زمانہ حضرات علماء و متاخرین وصوفیاء عظام علیھم الرحمۃ کا آیا اور جب ایسی شخصیتیں عنقا ہوگیں تو پھر یہی مسئلہ ان حضرات کے پاس بھی پیش ہوا کہ موجودہ زمانہ میں ایسے اشخاص کا ملنا اور ان کا معلوم کرنا محال ہوگیا ہے تو کیا سلسلہ طریقہ بیعت جاری رہے یا مفقود کیا جائے؟

ان حضرات نے (موجودہ زمانہ کی نزاکت کے پیش نظر) یہ تصفیہ

فرمایا کہ طریقہ بیعت مفقود نہیں جاسکتا بلکہ ضروری ہے۔ البتہ اگر ایسے صاحب دستگاہ بلند مرتبت حضرات نہ مل سکیں تو ایسے حضرات کے ہاتھوں جنھیں خرقہ خلافت عطا ہوا ہو ان خلفاء کے ہاتھ پر بیعت کرنا درست و جائز ہوسکتا ہے یعنی جن کا اقتدار لوح محفوظ پر تھا۔ ان کے خلفاء کے یا ان خلفاء کے خلافت دیئے ہوئے حضرات کے جس قدر مرید ہونگے ان ساروں کی ذمہ داری انھیں صاحب اقتدار حضرات پر رہیگی گویا خلفاء کے ہاتھ پر بیعت کرنا فی الحقیقت ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے۔ جنھوں نے انھیں خلافت سے سرفراز فرمایا ہے۔ فیض معنوی بھی برابر ایسا ہی ہوگا جیسا کہ اصل ذات سے ہوتا ہے (از مولوف) مجموعہ مواعظ الملقب بہ ملفوظ کبیر حصہ دوم مجلس وعظ منعقد بتاریخ ۱۲؍ رجب ۵۴۵ھ ھجری یوم جمعہ بوقت صبح خانقاہ شریف میں حضرت اعلیٰ ہوا قدس ولایت جاہ پیران پیر حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے بھی بحوالہ حدیث شریف جو ارشاد فرمایا ہے اسکا ترجمہ یہ ہے کہ ''جناب حضور اکرم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص بحالت جہالت خدا کی عبادت کرتا ہے اسکا فساد بہ نسبت اس کی اصلاح کے زیادہ ہوتا ہے۔ جب تک تو کتاب وسنت کی اتباع نہ کرے گا تجھے فلاح نہ ملے گی۔ بعض صوفیائے کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ یہ تحقیق انھوں نے فرمایا کہ جس کا کوئی پیر نہ ہوگا اس کا پیر شیطان ہے۔ تو ایسے مشائخ کی پیروی کر جو کتاب وسنت کے عالم اور ان پر عمل کرنے والے ہیں۔ ان کے بارے میں

حسن ظن رکھو اور ان سے علم سیکھ ان کے روبرو اد ب سے پیش آ فلاح پائیگا۔ جب تک تو کتاب وسنت ومشائخ عارفین کتاب وسنت کی پیروی نہ کریگا کبھی فلاح نہ ملے گی۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے نفس کو اولاً اصلاح کر پھر اپنے اہل وعیال کی نیز ارشاد ہے کہ غیر کو صدقہ دینے میں ثواب نہیں جبکہ تیرے قرابت دار محتاج ہوں۔

نیز مجموعہ مواعظ ملفوظ کبیر جلد دوم ۱۴۹، ۱۵۰ میں اس آیت کریمہ اِنَّ الذین یبایعُونكَ اِنَّما یُبایعُون اللہ یَدُاللہ فوقَ اَیدِیھم (الخ) کے حوالہ سے بیعت کے ضروری ہونے کے متعلق حضور سیدنا غوث پاک نے وعظ فرمایا ہے،

فاتحہ: ارشاد کے برسبیل تذکرہ استفسار پر فاتحہ سوم ودہم وچہلم وسالانہ وشعبان کی عید وغیرہ سے متعلق ارشاد عالی ہوا کہ آیات کریمہ واحادیث شریف سے یہ ثابت ہے کہ مومنین کے انتقال کے بعد ان کی روحیں واقعہ تجہیز وتدفین کے تیسرے دن دسویں دن وبیسویں دن وچالیسویں دن پھر اسکے چھ ماہ بعد ہر سال اسی تاریخ پر اور شعبان کی عید یعنی شب برأت وعید الضحیٰ وغیرہ کے موقع پر اپنے گھر لوٹائی جاتی ہیں۔

احادیث طیبہ سے یہ ثابت ... جب ارواحین اپنے گھر آتی ہیں تو

انھیں ایصال ثواب کیا جائے اور پھر ارشادات رسول اکرم ﷺ سے یہ ظاہر ہے کہ بہترین طریقہ ایصال ثواب لوگوں کو کھانا کھلانا ہے پس ان احکام کے پیش نظر ہی علماء متقدمین ومتاخرین نے سوم ودہم وچہلم وبرسی وشعبان (شب برأت) وعید الضحیٰ کی شب کھانا وغیرہ پکوا کر اپنے اپنے عزیز واقرباء مرحومین کے ارواح پاک کو ایصال ثواب کرنیکے طریقہ کو رواج دیا ہے جو نہایت ہی مستحسن ہے۔

(از مولف) ایک روز کا واقعہ ہے کہ مولوی فضل رسول خان صاحب کے داماد (جیون خان صاحب کے بیٹے) دہم وچہلم کے متعلق آپ سے استفسار فرمانے پر ارشاد عالی ہوا کہ ایک حدیث شریف میں یہ بتلایا گیا ہے انتقال کے تیسرے ودسویں وبیسویں ومہینہ وچالیس روز کے بعد پھر چھ ماہ بعد پھر ہر سال ارواحین اپنے گھر لوٹائی جاتی ہیں اور دوسری حدیث شریف ہے کہ ارواحین جب گھر آتی ہیں تو ایصال ثواب کیا جائے اور بہترین طریقہ ایصال ثواب لوگوں کو کھانا کھلانا ہے۔ چنانچہ رسالہ ''نتیجہ'' جس کو مولوی احمد رضاء خان صاحب بریلویؒ نے لکھا ہے اس میں یہ احادیث درج ہیں (اس موقع پر میں بھی حاضر تھا) اس واقعہ کے قبل بھی ہم سے چند احباب آپ سے اسبارے میں تشفی چاہ رہے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ عرض کیا گیا کہ حسب ارشاد گرامی ان احکام کا دل سے یقین تو ہے مگر بعض دفعہ غیر مقلدین سے اس بارے میں گفتگو کا موقع آتا ہے تو ان احکام شریعت وآیات کریمہ واحادیث کے پیش کرنے وحوالہ دینے کی

ضرورت پڑتی ہے۔اس لئے آیات کریمہ واحادیث پاک وغیرہ کا حوالہ سرفراز فرمایا جائے تو نوٹ کرنے کا خیال ہے کوئی ایسی کتاب کا حوالہ عنایت ہو جس میں احکام کا مجموعہ ہمیں مل جائے اس معروضہ کی سماعت کے بعد ارشاد ہوا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی لکھی ہوئی ایک کتاب جس کا نام تجہ تیجا ہے منگوالی جائے مولوی صاحب موصوف نے اس میں ان تمام احکام کو جمع فرمایا ہے جو فاتحہ وایصال ثواب وسوم ودہم وچہلم وغیرہ سے متعلق ہیں اور اسکے ساتھ ہی یہ ارشاد بھی ہوا کہ شاید وہ اس زمانہ میں آپ کو ملے گی بھی؟ کہ اسکو طبع ہو کر عرصہ ہو گیا اور وہ بک بھی گئی ہوگی۔چنانچہ ہم نے ہر چند تلاش کروائی مگر نہ ملی ایک دفعہ حاضر خدمت اقدس ہو کر وہ کتاب نہ ملنے کا تذکرہ کیا گیا تو ارشاد ہوا کہ میں نے اپنی تصنیف ''الفیصلہ'' میں ان تمام احکام کو نہایت ہی مدلل طریقہ پر لکھا ہے۔جب طبع ہو جائے گی تو آپ حضرات اس سے مطمئن ہو جائینگے۔تردد کی چنداں ضرورت نہیں۔

آپ کے وصال شریف کے بعد الفیصلہ کا پتہ ہی نہ چل سکا اور وہ گم ہو گئی۔البتہ فاتحہ سوم ودہم وچہلم وغیرہ سے متعلق رسالہ افضل الہدایات کے (جو محض آپ کے ارشاد کی توثیق میں بحوالہ شرعی احکام مرتب کی گئی ہے) باب ایصال ثواب میں تفصیلی احکام وحوالہ جات درج کر دیئے جا چکے ہیں۔

آپ موضع (غوث آباد) گرلہ ویڑ سے موضع نین پاک (مری کنڈہ)

تشریف لا رہے تھے سواری اقدس میں بیل گاڑی تھی ساتھ میں تھا جب گاڑی مری کنڈہ کے چاوڑی کے پاس آئی تو وہاں ایک نہایت ہی بلند جھنڈا استادہ تھا آپ نے اسکو ملاحظہ فرما کر دریافت فرمایا کہ یہ کیا جھنڈا ہے میں عرض کیا کہ یہ دسہرہ کے دن سال بہ سال چڑھایا جاتا ہے مگر آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مسئلہ یاد رکھئے کہ دسہرہ کے جھنڈوں کے روبرو لوگ مرغ و بکرے ذبح کر کے کھاتے ہیں اگر چہ کہ بوقت ذبح اللہ پاک کا نام لیا جاتا ہے چونکہ یہاں (یعنی اس عمل میں) نیت ذبح کرنے و کروانیکی فاسد ہوتی ہے اسطرح ذبح کئے ہوئے جانوروں کا گوشت کھانا ناجائز و ناقابل استعمال ہے مجھے ارشاد ہوا کہ آپ ان حضرات سے فرما دیجئے جن کو ایسے ذبح شدہ جانوروں کے گوشت استعمال کرنیکا موقع ملتا ہے۔ چنانچہ میں نے حسب ارشاد گرامی اپنے اقرباء سے جنھیں ایسے مواقع حاصل ہیں اسکا تذکرہ کر دیا۔

(از مولف) بعض دیہات میں (چونکہ اہل ہنود اپنے کھیتوں وغیرہ کی کٹوائی کے آغاز پر (در فصل کے وقت) حسب حیثیت پوجا کر کے مرغ و بکرا کاٹتے ہیں۔ اسی رواج کے موافق دیہاتی مسلمان زراعت پیشہ حضرات مرغ وغیرہ اس موقع پر (بجائے پوجا کے) ذبح کرتے وکھاتے ہیں ارشاد عالی کے موافق اس عمل میں بھی وہی نیت فاسدہ کارفرما ہے لہذا اس قسم کے ذبح شدہ جانوروں کا گوشت بھی یقیناً ناجائز ہے۔ اجتناب ضروری ہے چنانچہ رسالہ افضل

الھدایات میں بضمن مسئلہ مَآ اُھِلَّ بِهٖ بِغَیْرِ اللّٰهِ اس قسم کے ذبیحہ کی صراحت کردی جاچکی ہے۔

ارشاد ۷ اس معروضہ پر کہ فاتحہ کی ادائی کے وقت دیگوں وغیرہ کے سرپوش نکالنے پر اکثر لوگوں کا اعتراض ہوتا ہے پہلے کے لوگ سرپوش نکال کر فاتحہ دلواتے ہوئے دیکھنے میں آیا اس میں مستحسن طریقہ کیا ہے؟ ارشاد عالی ہوا کہ عام طریقہ سے کسی کے پاس تحائف پیش ہوتے وقت اصولاً اس کا سرپوش نکال دیا جاتا ہے بالخصوص صاحب احترام ہستیوں کی جناب میں نیاز مندانہ تحائف ونذرانہ وغیرہ پیش ہوتے وقت ان اشیاء پر سے (جو پیش کیے جاتے ہیں) سرپوش نکالنا ہی مستحسن طریقہ ہے نیز بوقت فاتحہ توجہات ارواحین کرام وتلاوت آیات کریمہ سے جو خیر وبرکت وفضائل کا نزول ہوتا ہے اس میں سرایت کرنا بھی مقصود ہوتا ہے چنانچہ اسی نکتہ نظر سے اگلے زمانہ کے علماء نے اس کا رواج دیا ہے۔

ارشاد ۸ بعض دفعہ منت ومراد واستمداد وغیرہ کے متعلق بزرگان دین کے تذکرات میں آپ نے فرمایا کہ بیعت حاصل کرنیکے بعد مرید ومرشد کی نسبت (بلحاظ روحانیت) بالکل اولاد ووالدین کی سی ہوجاتی ہے اور یہ نسبت مرید کی اپنے پیر سے جس قدر قوی وگہری ہوا اتنا ہی فیض نصیب ہوتا ہے۔ دینی ودنیوی معاملات میں بھی مرشد کی دستگیری شامل حال رہتی ہے کس ضرورت پر منت ومراد واستمداد (بلا توسط مرشد) دیگر بزرگان دین سے طلب کرنا درست نہیں ہے۔

ارشاد ۹ آپ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ ایام عشرہ شریف میں (بماہ محرم) جس قدر تکلف سے غذائی اہتمام کیا جائے اس قدر خیر و برکت منجانب اللہ ہوتی ہے اور وہ اس کمال درجہ ہوتی ہے کہ بہت ممکن ہے جناب باریتعالیٰ اس قسم کی پُرتکلف غذائیں انھیں تمام سال عطا فرمائے۔

بزرگان دین کی اتباع: ارشاد ۱۰ ایک روز اسی طرح دینی مسائل کے سلسلہ گفتگو میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ ہمارے مذہبی علماء (جن کے طئے فرمودہ مسائل جن پر ہمارے مذہب وعقیدت کا انحصار) ان کے تصانیف میں فی زمانہ علماء غیر مقلدین کا تصرف (اختلافی مسائل میں) بالکل ہو چکا ہے اسلئے ایسے کتب کا مطالعہ بھی نامناسب ہے اسلئے کہ ان سے عقائد باطلہ پیدا ہونے کا احتمال ہے احتراز ضروری ہے۔

اگر تم اپنا ایمان دنیا سے سلامت لیجانا چاہتے ہو تو اپنے بزرگان کرام کی پوری پوری اتباع کرو اور ہر مسئلہ میں عمل سے متعلق ان کے نقش قدم پر چلو یہی صورت موجب نجات دارین ہے اور بس۔

(از مولف) ابتدائی زمانہ سے اب تک ہم نے یہی سنا دیکھا کہ جملہ وابستہ گان آستانہ بیابانی کی عقیدت اسی ارشاد مبارک کے موافق رہی یعنے جن عقائد و اعمال پر ہم سب برادران طریقت گامزن ہیں وبالکلیہ اقوال و اعمال حضرات پیران کبار رحیم اللہ علیھم کی اتباع پر منحصر ہے۔

ان امور پر ہم نے خود اپنی آنکھوں سے ان حضرات کو عمل فرماتے اور معتقدین و مریدین کو یہی عمل کرنے کی نسبت ارشاد فرماتے ہوئے سنا بعض دفعہ کبھی کسی کی جانب سے اسبارہ میں ہم کو ٹوکا جاتا یا کبھی معاندین کی جانب سے کچھ اعتراض ہوتا تو ہم حضرات کی خدمت فیضد رجت میں حاضر ہو کر اُس کے متعلق عرض کرتے اور تشفی بخش جواب پاتے جس سے سارے قلبی وساوس ہٹ جاتے اور نہایت ہی طمانیت خاطر کے ساتھ اپنی عقیدت صحیحہ (صراط مستقیم پر قائم رہتے) چونکہ حضرات کرام کی رحلت کی وجہ خود ہمارے لئے اب وہ (سہولت بخش) زمانہ باقی نہ رہا تو بھلا ہمارے بچوں وہ ہونے والی نسل کی نسبت کیا کہا جائے کہ وہ نہ تو ان حضرات کو اور نہ ان کے طرز عمل کو انھوں نے دیکھا اور نہ ارشادات سن سکے اس لئے اب یہ امر ضروری ہو چکا کہ ان مقدس ہستیوں کے رائج و جائز تصور فرمودہ عقائد کے متعلق اپنے واپنے بچوں کے لئے تحفظ عقائد صحیحہ کی خاطر صراط مستقیم کا ایک لائحہ عمل (آیات کریمہ واحادیث صحیحہ کے حوالے سے علماء ربانین وصوفیاء عظام دین متین کے طے فرمودہ مسائل واحکام جمع کئے جاکر ان ارشادات مبارک کے سلسلہ میں ہی موسوم بہ) افضل الھدایات بحزم احتیاط مرتب ہو جو کیا گیا جس کا مطالعہ بالخصوص سلسلہ عالیہ بیابانی سے واسطہ رکھنے والے حضرات کے حق میں (اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کے مطمع نظر) بیحد ضروری ہوگا نیز بالعموم دیگر عقائد صحیحہ کے متلاشی احباب کے لئے یہی

زیادہ مفید وسود مند ثابت ہوگا۔

وَمَا عَلَینا اِلَّا البلاغ وآخر دَعوٰنا اَنِ الحمد لِلّٰہِ رب العالمین

حضرت اعلیٰ واقدس
افضل ثانی بیابانی قدس سرہٗ
کی دستگیریاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری

بدرگاہش بیاؤ ہر چہ می خواہی تمنا کن

۱ حضرت مولوی سید زین العابدین عرف پاشاہ میاں صاحب قبلہ
بڑی صاحبزادی ایک دفعہ سخت علیل ہو گئیں تھیں دواخانہ سکندر آباد میں کئی
علاج کروایا گیا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا بلکہ مرض بڑھتا ہی گیا حتیٰ کہ ڈاکٹروں
ناقابل علاج تصور کرکے دواخانہ سے خارج کر دیا۔ پاشاہ میاں صاحب
فرزند مولوی سید افضل الدین صاحب فرماتے ہیں کہ اسوقت مریضہ کی اتنی نازک
حالت ہو گئی تھی کہ دواخانہ سے چادر میں لٹا کر چار آدمی پکڑے ہوئے اسٹیشن
پر لائے اور گاڑی میں سوار کئے اور وہاں سے راست درگاہ شریف قاضی پیٹھ
لائے اور اپنے گرلہ ویٹر والے گھر میں ٹھہرے اور بابا حضرت قبلہ آپ کی خدمت
اقدس میں حاضر ہو کر تفصیلی حالات عرض کر دئے یہ سنکر آپ نے ارشاد فرمایا
پاشاہ میاں صاحب آپ کی بچی اچھی ہو جائیگی آپ کو پریشان نہ ہونا چاہئے
دنیوی ڈاکٹر مایوسی ظاہر کئے ہیں مگر ہم کو معنوی ڈاکٹروں سے صحت حاصل ہو
توقع رکھنی چاہئے۔

بابا حضرت کو اسوقت اطمینان ہو گیا اور جو پریشانی تھی دور ہو گئی مگر قا
پیٹھ شریف آنے کے بعد بھی کوئی آثار صحت نظر نہ آنے لگے۔ بابا حضرت روز

خدمت اقدس میں تشریف لیجاتے اور روزمرہ کی کیفیت علالت سنا کر ایک دفعہ قدم رنجہ فرما کر مریضہ کو دیکھنے کی نسبت آپ سے استدعا کرتے مگر آپ ہر روز کسی نہ کسی عذر سے ٹال دیتے جسکی وجہ بابا اور پریشان ہونے لگے بحسن اتفاق ان ایام میں کسی کو بیعت کرنے کیلئے ہمارے مکان کے بازو محمد یعقوب صاحب والے مکان میں آپ تشریف لائے واپسی میں بابا حضرت و والدہ صاحبہ مریضہ کو لاکر آپ کے روبرو لٹا دیئے۔ جوں ہی آپ کی نظر مریضہ پر پڑی فرمائے ''پاشاہ میاں صاحب آپ بچی کو مجھے دکھا ہی دیئے۔

میں دادا حضرت قبلہ سے ہٹ باندھے بیٹھا تھا کہ مریضہ صحت یاب ہوکر خود چلتی ہوئی میرے پاس نہ آئے اسوقت تک میں اسکو نہ دیکھونگا'' اسکے بعد آپ بچی کے سر پر دست مبارک رکھے اور دعائیں دے کر صحت عاجلہ کے تعلق سے دِلاسا و تشفی دیتے ہوئے مراجعت فرمائے اسی روز سے مرض کا اِزالہ ہونے لگا اور بہت قلیل عرصہ میں صحت کاملہ حاصل ہوگئی اس کے بعد کئی سال وہ بچی زندہ رہی۔

۲ بمقام قاضی پیٹھ شریف مولوی سید قادر حُسینی صاحب کے مکان میں بعارضہ زچگی سخت علیل ہوگئی تھیں۔ اسوقت یہ لوگ درگاہ شریف کے احاطہ سے نکل کر آبادی قاضی پیٹھ میں ایک مکان کرایہ پر لیکر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان کی خوشدامن صاحبہ فرماتی ہیں کہ زچگی ہونے کے چند روز بعد ایک دفعہ بچی کی حالت بگڑی اور خطرناک کیفیات رونما ہونے لگے اور بظاہر کچھ توقعات نظر نہ آتے تھے

حتیٰ کے تنفس بھی پیدا ہو گیا تھا۔ ہم سب پریشان تھے اور آپ کو اس حالت کی اطلاع کرنا چاہتے تھے کہ (اچانک ہمارے ٹھہرے ہوئے گھر میں) آپ خود بخود رونق افروز ہوئے۔ آپ کا تشریف لانا ہی تھا کہ میں قدم اقدس پکڑ کر بے خستہ آہ و زاری کرتے ہوئے عرض حال کرنے لگی آپ مجھے تشفی دیتے ہوئے اٹھائے میں اٹھ کر بیٹھ گئی دیکھتی کیا ہوں کہ آپ کے چہرہ و چشم ہائے مبارک کا رنگ بالکل سرخ ہو گیا ہے کیفیت کچھ اور ہے بار بار اوپر کی جانب نظر فرماتے ہوئے الٰھی الٰھی فرما رہے ہیں۔ اور میں آپ کے روبرو بیٹھے ہوئے رو رہی ہوں تقریباً (۱۰) منٹ اس عالم میں گزرے تھے کہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ "اماں مت رو" جاؤ بچی کی خبر لو تمھاری بچی اچھی ہو گئی اب کوئی فکر کی بات نہیں حسب ارشاد گرامی میں اجازت لیکر کمرہ میں بچی کے پاس گئی دیکھی کہ ہوش آ گیا ہے تنفس مطلقاً کم ہو گیا اور مجھے دیکھ کر بات کرنے اور اپنے مزاج کی کیفیت بیان کرنے لگی اور دو تین روز میں مزاج بالکل سنبھل گیا صحت کاملہ نصیب ہوئی۔

۳۔ ایک دفعہ میں گھر سے ہمکنٹہ آیا میں آتے وقت ...... کو کچھ بخار آ رہا تھا میرے یہاں آنیکے ایک ہفتہ بعد والد صاحب قبلہ کا خط آیا کہ حالات بے حد خطرناک ہیں فوراً چلے آؤ میں سخت پریشان ہوا۔ گھر سے اس ارادے کے ساتھ نکلا کہ پہلے اپنے دفتر جا کر اجازت حاصل کرلوں پھر اسٹیشن قاضی پیٹھ چلا جاؤں چنانچہ آبادی پار ہو کر تالاب بالا سمندر کے شکم میں پیدل راستے سے جا رہا تھا

کہ آپ قاضی پیٹھ شریف سے بنڈی میں ہنمکنڈہ رونق افروز ہو رہے تھے میں دیکھتے ہی فوراً خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور واقعات علالت کی تفصیل عرض کیا۔ سنکر آپ ارشاد فرمائے کہ کیا آپ درگاہ شریف جائینگے؟

میں نے عرض کیا کہ مجھے دفتر جاکر اجازت حاصل کرنے تک گاڑی کا وقت قریب آجائے گا۔ درگاہ شریف جانا نہ ہو سکے گا اسکے بعد کچھ دیر گفتگو رہی مکرر درگاہ شریف جانے کے لئے کِنایتاً فرمایا گیا اُس موقع پر بھی میں نے درگاہ شریف جانا نہ ہوسکنے کی نسبت عرض کیا پھر سلسلہ ارشاد جاری رہا مکرر ارشاد ہوا کہ آپ تو درگاہ شریف جائینگے نا؟ یہ سنکر مجھے خیال ہوا کہ (درگاہ شریف جانا ضروری تصور فرمایا جارہا ہے) فوراً میں عرض کیا کہ میں درگاہ شریف جاؤں؟ یہ سُن کر آپ کا ارشاد ہوا کہ ہاں میاں بیوی بچوں کا معاملہ بڑا نازک ہوتا ہے تم درگاہ شریف ضرور جاؤ وہاں اپنے حالات عرض کر کے گھر جاؤ۔ دستگیری بزرگان کرام شامل حال ہوجائیگی گھبرانے اور پریشان ہونیکی کوئی بات نہیں ہے۔ اسی وقت آپ سے اجازت لیکر دفتر آیا اور اجازت حاصل کیا پھر درگاہ شریف حاضر ہوکر ارشاد عالی کے تکمیل کے بعد اسٹیشن قاضی پیٹھ آیا گاڑی پلاٹ فارم پر آچکی تھی وہاں سے روانہ ہوکر گھر پہنچا دیکھا کہ حالات بالکل اچھے ہیں طبیعت سنبھل گئی ہے اور روبہ صحت ہے۔

والد صاحب نے فرمایا کہ جس روز خط لکھا گیا تھا بالکل نازک و آخری

سانسیں معلوم ہو رہی تھیں پیٹ پھول گیا تھا تنفس جاری ہوا ساری آبادی کے لوگ مرد عورت چھوٹے بڑے یہ خبر سنکر جمع ہو گئے تھے اور سب کو مایوسی ہو گئی تھی اس عالم میں بزرگوں کا کرم و ان کی دستگیری شامل حال ہو گئی آناً فاناً آثار صحت پیدا ہو گئے مریضہ کہنے لگیں کہ اس کیفیت غشی اور بے ہوشی میں انھوں نے یہ دیکھا کہ وہ ایک غار میں پڑی ہوئی ہیں اور اپنے دونوں بچوں کے بلک بلک کر رونے کی آواز آرہی ہے اور وہ اپنے بچوں کے اسطرح رونے سے بیحد پریشان ہو رہی ہیں اس اثنا میں کیا دیکھتی ہیں کہ ان کے پاس دو اشخاص آئے جنھیں دیکھ کر یہ گھبرانے لگیں اور اس عالم پریشانی میں آپ کو یاد کرتے ہوئے چوطرف دیکھنے لگیں کہ معاً آپ ان کے سرہانے کھڑے ہوئے نظر آئے اور ان آئے ہوئے اشخاص سے مخاطب ہو کر کچھ فرمانے لگے (کیا فرمایا یاد نہیں ہے) غرض ارشاد عالی سنتے ہی وہ دونوں واپس ہو گئے اور آپ نے مریضہ سے فرمایا کہ ”اماں تم گھبراؤ مت“ ہم تمھارے ساتھ ہیں جو آئے تھے وہ عزرائیل وغیرہ تھے تمھارے بچوں کے رونے اور تم پریشان ہونے کی وجہ انھیں واپس کر دیا گیا (از مولف) سبحان اللہ آپ کی یاد پر بفضل الٰہی آپ نے اسطرح دستگیری فرمائی۔ جیسا کہ یہ شعر آپ ہی کی شان میں ہے۔

زِ وردِ نام پاک تو مقاصد می شوند حاصل ۔۔۔ کہ مثل اعظم دادش حق تاثیر روحانی

اتنے میں انھیں ہوش آگیا۔ آنکھ کھلی دیکھیں کہ وہ اپنے گھر میں پلنگ پر لیٹی

پڑیں ہیں اور اطراف لوگ پریشان کھڑے ہوئے ہیں اور ہر ایک ان کو بغور دیکھ رہا ہے پھر تو یہ بات کرنے لگیں اور حالت سنبھل گئی آثار صحت پیدا ہوگئے۔

۴ جناب کریم بیگ صاحب جمعدار خفیہ پولیس علاقہ سکندرآبادیوں فرماتے ہیں کہ میرے مکان میں ایک دفعہ حاملہ تھیں ایام حمل میں بعض بعض وقت ان کے پیٹ میں اس شدت کا درد ہوتا تھا کہ برداشت نہ ہوسکتی تھی بہت سارے علاج ہوئے مگر کسی طرح کا افاقہ نہ ہوا اس اثناء میں آپ بلدہ تشریف لائے میں فوراً خدمت اقدس میں حاضر ہوکر اپنی پریشانی کے تفصیلات عرض کیا آپ سماعت فرماتے رہے اس کے بعد آپ غریب خانہ تشریف لائے۔ میرے مکان والے آپ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئیں آپ نے مریضہ کی حالت ملاحظہ فرمائی اور (رحم مادر میں کی بچی سے مخاطب ہوکر) ارشاد ہوا کیوں بی بی تم اپنی والدہ کو تکلیف دیتی ہو ایسا نہ چاہئے بُری بات ہے سعادت مند اولاد اپنے والدین کو تکلیف نہیں دیتی اس کے بعد مجھ سے ارشاد ہوا کہ جمعدار صاحب آپ کو لڑکی تولد ہوگئی اور بڑی پاک روح کی ہے آپ اپنے مکان میں تاکید فرمائیے کہ زیادہ دیر کسی بدبودار وغلیظ مقام پر ٹھرے نہ رہیں پھر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایسی تکلیف نہ ہوگی۔ بزرگوں کی دستگیری شامل حال رہیگی پھر آپ کی مراجعت فرمائی عمل میں آئی سنا گیا کہ ان کے مکان میں ایک بدبودار نالی تھی وہ بیوی صاحبہ کبھی کبھی اس کو صاف کرتی تھیں آپ کی اس ہدایت پر کہ زیادہ دیر کسی بدبودار مقام پر نہ ٹھریں غور

کیا گیا تو ثابت ہوا کہ واقعی وہ جس روز نالی صاف کرتی تھیں تو درد پیدا ہوتا اور تکلیف ہوتی اس کے بعد وہ نالی صاف کرنا ترک کردیں جمعدار صاحب فرماتے ہیں کہ اس واقع وعمل کے بعد وضع حمل تک کبھی درد نہ ہوا اور لڑکی تولد ہوئی

اولیاء راہست قدرت ازالہ تیر جستہ باز گردانند زراہ

نوٹ: بزرگان مقتدر جو چاہتے ہیں وہ فضل الٰھی سے ہوجاتا ہے مگر ہم یہاں اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ معروضہ اس طرز انداز سے پیش ہو کہ ان حضرات کی مرضی اسپر آجائے (فہوالمراد)

۵ جناب اکبر علی خان صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے ایک زمانہ سے پیر کامل کی تلاش رہی حالیہ زمانہ کے مشائخین حضرات سے کسی پر اعتماد نہ تھا اور بار بار اس مسئلہ پر غور کرتا کیا کیا جائے بالآخر قصیدہ غوثیہ کا وظیفہ شروع کیا۔

ذات تقدس مآب۔۔۔۔۔۔سے ملتجی رہا۔ میں ان کے ہاتھ بیعت کرسکوں جو فی زمانہ شان غوثیت رکھتے ہوں اور پھر میں ان کی خدمت میں حاضر نہ ہونگا۔ بلکہ وہ میرے پاس قدم رنجہ فرماکر مشرف بہ بیعت فرمائیں۔ چنانچہ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ آپ وآپ کے بھائی محی الدین پاشاہ صاحب متجلی ہیں اسوقت تک میں آپ سے ناواقف تھا کبھی آپ کو دیکھا بھی نہ تھا اور حضرت محی الدین پاشاہ صاحب کو ہی سجادہ درگاہ قاضی پیٹھ شریف سمجھتا تھا۔ غرض خواب یہ دیکھا کہ حضرت محی الدین پاشاہ صاحب قبلہ آپ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے مجھ سے فرما رہے ہیں کہ خان صاحب آپ کے مرید ہوجایئے تو اپنے دلی مقاصد

پالوگے۔ آنکھ کھلی غور کیا جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ ذات اقدس کون ہے ۔
کہاں رہتے ہونگے مشائخین حیدرآباد میں کوئی ایسی وجاہت نہیں رکھتے غور کرتا رہا
اسکے چند دن بعد میرے گھر کے بازو ایک صاحب اپنے گھر میں کچھ تقریب
منا رہے تھے اور مجھے بھی انھوں نے مدعو فرمایا تھا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت
سجادہ صاحب قبلہ قاضی پیٹھ شریف کی تشریف آوری ہوگی اور ان کے گھر میں کوئی
صاحب بیعت بھی حاصل کرنے والے ہیں ۔ میں نے پوچھا محی الدین پاشاہ
صاحب قبلہ سجادہ ہے نا اور یہ دعوت بھی شائد انھیں کی ہے تو انھوں نے فرمایا جی نہیں
حضرت محی الدین پاشاہ صاحب قبلہ تو سجادہ صاحب قبلہ کے بھائی ہیں اور سجادہ
صاحب قبلہ اور ہیں یہ سنکر مجھے بے حد حیرت ہوئی اور تشریف آوری کا منظر رہا۔
جب رونق افروزی ہوئی تو دیکھا کہ بالکل آپ وہی ہیں جنھیں خواب میں دیکھا تھا۔
اور لباس مبارک بھی یہی تھا چنانچہ اسی سلسلہ میں میں داخل سلسلہ ہوا سبحان اللہ بحمدہٖ

۲ میر روشن علی صاحب (فوجی سپاہی) جو آپ کے والد بزرگوار قدس
سرہٗ کے مرید تھے۔ اپنے پیرو مرشد قبلہ کے وصال شریف کے بعد کچھ مدت انھوں
نے اپنے پیرو مرشد قبلہ قدس سرہٗ کی درگاہ کی مجاوری کی اسکے بعد معہ زنانہ دکن سے
ہجرت کر کے مدینہ طیبہ روانہ ہوئے اور وہاں ان کا سات سال قیام رہا اسکے بعد کسی
خواب کی بناء پر اپنے پیر کی زیارت و آپ کی قدم بوسی کے ارادہ سے پھر معہ زنانہ
دکن واپس ہوئے۔ انکی واپسی کا ایک قصہ قابل تذکرہ ہے۔ میر صاحب نے فرمایا
کہ ممبئی سے حیدرآباد آتے ہوئے جب گاڑی اسٹیشن سے روانہ ہوئی تو مجھے خیال ہوا

کہ نہ معلوم بڑے حضرت میاں یعنی آپ قاضی پیٹھ شریف میں تشریف فرما ہیں یا بلدہ میں۔ اگر بلدہ میں ہیں اور میں قاضی پیٹھ شریف چلا جاؤں تو آپکی قدم بوسی نہ ہوسکیگی اور بلدہ میں ہونگے تو کہاں ہونگے یہی تصور رہا کہ میں آپ کے پتہ سے کس طرح واقف ہوسکونگا۔ وقار آباد اسٹیشن پر جب گاڑی آئی اور ٹھری تو میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ بڑے حضرت میاں پلاٹ فارم پر سے کسی ڈبہ کی طرف تشریف لیجارہے ہیں میں فوراً اپنے ڈبہ سے اتر پڑا اور آپ کی قدم بوسی سے مشرف ہوا آپ نے فرمایا کہ میر صاحب میں اسی گاڑی میں آپ کے ساتھ بلدہ چل رہا ہوں (سفر سے واپس ہو رہا ہوں) آجکل بلدہ میں مقیم ہوں میرا قیام نواب افضل خان صاحب تعلقدار مرحوم کے مکان پر ہے اس لئے تم نامپلی اتر کر معہ زنانہ راست وہاں آجاؤ۔ وہیں تفصیل سے بات چیت ہوگی اتنے میں گاڑی مارچ ہونیکا وقت بھی ہوگیا۔ آپ آگے بڑھے اور میں اپنے ڈبہ میں بیٹھ گیا۔ جب نامپلی اسٹیشن پر اترا اور معہ زنانہ حسب ارشاد گرامی کاچی گوڑہ نواب افضل خان صاحب کے بنگلہ پر پہنچا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ آپ اندر تشریف فرما ہیں۔ باہر کے لوگوں سے میں نے دریافت کیا کہ آپ اسٹیشن سے کب تشریف لائے لوگوں نے کہا کہ آپ ان دنوں کہیں باہر بہ ارادہ سفر تشریف نہیں لے گئے۔ تو مجھے حیرت سی ہوئی اور خاموش بیٹھے رہا زنانہ اندر چلا گیا اور آپ کی قدم بوسی سے مشرف ہوا اسکے بعد آپ باہر تشریف لائے میں بھی قدم بوسی کیا اور وقار آباد اسٹیشن کا قصہ بیان کیا تو آپ نے اپنے در دولت کے حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم سب لوگ گواہ ہیں کیا میں کسی مقام پر کہیں گیا

تھا یا سفر کیا کچھ بھی نہیں نہ معلوم میر صاحب اپنے تصورات کے عالم میں کیا دیکھے ہیں؟ جناب کریم بیگ صاحب جمعدار خفیہ پولیس فرماتے ہیں کہ اسوقت میں خدمت گرامی میں حاضر تھا میر صاحب تشریف لانے کے قبل میں اپنے گھر جانے کی اجازت چاہا تو ارشاد عالی ہوا تھا کہ جلد تشریف لایئے آج میرے پاس ایک مہمان بڑی دور سے تشریف لا رہے ہیں غرض میں گھر گیا اور اپنے کاموں سے فارغ ہوکر خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ میرے آنیکے بعد ہی میر صاحب معہ زنانہ تشریف لائے اور آپ سے قدم بوسی حاصل کرنے کے بعد وقار آباد اسٹیشن کا واقعہ بیان فرمائے یہ قصہ میرا سنا ہوا اور دیکھا ہوا ہے اس کے بعد میر صاحب قاضی پیٹھ شریف تشریف لائے اور چند روز رہکر پھر مراجعت فرمائے مدینہ شریف ہوئے۔

ے اکبر علی خان صاحب آپ کے مرید ہیں اور اکبر خان صاحب کے انتقال کے بعد یہی صاحب آپ کی خدمت میں رہتے اور آپ ان سے تعویذیں لکھواتے۔ خان صا ب موصوف بیان فرماتے ہیں کہ بمقام بلدہ ایک روز آپ تقریباً رات کے (۹) بجے خلاف عادت شریف باہر رونق افروز ہوئے اور مجھ سے اختلاج قلب کی تعویذ طلب فرمائے میں گزران دیا۔ آپ اسکو انگشت ہائے مبارک سے چٹکی میں پکڑے ہوئے تھوڑی دیر تشریف فرما رہے اسکے بعد پھر ان ہی انگلیوں سے ناس لیکر استعمال فرمائے مجھے محسوس ہوا کہ میری دی ہوئی تعویذ ابھی ابھی انگلیوں میں تھی کہیں علحدہ رکھی نہیں گئی اور پھر ناس کا استعمال ہو رہا ہے۔ تعویذ غائب ہونیکا مجھے شبہ ہوا بغور میں نے تحقیق کیا تعویذ کا پتہ نہ چلا مگر استفسار کی جسارت نہ ہوئی

خاموش ہوگیا۔ اس قصہ کے چند روز بعد قصبہ نرمل سے ایک بی بی صاحبہ کا خط آیا کہ (جو آپ کی مرید تھیں) انھوں نے لکھا کہ مجھے اختلاج قلب کی شکایت پیدا ہوگئی ہے اور ان دنوں سخت علیل ہوں بہتر سے علاج میں نے کروائے مگر افاقہ ہوتا نظر نہیں آتا مجھے آپ اسکے متعلق کوئی تعویذ عنایت فرمائیے تو توقع ہے کہ صحت نصیب ہوجائے یہ میرا یقین ہے اور شاید میرے مخالفین نے مجھے جادو بھی کردیا ہے کہ فلاں تاریخ میرے بستر پر تکیہ کے نیچے ایک تعویذ برآمد ہوئی ہے یہ خط آپ ملاحظہ فرمانے کے بعد مجھے اس کا جواب لکھنے عنایت فرمائیے۔ تعویذ تکیہ کے نیچے برآمد ہونیکی تاریخ اور آپ کے انگشت ہائے مبارک سے تعویذ غائب ہونیکی تاریخ میں مطابقت کی تو اسی روز کا یہ قصہ معلوم ہوا۔ میں عرض کیا ''مالک'' کیا یہ وہی تعویذ ہے جو تکیہ کے نیچے برآمد ہوئی آپ نے فرمایا ''ہاں'' پھر اس ارشاد پر میں نے عرض کیا کہ کیا؟ انھیں جواب دیا جائے کہ وہ تعویذ جادو کا نہیں بلکہ مالک قبلہ کا فرستادہ ہے اور اسکو تم اپنے گلے میں ڈالے رہو انشاء اللہ تعالیٰ پھر کبھی اختلاجی کیفیت پیدا نہ ہوگی۔ آپ نے سنکر فرمایا مناسب ہے ایسا ہی جواب دیدیجیے چنانچہ حسبہٗ جواب دیا گیا۔ چند روز بعد اطلاع ملی کہ اس عمل سے اس بی بی صاحبہ کو الحمدللہ مرض اختلاج سے بالکل صحت ہوچکی۔

۸ اکبر علی خان صاحب سے میں نے دریافت کیا کہ تم حضرت قبلہ کی خدمت میں رات دن رہتے تھے کبھی اجنا کو بھی حاضر ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

خان صاحب نے فرمایا کہ راتوں میں تمیز نہ کر سکا البتہ دن میں ایک روز کا قصہ ہے کہ ایک صاحب دراز قد سفید عمامہ وجُبہ جسم میں تھا اور لنگ باندھے ہوئے سر میں زلف فقیرانہ انداز تھا چند روز تک کبھی آپ کی خدمت میں آتے اور کبھی پیر ہائے مبارک دباتے ہوئے میں نے دیکھا ہے۔

ایک روز میں درگاہ شریف کے پاس نوبت خانہ کے نیچے بیٹھا ہوا ہوں عصر کے وقت حسب معمول روز آنہ آپ آبادی سے تشریف لائے میں قدم بوسی سے مشرف ہوا۔ املی کے جھاڑ والے چبوترے پر تشریف فرما ہوئے اور مجھ سے دریافت فرمائے کہ خان صاحب یہاں کوئی صاحب آپ کو نظر آئے (آپ تشریف لانیکے کچھ دیر قبل میں نے اسی شخص کو جس کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے درگاہ شریف کی طرف جاتا ہوا دیکھا تھا) آپ کے استفسار پر میں نے عرض کیا کہ "مالک" وہ شاہ صاحب جو بعض بعض دفعہ خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں ابھی ابھی درگاہ شریف کی جانب تشریف لے گئے ہیں۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا وہ شاہ صاحب ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ "مالک" میں تو ان کو شاہ صاحب سمجھ رہا ہوں یہ سن کر ارشاد ہوا کہ اچھا دیکھو تو وہ کہاں ہیں اور بلاؤ میں درگاہان اقدس میں و مسجد وغیرہ کی طرف تمام پھر کر دیکھا مجھے نظر نہ آئے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کر دیا کہ "مالک" وہ نہیں ہیں یہ عرض کر ہی رہا تھا کہ میرے پیچھے نمودار ہوئے اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر گفتگو میں مصروف ہوئے اور میں کسی

کام پر چلا گیا۔ مجھے بار بار یہ خیال کھٹکتا رہا کہ ان کے متعلق (شاہ صاحب ہیں کا) استفساری جملہ کیوں آپ نے ارشاد فرمایا ہوگا ان ہی ایام میں آپ ایک رات مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں اور میں نے خدمت والا میں حاضر ہو کر کچھ معروضہ پیش کیا اثناء عرض حال میں کسی ضرورت پر ایک منٹ کیلئے مسجد کے بیرونی حصہ میں جا کر پھر آپ کی خدمت میں لوٹا کیا دیکھ رہا ہوں کہ وہی صاحب آپ کے پیر دبا رہے ہیں حالانکہ باہر سے آتے ہوئے میں انھیں نہیں دیکھا اور کسطرح وہ وہاں آئے معلوم نہ ہوا حیرت ہوئی اور فوراً دل میں خیال آیا کہ یہ انسان نہیں ہیں بلکہ جن ہیں اور یہی وجہ تھی کہ آپ نے استفساری جملہ فرمایا تھا غرض تھوڑی دیر میں خدمت میں رہ کر واپس لوٹا وہ صاحب اسی طرح آپ کے پائیں میں بیٹھے ہوئے آپ کے پیر دبا رہے تھے پس اسی ایک دفعہ میں نے آپ کی خدمت کرتے ہوئے ایک جن کو دیکھا ہے۔

9 سنا گیا کہ آپ کے پاس کا پروردہ لڑکا (فیاض) ایک دفعہ سخت علیل ہوگیا۔ اور بالکل حالت نازک ہوگئی آپ اپنے حجرہ مبارک میں اپنے کسی عزیز سے گفتگو فرما رہے ہیں کہ آپ کے محل محترمہ تنہا خدمت اقدس میں باریاب ہو کر فیاض کی علالت کا حال بیان فرماتے ہوئے رونے اور پریشان ہونے لگیں تو آپ نے سلسلہ گفتگو روک کر اپنا رومال مبارک محل مبارک کو عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ تم اسقدر پریشان کیوں ہو رومال لیجا کر اس پر اڑھا دو۔ حسب ارشاد

گرامی حضرتہ مدظلہا نے اس رومال کو اسپر اُڑھادیں۔ فرماتی ہیں کہ تھوڑی دیر بعد فیاض پر آثار صحت نمودار ہوگئے اور صحت کامل اسکو نصیب ہوگئی۔

۱۰ سنا گیا کہ آپ کسی تقریب کے موقع پر حیدرآباد تشریف لے گئے اور وہاں نواب نصرت جنگ بہادر مرحوم کی دیوڑی میں معہ متعلقین قیام فرمائے اسوقت آپ کے ہمراہ آپ کی والدہ صاحبہ مدظلہا و محل محترم و برادر صاحبان وغرض پورے افراد خاندان ہمراہ تھے۔ سنا گیا کہ آپ بالا خانہ پر ٹھہرے ہوئے تھے اور بقیہ سب مستورات (عورتیں) و اقرباء نیچے کے حصہ میں فروکش رہے۔ معلوم ہوا کہ اس دیوڑی میں اجنا کا تسلط تھا آپ جب تک قیام گاہ میں رونق افروز رہتے کسی پر کسی قسم کا اثر نہ ہوتا بلکہ محسوس بھی نہ ہوتا کہ کچھ ہے البتہ جب کبھی آپ دیوڑی سے باہر تشریف لیجاتے تو عجیب وغریب واقعات رونما ہوتے۔ کسی کمرہ میں سامان ایک جگہ سے ایک دوسری جگہ خوبخود منتقل ہورہا ہے تو بعض دفعہ ایک کمرہ میں رکھی ہوئی چیز دوسرے کمرہ یا دالان میں اور دالان میں رکھی ہوئی اشیاء کسی اور مقام پر کسی شخص کے لائے بغیر منتقل ہورہی ہیں۔ اور بلا کسی حرکت انسانی برتنوں کی آواز آنا بعض دفعہ بالا خانہ سے اپنے اقرباء کی شکل میں کوئی نمودار ہوکر کسی عزیز کو آواز دیتا حالانکہ وہ عزیز جن کی شکل میں نمودار ہوتا وہ دراصل کسی اور مقام پر موجود رہتے۔ ابتداء قیام کے دو تین روز ایسا ہی ہوا اسکے بعد سب حضرات اس طرز عمل سے واقف ہوگئے۔

آپ کے چھوٹے بھائی حضرت اقدس احمد پاشاہ میاں صاحب قبلہ مدظلہم فرماتے ہیں کہ حضرت بھائی صاحب قبلہ جب تک دیوڑی میں تشریف فرما رہتے کوئی حرکت ایسی ناشائستہ اجنا سے سرزد نہ ہوتی جوں ہی آپ باہر تشریف لے گئے تو پھر دھوم دھام شروع ہوگئی مگر ان کا فعل بجز اس کے کہ سامان کو جنبش دیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کردیں یا کسی روپ میں کسی کو آواز دیں اور کوئی کیفیت یا ضرر رسانی کی کوئی حرکت قطعاً ان سے سرزد نہیں ہوئی وہ اس سے بالکل دور رہے۔ الحمدللہ کسی کو ان سے کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچی۔ آپ نے بھی برسبیل تذکرہ ایک دفعہ اس دیوڑی کے واقعات کا تذکرہ اسطرح فرمایا کہ میں اپنے خویش واقربا کے ساتھ نواب نصرت جنگ بہادر مرحوم کی دیوڑی میں ٹھہرا تھا وہاں اجنا کا تسلط تھا۔ بالاخانہ پر میں خصوصی طور پر اس لئے ٹھہرا تھا کہ اس پر ان کا خاص مقام تھا۔ کئی دن میں وہاں ٹھہرا رہا۔ میرے زمانہ قیام میں وہ باہر چلے گئے تھے آخر آخر میں یہ نوبت پہنچی کہ میرے پاس آنے والے اصحاب سے جبکہ کوئی تنہا ہوتے تو ان کو بہ شکل انسان راستہ میں ٹھہر دریافت کرتا کہ میاں آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں وہ جواب دیتے کہ میں قاضی صاحب حضرت سے ملنے جارہا ہوں تو سنکر بڑی عجز وانکساری سے کہتا کہ میاں میری طرف سے بڑے حضرت میاں کو بہت بہت اداب وقدم بوسی عرض کرنا اور مواد باعرض کرنا کہ آپ کہ اس قیام سے اس غریب کو سخت تکلیف اٹھانی پڑرہی ہے۔ میرے حال پر نظر

ترحم فرما کر کسی اور جگہ قیام فرمائیں تو موجب احسان ہوگا۔اس معروضہ کو سنے والے دریافت کرتے کہ آپ کا نام کیا ہے جواب دینا کہ میرے نام سے کیا کام ہے آپ صرف اتنا فرمادیجئے کہ میں آتے ہوئے ایک شخص راستے میں مل کر یہ کہہ رہا تھا تو حضرت قبلہ خود سمجھ جائینگے مجھ سے واقف ہیں۔اس سلسلہ گفتگو میں یہ ارشاد ہوا کہ اس طرح کئی بار اسکی استدعا سن کر میں سمجھ گیا کہ غریب خائف بھی ہے اور تکلیف بھی شاید اٹھا رہا ہے لہٰذا میں نے معہ متعلقین کے نصرت جنگ کی دیوڑی سے دوسرے مقام پر منتقل ہوگیا۔

١١ ایک روز دن کے وقت آپ نوبت خانہ مبارک کے نیچے تخت پر جلوہ افروز ہیں اور میں خدمت فیضد رجت میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے میں اسی تخت پر دن کے وقت بیٹھا ہوا ہوں ایک ہندو مہاراج (بعد میں معلوم ہوا کہ وہ قوم کے برہمن ہیں اور بلدہ حیدرآباد کے رہنے والے تھے) آئے اور ایک عورت بھی ہری شال سرتاپا اوڑھے ہوئے ان کے ساتھ تھی اس عورت کو آبدار خانے کے پاس ٹھہرا کر وہ مہاراج میرے پاس آئے اور مجھ سے دریافت کیئے کہ قاضی صاحب ورنگل کہاں رہتے ہیں۔میں جواب دیا کہ میں ہی قاضی ہوں آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں۔فرمایئے میں حاضر ہوں تو وہ نہایت ہی ادب سے مجھ سے ملے اور کہنے لگے صاحب میری بیوی پر آسیبی اثرات ہوگئے ہیں اور کئی عاملین سے علاج کرواتا رہا مگر کسی سے دفع نہ ہوا۔اس بلا سے تنگ

آ گیا ہوں اور علاجات کرواتے ہوئے عاجز ہوگیا ہوں بالآخر بلدہ میں ہی میرے ایک دوست نے آپ کا پتہ بتلایا تو اب اپنی بیوی کولیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ یہ گفتگو ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ وہ عورت اپنی شال کا برقعہ اتار سر کے بال کھولے ہوئے بالکل بے باکانہ بے حجابانہ طریقے پر میرے روبرو آگئی اور ''صاحب قدم بوسی عرض ہے کہتے ہوئے میرے پیر پڑھی اور کہنے لگی صاحب آپ مجھے نہیں پہچانتے۔ میں آپ کے بابا کی مرید ہوں اور حیدرآباد کے فلاں محلہ میں رہتی ہوں اور میرا نام ۔۔۔۔۔ ہے میں سنکر کہا کہ شائد ہوگا اماں اسوقت میرے ذہن میں نہیں ہے۔ اس کے بعد اس سلسلہ میں یہ بھی کہی کہ میں قرآن مجید کی چند سورتیں حفظ کی ہوں اگر صاحب اجازت دیں تو سناؤں؟ میں نے کہا ضرور سناؤ تو وہ نہایت فصاحت کے ساتھ دوسورتیں سنائی یہ سنکر میں مہاراج سے دریافت کیا کہ کیا آپ کی بیوی عربی جانتی ہیں وہ ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے ''صاحب کیا عرض کروں'' عربی تو بہت بڑی چیز ہے دراصل یہ بیچاری زبان اردو تک نہیں جانتی اور اب مجھے اس کے ان حرکات پر حیرت ہورہی ہے کہ یا اللہ یہ کیا معمہ ہے سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔

آپ اس کے بعد میں عورت (پروردشدہ جن) کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ دیکھو تمھارے کہنے اور کلام پاک کی تلاوت سے معلوم ہورہا ہے کہ تم ایماندار ہو اور دین اسلام کے احکام سے مومنات کیلئے یہ افعال بالکل ناجائز ہیں

کہ کسی غیر قوم غیر مذہب وغیر عورت پر اس طرح وارد ہو کر بلاوجہ تکلیف دیں اور ستائیں غلط طریقہ ہے۔تم کو چاہئے فوراً اس ناشائستہ طریقہ سے باز آجائیں اور اس بیچاری پر وار ہونا قطعاً چھوڑ دیں یہ سنتے ہی وہ عورت اپنی جگہ سے یہ کہتے ہوئے اٹھی کہ ''صاحب آپ کا ارشاد بجا ہے'' حسب الحکم جاتی ہوں'' اور پھر آئندہ نہ آنے کا اقرار کرتی ہوں میری پیر پڑھی اور آگے بڑھنے لگی۔میں مہاراج سے کہا دیکھو اپنی بیوی کو سنبھالو کہیں گر نہ جائے چنانچہ چار پانچ قدم نہ چلی تھی کہ بعالم بے خودی گر رہی تھی۔اسکے خاوند نے سنبھالا اور وہ آبدار خانے کے چبوترے پر اسکو سلا دیا گیا تھوڑی دیر کے بعد اسکو ہوش آیا پھر تو وہ اپنی شال اوڑھے ہوئے اپنے خاوند کے ہمراہ نہایت ہی شرم وحیا کے ساتھ میرے پیر پڑھ کر بازو ہٹ گئی اور وہ مہاراج بھی مجھ سے اجازت روانگی حاصل کر کے بڑی مسرت کے ساتھ واپس ہو گئے۔

کچھ عرصے بعد پھر ایک دفعہ وہ مہاراج بلدہ میں مجھ سے آکر ملے اور کہنے لگے اب ان کی بیوی پر کوئی اثر نہیں ہے ان واقعات کو سنکر میں (مولف) نے عرض کیا ''مالک'' وہ وارد شدہ آسیب زدہ) عورت دراصل دادا پیر قبلہ کی مرید اور اسی محلہ کی وہی نام رکھنے والی تھی؟ آپ نے فرمایا غلط ہے کوئی انسان مسلمان مرد وعورت کی روحیں شیاطین واجنا کی طرح کسی انسان پر وارد نہیں ہوا کرتیں۔البتہ کسی کمزور ایمان والے موتٰی کا نام بتلاتے ہوئے شیاطین لوگوں کو

ستانے لگ جاتے ہیں بعض دفعہ اجنّا بھی اولیاء اللہ کا نام بتلاتے ہوئے دھوکا دیتے ہیں لوگوں کے جسم پر وارد ہوتے اور ملول کر جاتے ہیں اور پوچھو تو اپنا نام کسی بڑے بزرگ کا بتلاتے ہیں حالانکہ بزرگان دین کی ارواح ہرگز کسی پر وارد یا ملول نہیں کرتیں۔ اجنّا کے اس دھوکہ میں نہ آنا چاہیے۔

چنانچہ تمثیلاً آپ نے ایک قصہ اپنے والد حضرت قبلہ کے زمانہ حیات کا اسطرح بیان فرمایا کہ ایک لڑکے پر آسیب وارد تھا اسکے والدین اسکو اور اپنے سب بچوں کو لیکر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ نے ان کو اپنے دیوان خانہ مبارک میں ٹھہرایا۔ چند روز گزرے کہ وہ لوگ دیوان خانہ میں ہیں ایک روز آپ کہیں باہر سے دولت خانہ مبارک میں جوں ہی داخل ہوئے اس لڑکے پر آسیب وارد ہوا اور اسکو معلق اٹھا کر لے بھاگا یہ حال دیکھ کر اسکے والدین وسب بچے واویلہ وشور مچا کر رونے لگے اور آپ سے امداد چاہنے لگے (اسوقت آپ کے دیوان خانہ مبارک کے سامنے ایک بڑی باؤلی تھی) اس عرصہ میں اس بچے کو وہ اس باؤلی کے بالکل کنارے لیجا کر کھڑا کر دیا کہ آپ دولت خانہ مبارک سے فوراً برآمد ہوئے اور اس لڑکے کے پاس تشریف لائے اور پوچھے "کیوں بھائی تم کون ہو اور اس بچے کو کیوں ستاتے ہو"؟ اس نے کہا جی میں شاہ بوعلیؒ قلندر ہوں (اس بچے کے والدین کہنے لگے صاحب شاہ بوعلیؒ قلندر اگر ہیں تو ہمارا بچہ ان پر تصدق ہے) آپ نے فرمایا کہ اس کا بیان غلط ہے یہ جن ہے دھوکا دے رہا ہے فرماتے ہوئے ارشاد فرمائے کہ دیکھو خبردار پھر کبھی اس بچے پر نہ آنا یہ سنکر پھر وہ آئندہ نہ آنے کا اقرار

کرتے ہوئے چلا گیا اور وہ بچہ عمر بھر اچھا رہا۔

۱۲ خان صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ واقعہ مذکورہ بالا کے دو ہفتہ بعد میں اسی نصرت جنگ بہادر کی دیوڑی کو بغرض حصول قدم بوسی بارگاہ تقدس مآب میں حاضر ہوا۔ شرف قدم بوسی کے تھوڑی دیر بعد شیخ دیدار صاحب سکنہ نام پلی تشریف لائے ان کی عمر اسوقت تقریباً اسی' نوے سالہ تھی حضرت قبلہ ان کو دیکھتے ہی تبسم فرمائے حاضرین مجلس کو اس سے حیرت ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ شیخ دیدار صاحب کی آنکھوں سے سیلاب اشک جاری ہے کچھ دیر بعد آپ زنانہ میں تشریف لے گئے اور شیخ دیدار صاحب بھی بازار جاکر تھوڑی دیر بعد مریدی کا سامان و پھول لائے اور حضرت قبلہ برآمد ہوتے ہی شیخ دیدار صاحب نے داخل سلسلہ فرمانیکی استدعا پیش کی۔ آپ نے فرمایا تم بزرگ آدمی ہو آپ کا چہرہ بڑا منور ہے ذکر و شغل بھی آپ کا اچھا معلوم ہوتا ہے اور میں ایک مولوی ہوں کیا مجھ پر آپ کا اعتقاد ہے انھوں قدم بوس ہوکر اپنی عقیدت کا اظہار کیا پھر مراسم مریدی ادا ہوئے۔

شیخ دیدار صاحب داخل سلسلہ ہونے کے بعد مکرر قدم بوس ہوکر رونے لگے پھر اپنی سرگزشت اس طرح سنائے کہ میرا اعتقاد آپ کے والد بزرگوار علیہ الرحمۃ پر تھا۔ جب آں حضرت کا وصال ہو چکا تو میرا خیال ہوا کہ بڑے حضرت میاں تو صرف عالم و مولوی ہیں کسی فقیر کی تلاش کرنی چاہئے چنانچہ اسی خیال اور

تصور میں مرشد کامل کی تلاش کے لئے ہندوستان کے درگاہوں پر (کلیر شریف، ملتان آخر میں اجمیر شریف) گیا کسی درگاہ سے اشارہ میں کوئی جواب سرفراز نہ ہوا۔ اجمیر شریف حاضر ہو کر خیال کیا کہ آپ سلطان الہند ہیں اگر یہاں اس مسئلہ میں جواب نہ ملا تو اسی درگاہ کے سجادہ صاحب سے بیعت حاصل کرلوں گا اس مصمم ارادہ کے بعد وظیفہ شروع کیا دو تین روز بعد ہی ایک خواب میں نے دیکھا کہ ایک برقعہ پوش بزرگ تشریف لا کر مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمائے کہ اگر تمھاری خواہش مرشد کامل کی ہے تو کہو کہ ابتداء تمہارا اعتقاد کس پر تھا میں نے عرض کیا کہ حضرت اقدس واعلیٰ سرور شاہ بیابانی قدس سرہٗ پر تھا تو ارشاد ہوا کہ اب کیا ہوا میں نے عرض کیا کہ آنحضرت کا انتقال ہو چکا ہے۔ یہ سن کر ارشاد مبارک ہوا کہ تم نہیں جانتے کہ سید شاہ غلام افضل بیابانی جو سرور میاں صاحب کے صاحبزادہ ہیں ان سے بڑھ کر بھی کوئی دوسرا کامل پیر ہو سکتا ہے؟ اگر اپنی آرزو پوری کرنا ہو تو کسی اور طرف کا ارادہ نہ کرنا اور وہیں جا کر مرید ہو جانا چاہئے۔ یہ سن کر مجھے عجیب سکتہ طاری ہو گیا۔

اس قصہ کو سماعت فرمانے کے بعد آپ نے فرمایا۔ میں ایک ناکارہ آدمی ہوں۔ حضرت اقدس خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی یہ سرفرازی ہے۔

۱۳ خان صاحب موصوف یہ بھی فرماتے ہیں کہ کالے خان صاحب کی ہوٹل اس زمانہ میں جس بلڈنگ میں تھی وہ بہت ہی خوبصورت وقیمتی عمارت تھی

مگر اسکے بالا خانہ کا حصہ آسیبی اثرات کی وجہ ہمیشہ بند رہتا تھا اس لئے کہ اس میں کوئی کرایہ دار نہیں ٹھہر سکتا تھا جسکی وجہ وہ ہمیشہ مقفل رہتا۔ کالے خان صاحب کی آرزو تھی کہ حضرت قبلہ کو ایک دفعہ اس میں ٹھہرائیں تا کہ بلیات کا ازالہ ہو جائے۔ چنانچہ انھوں نے سید ہاشم صاحب کے ذریعہ آپ کی خدمت میں استدعا پیش کی آپ نے ان کی خواہش کے موافق آئندہ کسی موقع پر وہاں قیام فرمانے کا وعدہ فرمایا اور آپ اسوقت مراجعت فرمائے قاضی پیٹھ شریف ہوئے پھر چند دنوں بعد آپ بلدہ رونق افروز ہوئے۔ یعنی ایک روز شام میں خواجہ معین الدین صاحب وکیل کے پاس تھا۔ آپ ٹانگہ سے وہاں تشریف لائے مجھ پر نظر اقدس پڑی۔ باظہار مسرت آپ نے مولوی معین الدین صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ خان صاحب ہمارے غیاب میں بھی ہمارے مقدمات کی پیروی اس طرح کرتے ہیں جیسے موجودگی میں غرض کچھ دیر وہاں تشریف رکھنے کے بعد آپ کی مراجعت فرمائی عمل میں آئی اور مجھے بھی ساتھ چلنے کا ارشاد ہوا۔ چنانچہ سواری مبارک وہاں سے روانہ ہوئی کالے خان صاحب کی ہوٹل کے پاس اتر گئے اور بالا خانہ پر پہنچے جو مقفل تھا تو آپ نے اپنی جیب سے کنجی نکال کر مجھے عنایت فرمائی اور ارشاد ہوا کہ اس کا قفل کھول کر تم ہوٹل جاؤ اور چائے پی لو میں جب تم کو آواز دوں آجانا۔ خادم عرض کیا اس مکان میں مالک کا تنہا داخل ہونا مناسب نہیں میں بھی ساتھ چلونگا آپ نے مکرر دوبارہ منع فرمایا میں نہ مانا۔

اسکے بعد ارشاد ہوا کہ اچھا چلو چل کر تماشا دیکھو۔ آپ دستک دے کر اندر داخل ہوئے آپ کے پیچھے میں بھی داخل ہوا اندر داخل ہونے کے بعد بائیں بازو کے کمرہ سے ایک ضعیف شخص جس کے سر کے بال سفید اور داڑھی سفید لامی حتیٰ کہ پلکوں کے بال بھی سفید تھے جسم میں ایک لامبہ کرتا اور سر برہانہ برآمد ہوا (جھک کر نہایت ادب سے) ''السلام علیک یا قاضی صاحب حضرت'' کہا آپ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا تم کو اس کے قبل بھی کہا گیا تھا کہ یہ حصہ خالی کر کے مکان کے آخر حصہ میں چلا جانا کیا تم اب تک نہیں گئے ہو۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا حضور آپ کے حکم کی تعمیل میں نے اسی وقت کی ہے لیکن اسوقت آپ کی قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا ہوں یہ سنکر مالک قبلہ خاموش رہے اور اس نے آپ کی قدم بوسی کی اور واپس ہوا اسکی واپسی پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو ہمارے لوگ (اقربا) آنے والے ہیں کسی کو نظر نہ آنا ''جی ہاں'' کہہ کر چلا گیا اس کے بعد میں نے حضرت قبلہ کی قدم بوسی کی اور عرض کیا ''مالک یہ کون تھا'' آپ نے فرمایا کہ آپ کو خوف تو محسوس نہیں ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اس کے چہرے سے ہیبت طاری ہو رہی تھی لیکن زیادہ ڈر محسوس نہ ہوا؟

جس وقت طبیعت گھبراتی تو آپ کے پیچھے چھپ جاتا آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا کہ تم مضبوط دل کے آدمی ہو اور پھر یہ ارشاد ہوا کہ وہ جنوں کا سردار ہے اور اس مکان پر برسوں سے قابض ہے اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ

نہ معلوم کتنے جنات آپ کے مرید ہونگے اور عرض کیا کہ "مالک" آپ کا اکثر ارشاد ہوتا ہے کہ اگر کسی کو جن نظر آجائے تو حضرت پیران پیر کا اسم مبارک پڑھنے سے بھاگ جاتا ہے۔ لیکن مجھے آج معلوم ہوا کہ صرف آپ کا نام لینے سے اس طرح مشکل آسان ہوجائیگی اور پھر خادم نے عرض کیا ایسے کتنے جنوں سے آپ ملے ہونگے غالباً جن بھی اکثر بزرگوں کے مرید ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں اکثر اہل جن دادا حضرت و بابا حضرت کے مرید تھے اور پھر اسکے بعد یہ بھی ارشاد ہوا کہ خان صاحب تم بڑے ہوشیار آدمی ہو اور بڑی تحقیق کرنے کے عادی ہو خبردار اس واقعہ کی کسی کو خبر نہ ہو میں نے حضور والا کے وصال تک (تعمیل ارشاد میں) اس کا اظہار کسی پر نہ کیا۔

۱۴ جانی میاں (مولوی عظیم یار خان صاحب) یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں اکثر دو دو تین تین ماہ کی رخصت حاصل کر کے حضرت تقدس مآب میں حاضر رہ کر گزار دیتا چنانچہ ایک مرتبہ آپ قاضی پیٹھ شریف سے بلدہ تشریف لائے ہوئے ہیں اور میں اپنے گھر (بلارم) سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں پندرہ روز گزرے کہ میں بلدہ سے بلارم نہیں گیا۔ حضرت قبلہ نے ایک ارشاد فرمایا کہ خانصاحب بہت روز ہوئے تم مکان نہیں گئے ہوجایئے ایک دو روز رہ کر آجایئے۔ اس پر بھی میں یوں ہی دو تین روز گزار دیا اور گھر نہ گیا (طبیعت بھی گوارہ نہ کرتی تھی کہ پیشی اقدس سے دور رہوں) پھر ایک روز آپ نے مجھے بلوا کر

فرمایا آج مکان ضرور جایئے طبیعت چاہی تو پھر آنا مجھے اس بات کا احساس ہے کہ آپ کی طبیعت مجھے چھوڑنا نہیں چاہتی لیکن گھر بار بھی تو کوئی چیز ہے۔ ضرور ابھی تشریف لے جایئے۔ حسب ارشاد گرامی میں اسی وقت شام کے چار بجے حیدرآباد سے نکل کر بلارم گیا۔ گھر پہنچا جا کر دیکھتا ہوں کہ میری بیوی پلنگ پر لیٹی ہوئی ہیں گھر میں سب کے سب پریشان ہیں اور رو رہے ہیں۔ میں پریشان ہو گیا میرے نانا صاحب بہت ہی تیز طبیعت تھے انھوں نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ "لیجئے" جناب اب تشریف لا رہے ہیں۔ جبکہ بیوی مرنے کے قریب پہنچی ہے میں فوراً مریضہ کے پاس گیا اور دیکھا کہ ہاتھ پیر سارا جسم برف ہو گیا ہے۔ میں بہت پریشان ہو گیا اور بے ساختہ آپ کا شعر زبان پر آیا کہ

اے مہ افضلم بیابنگر — تاچہ ساں بودہ ام پریشانے
لنگر فضل تو شود مددم — کشتیم میرسد بپایانے

مغرب کا وقت ہو چکا تھا اس عالم پریشانی میں اُسی وقت بلدہ کے ارادہ سے واپس لوٹا میری والدہ صاحبہ و میرے نانا حضرت و دیگر عزیز و اقربا مجھے جانے سے منع فرماتے ہوئے میری اس حرکت پر بہت ہی بُرا بھلا کہنے لگے کسی نے دیوانہ کہا کوئی بد دماغ وغیرہ کہنا شروع کیا لیکن بایں ہمہ میں کسی کی رائے مانے بغیر بلدہ گیا تقریباً شب کے آٹھ بجے تھے خدمت فیضدرجت میں حاضر ہو گیا خانصاحب موصوف فرماتے ہیں کہ (اسوقت میرے آقا نامدار بن پر ماں

باپ اور ایسی ہزار بیویاں و بچے قربان) معلوم ہوا کہ آپ خاصہ تناول فرما رہے ہیں۔ میری واپسی کی اطلاع پر بڑی شفقت سے آپ نے مجھے اندر یاد فرمالیا میں حاضر خدمت ہوکر مشرف قدم بوسی ہورہا ہوں کہ آپ نے (لنگر فضل تو شود مددم کشتیم میرسد بپایانے) پڑھتے ہوئے فرمایا خانصاحب اس اماں کی چارپائی کے پاس تمھارا یہ شعر پڑھنا منظور ہو چکا ہے۔ ماشاء اللہ آپ نہایت ہی ثابت قدم ثابت ہوئے ہو۔ دنیادار لوگ اسی طرح فرماتے رہتے ہیں۔ آیئے کھانا کھایئے میں ایک چیز دیتا ہوں وہ اماں کو کھلائے۔ اسکے استعمال سے (وہ اب جتنی سرد ہوگئی ہیں) اتنا ہی گرم ہو جائینگی۔ حسب ارشاد گرامی میں کھانا کھا چکا اور آپ نے قلمدان طلب فرمایا اور اس میں سے تین پڑیاں نکال کر مجھے سرفراز فرمائے اور تاکیداً ارشاد ہوا کہ کھول کر دیکھنا نہیں یوں ہی لے جاکر بغیر پانی کے پہلے ایک پڑی استعمال کرواؤ دو گھنٹے بعد دوسری پڑی اسی طرح تیسری پڑی یاد رکھئے کہ اگر پہلی پوڑی کے استعمال سے گرمی آجائے تو بحفاظت تمام بقیہ دو پڑیاں واپس لانا یا اپنے نزدیک رکھ لینا۔ (اسوقت شب کے نو بج چکے تھے) اور مجھے فوراً بلارم واپس ہونا ضروری تھا کہ اس وقت آپ کے کوئی مرید موٹر میں سکندرآباد سے آپ کی قدم بوسی کیلئے تشریف لائے اور واپس ہو رہے تھے۔

کہ میں بھی ان ہی کی موٹر میں سکندرآباد آیا اور پھر ذریعہ موٹر بس بلارم پہنچا۔ گھر آیا۔ دیکھا سب لوگ بیٹھے ہیں اور خوش ہیں مریضہ پلنگ پر بیٹھی ہوئی

ہیں اور میرے متعلق کہہ رہی ہیں کہ آپ لوگ ان کو برا مت کہو۔ ان کا اس طرح حضرت قبلہ کی خدمت فیض درجت میں حاضر رہنا ہی میری زندگی کا موجب ہے میں اس وقت اچھی ہوں۔ میں وہاں پہنچا تو سب لوگ میری طرف دیکھنے لگے اور میں فی الفور حسب ارشاد گرامی ایک پڑیا استعمال کروایا اور تھرمامیٹر میرے پاس تھا لگا کر دیکھا نارمل ہے اور ایک پاؤ ڈگری بڑھ گئی ہے۔ بقیہ دو پڑیاں اپنے پاس محفوظ رکھا اس کے بعد مریضہ نے مجھ سے کہا ایک گھنٹہ قبل میں سخت پریشان تھی اس عالم پریشانی میں دیکھتی کیا ہوں کہ میرے پیر و مرشد قبلہ (یعنی آپ) میرے پاس تشریف لائے ہیں اور ارشاد فرمارہے ہیں کہ، اجی اماں اُٹھو تم کیا کھائے ہو ہمارے جانی میاں کو کیوں پریشان کرتی ہو تم کچی زچہ ہو کر کوری صحنک میں جمع ہوا دہی تم کھائے اور اپنے ہاتھوں اپنا مزاج خراب کر لئے اتنے میں بیدار ہوگئی اور میری ساری تکلیف دور ہوگئی اور کہنے لگیں کہ واقعی مجھ سے ایسی غلطی ہوگئی کہ مجھے ایک عزیزہ نے ایسا دہی کھلایا تھا۔

اسکے بعد الحمدللہ خریت گذری میں وہ دو پڑیاں لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک پُڑی میں بطور تبرک استعمال کرنا چاہتا ہوں اجازت سرفراز ہو۔ ارشاد ہوا کہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اگر طبیعت چاہتی ہو تو کھالو۔ میں کھالیا ماشاءاللہ (خاک رہ درش کے عجب نسخہ کیمیاء است) معلوم ہوا کہ وہ عودی شریف ہے۔

۱۵ خان صاحب فرماتے ہیں کہ میرے ماموں تمیز الدین صاحب ودیگر عزیز ۱۹۱۷ء کی جنگ عظیم سے رخصت لیکر واپس ہوئے۔ اس وقت ماموں صاحب نے نہ تو حضرت قبلہ کو ہی دیکھا تھا اور نہ قاضی پیٹھ شریف آئے تھے چنانچہ جنگ سے واپسی کے بعد انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اگلی جمعرات تم اور ہم چھ سات آدمی ملکر قاضی پیٹھ شریف چلینگے اور زیارت سے مشرف ہوکر حضرت قبلہ کی قدم بوسی سے سعادت دارین حاصل کرینگے۔ تم ہمارے ساتھ رہو تو حضرت قبلہ کی قدم بوسی کے موقع پر ہمارا تعارف کراسکوگے اس لئے کہ ہم اب تک کبھی قاضی پیٹھ شریف حاضر نہ ہوئے نہ حضرت کی قبلہ کی قدم بوسی حاصل کیئے چنانچہ حسب ارادہ پنجشنبہ کے روز وہ حضرات اور مں درگاہ شریف (قاضی پیٹھ شریف) حاضر ہوئے پھر دولت خانہ مبارک پر حاضر ہوئے حضور تقدس مآب ہم وہاں حاضر ہونے تک دیوان خانہ مبارک میں جلوسہ افروز تھے۔ سبھوں نے قدم بوسی کی آپ ان حضرات سے مخاطب ہوکر واقعات جنگ دریافت فرمائے۔ میرے موماں صاحب اٹھ کر زار زار روتے ہوئے قدوم اقدس پر گر پڑے اور عرض کیئے کہ "مالک" آپ ہم سے کیا واقعات جنگ دریافت فرماتے ہیں یہ میری آنکھوں دیکھی بات ہے، کہ میدان جنگ میں دشمن اور ہماری فوج کے مابین ہم نے تین مرتبہ آپ کو دیکھا ہے۔ اور اسوقت ہم کو آپ (دست مبارک کے اشارے سے تسلّی دے رہے تھے۔

اس بیان کے ساتھ ہی ان چھ حضرات سے ایک اور صاحب نے بھی عرض کیا کہ ''مانک'' ۱۹۱۴ء کی لڑائی میں ایک روز زبردست حملہ دشمن کی جانب سے ہو رہا تھا۔ اسوقت بھی ہم نے آپ کو اور آپ کے ہمراہ دو تین بزرگان کرام کو (جنکے چہروں پر نقاب پڑا ہوتھا) اس میدان جنگ میں دیکھا ہے کہ آپ حضرات ہماری فوج کے روبرو ٹہل رہے تھے۔ اسوقت دشمن کی جانب سے مشین گن کی گولیاں بکثرت چل رہی تھیں اور ہندو جاٹ مارے گئے مسلمانون کا اسکواڈرن گولیوں کی بوچھار میں (حالانکہ بالکل پیش پیش تھا) اس عالم میں آپ حضرات ہماری فوج کے روبرو سے گذرتے ہوئے نظر آئے کہ ہمارا پورا اسکواڈرن بچ گیا اور ہمارے پیچھے کے فوجی ہلاک ہوئے اور اس واقعہ کے بعد ۱۹۱۴ء کا حملہ ہی موقوف کردیا گیا۔ ان واقعات کو سنکر آپ کچھ نہ فرمائے بلکہ دولت خانۂ مبارک میں تشریف لے گئے۔ اور مراجعت فرمانے کے وقت یہ ارشاد ہوا کہ شام میں آپ حضرات ہمارے ہی ہاں کھانا کھالینا۔

مرد باید کہ رہراساں نہ شود   مشکل نیست کہ آساں نشود

۱۶۔ خانصاحب موصوف اپنے گونگے بچے کے گویا ہونے (بات کرنے) کا قصہ بھی اسی طرح بیان فرماتے ہیں کہ میرا تیسرا لڑکا تولد ہونے کے تین روز قبل مجھے خواب میں ارشاد ہوا کہ تم کو لڑکا تولد ہوگا اس کا نام سرور علی خاں رکھنا علیٰ ہذا لڑکا تولد ہوا اور نام حسب ارشاد رکھا گیا۔ لیکن پانچ سال کا ہوگیا بات

چیت نہیں کرتا اور ساتھ ہی ساتھ بہرا بھی تھا۔ ثقل سماعت گونگے پن کی دلیل ہوتی ہے۔ ایک دفعہ حضور تقدس مآب مسافر خانہ نامپلی میں قیام فرما ہیں اس بچے کو خدمت فیض درجت میں پیش کیا آپ نے ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ بچہ اچھا ہے۔ میں نے عرض کہ "مالک" یہ وہی لڑکا ہے جس کے تولد ہونے کے قبل مجھے آپ نے خواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ اس کا نام سرور علی خان رکھنا یہ سنکر آپ کو بیحد مسرت ہوئی پھر عرض کیا کہ "مالک" یہ بچہ گونگا ہے۔ آپ نے اس کا منہ کھول کر بغور ملاحظہ فرمایا اور کان کے پاس چٹکی بجائی اس کو محسوس نہیں ہوا۔ آپ نے اس سے مخاطبت فرمائی مگر کچھ جواب نہ دیا اسی اثناء میں کوئی صاحب شیرنی ملاحظہ اقدس میں پیش کیئے آپ نے اس میں سے ایک گلابی جامن لیکر نصف آپ نے تناول فرمایا اور نصف اس بچے کو کھلا دیا۔ اس واقعہ کے پندرہ منٹ بعد ہی وہ بچہ اٹھا اور "السلام علیکم یا دادا پیر" کہا یہ جملہ ادا کرنا اس کی پیدائش کے بعد سے پہلی دفعہ تھا۔ یہ سنکر "مالک" نے اس کو پیار فرمایا اور دو روپۓ بھی عنایت فرمائے بحمدہ تعالیٰ اب وہ خوب باتیں کرتا ہے۔

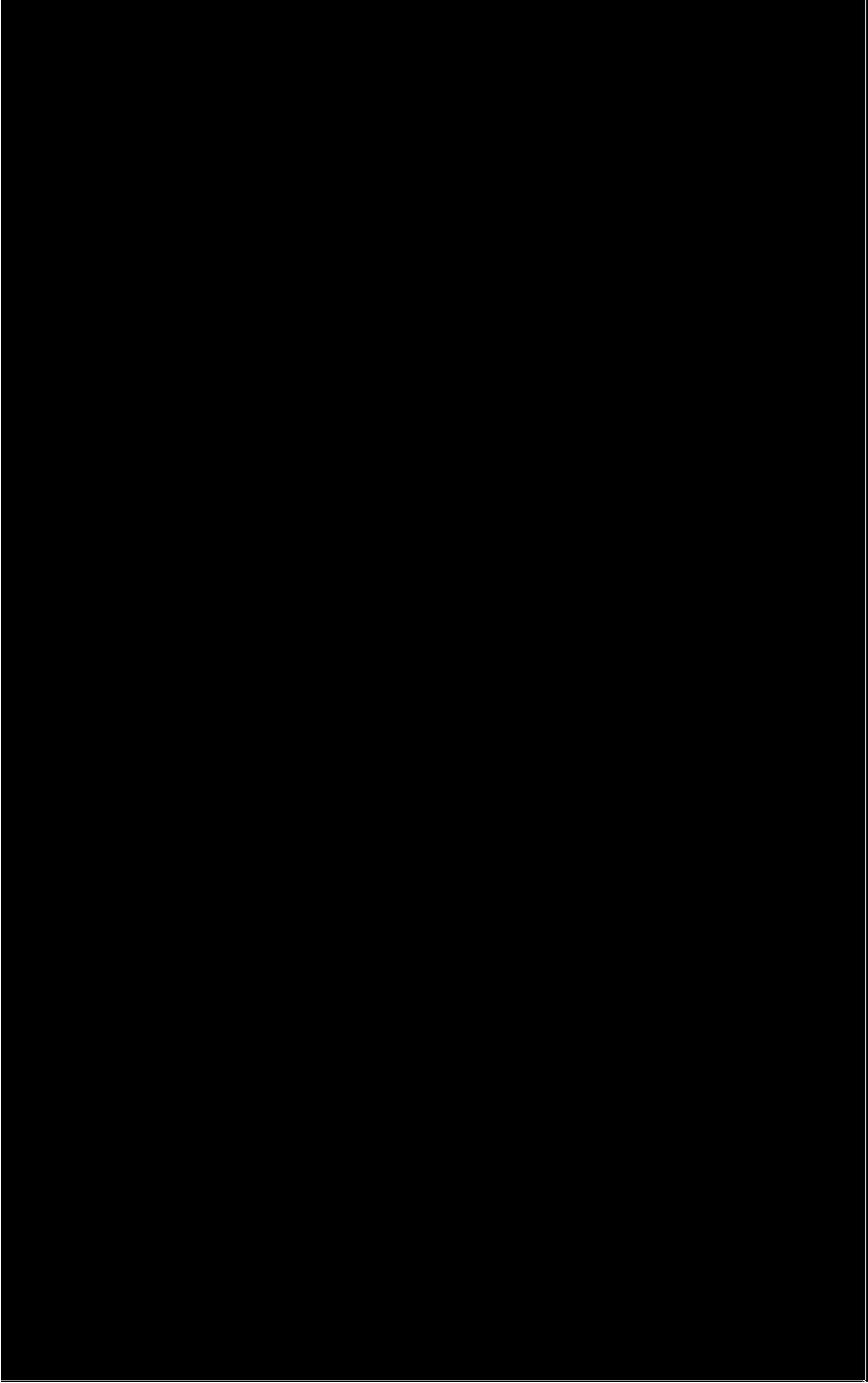
۱۷ خانصاحب موصوف فرماتے ہیں کہ حاجی محمد ابراہیم صاحب چودھری ساکن بلارم نے کہا کہ بلارم صدر بازار میں تولن صاحب بکر قصاب بیحد نشہ باز تھے اور ہمیشہ (چوبیس گھنٹے) شراب خوری میں مخمور رہتے۔ جب انھوں نے آپ سے بیعت حاصل کر لی تو نشہ بازی بالکل ترک کر دی سارے اہل بازار

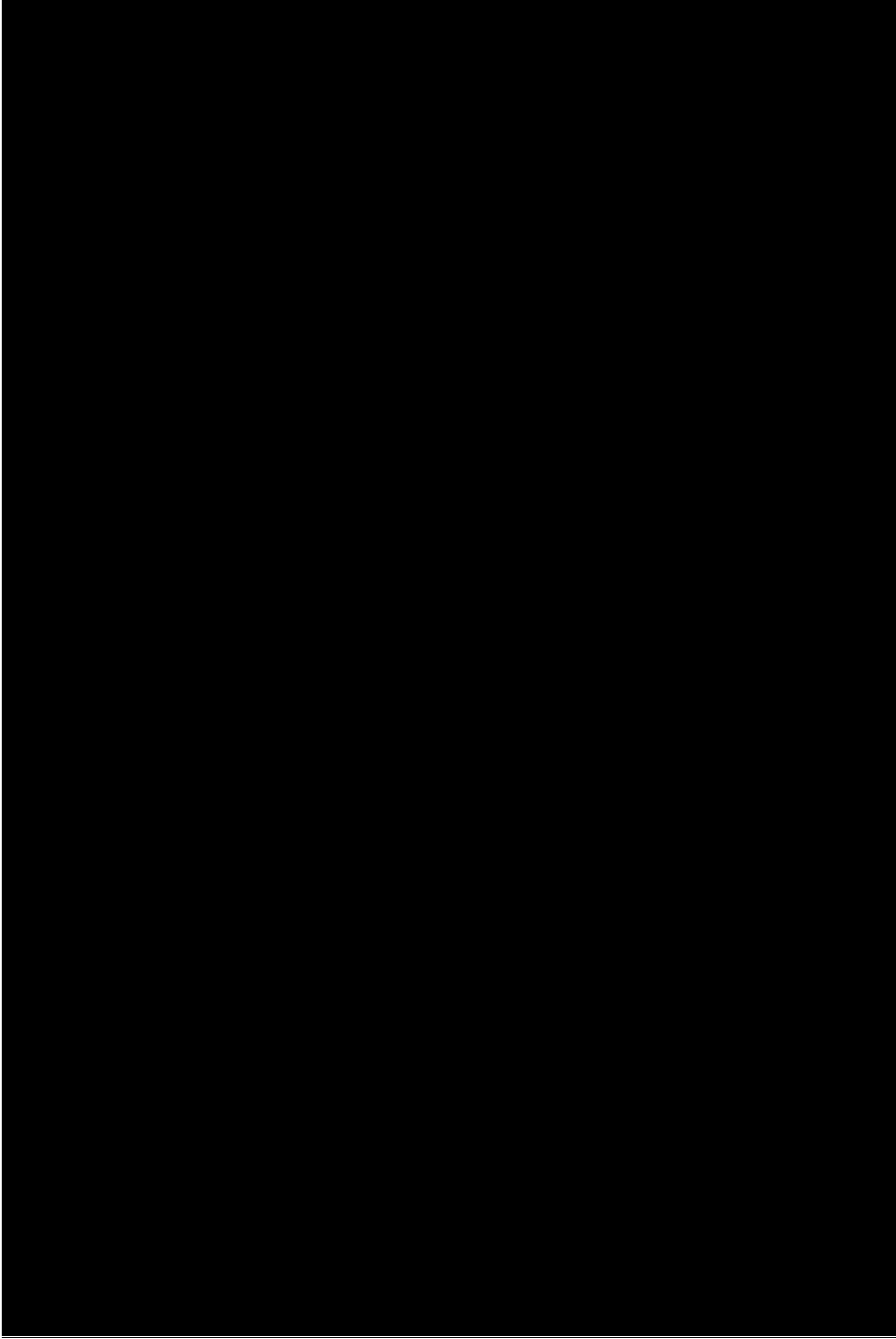
کوان کے اس عمل سے (کہ برسوں کا عادی انسان بوقت واحد شراب ترک کرنے پر) سخت تعجب تھا۔ اس کے بعد ایک دفعہ تولن صاحب سخت علیل ہو گئے اور یہی علالت ان کی آخیر تھی چنانچہ محمد ابراہیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز تولن صاحب کو دیکھنے گیا تو ان کی آخری حالت تھی میں ان کو اپنے پیر کا تصور کرنے کے متعلق توجہ دلایا یہ سن کر تولن صاحب نے ہنستے ہوئے (اپنی جان کندنی کے عالم میں) کہنے لگے کہ یاد کرنے کا کیا موقع ہے اس وقت پیر مرشد کو میرے پلنگ کے پاس میرے بازو تشریف فرما ہیں اور گھر والوں کو بلا کر کہنے لگے تم لوگ کیوں غافل ہیں تم کو کیا ہو گیا ہے کہ حضرت قبلہ تشریف لائے ہیں اور تم لوگ قدم بوسی حاصل نہیں کرتے میرے پلنگ کے پاس تشریف فرما ہیں۔ جلد فرش کرو اور بٹھاؤ یہ کہتے ہوئے اس دار فانی سے راہی بہ عالم جاودانی ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بہ مصداق آپ کے فرمان مبارک کے کہ

حرز جانام ترا افضل شیدا دارد　　　　دم آخر زکرم اے شہ خوباں مدد ے

۱۸　　مولوی عظیم یار خان صاحب فرماتے ہیں کہ میں بالعموم اتوار چھٹی (اتوار) میں آپ کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوا کرتا چنانچہ ایک دفعہ آپ قاضی پیٹھ شریف میں مقیم ہیں تو میں ہفتہ کی شام کے وقت بلدہ سے ورنگل جانے والی گاڑی سے نکل کر اسٹیشن قاضی پیٹھ شریف پر اتر وہاں میرے ماموں ہیڈ کانسٹیبل ریلوے تھے۔ اور میرا ایک ہم جماعت ماسٹر تھا چونکہ اس رات

آسمان پر ابر بھی تھا اور اندھیری رات تھی۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ اندھیری رات ہے اور پھر ابر بھی گھرا ہوا ہے اس کے علاوہ چار پانچ روز سے قاضی پیٹھ اور اسٹیشن کے درمیان جنگل میں ریچھ لوگوں کو زخمی کر رہا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ تم رات ہمارے پاس گذار کر صبح قاضی پیٹھ شریف جاؤ وغیرہ تو میں نہیں مانا۔ وہ لوگ ہر چند اصرار کرتے رہے۔ مگر میں تنہا اسٹیشن قاضی پیٹھ سے درگاہ شریف روانہ ہوا۔ اتفاق سے اس سفر میں گھر سے نکلنے کے بعد میرے دل میں بار بار یہ خیال آتا رہا کہ آپ کے دادا حضرت اقدس سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہ اپنے ایک مرید کو آن کی آن میں قاضی پیٹھ شریف سے بلدہ پہنچا دئے تھے۔ اور آپ ان کے جگر گوشہ ہو کبھی ہمارے ساتھ آپ نے ایسی دستگیری نہ فرمائی ہر وقت ہم کو روپیہ اور وقت صرف کر کے مصائب سفر برداشت کرتے ہوئے۔ خدمت اقدس میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔ یہی وساوس دل و دماغ میں گھومتے رہے۔ غرض میں اس رات اپنے ماموں ماسٹر سے اجازت لیکر اسٹیشن سے ریلوے لائین پر چل پڑا۔ ریلوے سگنل پار ہو گیا تو دیکھا کہ ایک ریچھ جھاڑوں کے پودے سے برآمد ہوا اور آواز دیتے ہوئے میری جانب رخ کیا میں سمجھا کہ کسی اور جانب چلا جائے گا مگر وہ میرے سامنے بالمقابل آنے لگا۔ حتیٰ کہ بالکل میرے سامنے آ گیا اور تین چار قدم کے فاصلے پر غراتے ہوئے مجھ پر جست کرنے آمادہ ہوا تو مجھے کچھ سمجھائی نہ دیا (چونکہ میں حضرت قبلہ کے لئے کچھ عمدہ مٹھائی تیار کروا کر لا رہا تھا) اس عالم





فرمائے اور اس واقعہ کو اپنے دادا حضرت کی آمداد پر محمل فرماتے ہوئے مجھے احاطہ درگاہ شریف میں بیابانی میاں کے پاس جاکر آرام کرنے کی اجازت صادر فرمائی گئی اور پھر آپ کمرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔

میں نے خیال کیا کہ میرے اس خیال و تصور کے تحت کہ چشم زدن میں آپ کے دادا حضرت کسی کو بلدہ پہنچادیتے تھے تو مجھے بھی آپ نے اس واقعہ میں ریلوے سگنل کے پاس سے چشم زدن میں درگاہ شریف کے پاس لاکر چھوڑا اور ریچھ کے حملہ سے بھی بچالیا۔

جناب عظیم یار خان صاحب کا جو تصور تھا وہ قصہ افضل الکرامات مطبوعہ بار دوم کے صفحہ ۵۵ پر سلسلہ کرامات (۳۰) پر درج ہے کہ حضرت اعلیٰ واقدس دادا پیر سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہ العزیز اپنے مرید میر رحمت علی صاحب کو قاضی پیٹھ شریف سے الوال پہنچادیا تھا اور یہی کرامت منظوم مدائح بیابانی کے صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۵ پر درج ہے۔

۱۹ جناب عبدالغفور صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ پونہ مقام سے رزاق شاہ صاحب (سید شاہ عبدالرزاق صاحب) کا خط میرے نام آیا جس میں انھوں نے لکھا تھا کہ آجکل میں پونہ کے علاقہ میں اراضیات کی پیمائش کیلیے خانگی طور پر ماموروکارگذار ہوں مگر کام بہت سخت اور تنخواہ بالکل کم ہے۔ بیحد مشکلات پیش آرہے ہیں اس لئے میرا یہ خط حضرت قبلہ کے ملاحظہ میں پیش

کر کے میری تکلیف کے ازالہ کیلیئے دعا خیر کی استدعا میری جانب سے پیش کرو۔

میں اس خط کو لا کہ آپ کے ملاحظہ میں پیش کر دیا۔ (چونکہ اسوقت آپ علیل تھے) ارشاد ہوا کہ تم ہی پڑھ کر سناؤ حسب الحکم سنا دیا واقعات سنکر کچھ دیر آپ آنکھ بند فرمالیئے۔ اور اسی عالم میں آپ نے یہ مصرعہ پڑھا" کوئی آفت تیرے مئے خانہ پہ آنیکی نہیں" پھر آنکھ کھولے میں عرض کیا کہ شاہ صاحب کو کیا جواب دیا جائے۔ یہ سنکر آپ نے اسی مصرعہ کو دھرایا تو میں نے عرض کیا کہ ان کے جواب میں یہی مصرعہ لکھا جائے؟ آپ نے فرمایا ہاں" کافی ہے بس یہی جواب دیا جائے۔"

چنانچہ حسب ارشاد گرامی یہی جواب دیا گیا۔ اسکے بعد شاہ صاحب کا ایک اور تفصیلی خط آیا جس میں انھوں نے ایک واقعہ لکھا تھا (جو بمطابقت تاریخ اسی وقت وروز کا تھا۔ جس روز آپ کا پہلا خط ملاحظہ عالی میں پیش کیا گیا تھا) اس روز شاہ صاحب پونہ میں کسی نہر کی پیمائش کے سلسلہ میں راوٹی لگائے ہوئے متصل نہر اپنے کسی ساتھی کے ہمراہ ٹھیرے ہوئے تھے کہ نہر میں غیر معمولی طور پر یک بیک سیلاب آگیا۔ اور ان کی راوٹی اُکھڑ گئی اور یہ دونوں اس میں اچانک بند ہو کر بہنے لگے۔ اس حالت میں شاہ صاحب کی زبان سے "یا پیر" نکلا اس کے ساتھ ہی وہ کیا دیکھ رہے ہیں کہ وہ اور ان کے ساتھی دونوں نہر کے کنارہ کھڑے ہوئے ہیں۔ جناب عبدالغفور صاحب فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب نے اس واقعہ کا

وقت وتاریخ بھی لکھی تھی میں مطابقت کیا تو وہ وہی وقت تھا جس وقت آپ نے
آنکھ بند فرما کر وہ مصرعہ پڑھا تھا۔

نوشتہ:۔ رزاق شاہ صاحب آپ کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ اپنے پیر سے
ان کی نسبت بڑی قوی تھی۔

۲۰ جناب فیض الدین صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت قبلہ کے ہمراہ بلدہ میں مقیم ہوں۔ ایک روز کا اتفاق ہے کہ حسب ارشاد عالی کسی کام پر میں (اندرون شہر) بازار گیا تھا۔ واپسی کے موقع پر مسلم جنگ پل پر میرے بازو ایک لاری جس میں بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے گذر رہی تھی اسی طرح درمیان پل پر پہنچے تھے کہ ہمارے پیچھے سے ایک کار جس میں لوگ بیٹھے ہوئے تھے آئی کار والے ڈرائیور نے نہایت تیزی سے اپنی موٹر کار اس لاری سے آگے بڑھانے کی دھن میں سامنے لایا چونکہ میں لاری کے بازو بازو سیکل پر آرہا تھا مجھے درمیان میں لیکر وہ اپنی کار کی رفتار کو تیز کرنا چاہتا ہی تھا کہ دونوں موٹروں کی ٹکر ہو کر ایک زبردست آواز ہوئی میں نے اپنے کو اس کی دوسری بازو سڑک کے فٹ پات پر کھڑا ہوا پایا اور میری سائیکل دونوں موٹروں کی زد سے پرزے پرزے ہوگئی اس واقعہ کو دیکھ کر موٹر والے و دیگر راستہ سے گذرنے والوں کو میرے اس طرح بچ جانے پر بیحد حیرت ہوئی۔ سب کے سب کہہ اُٹھے کہ تمہارے حق میں کسی بزرگ کی دستگیری ہوئی کہ تم اس طرح بال بال بچ گئے۔ ورنہ پس جاتے

مجھے اسوقت زیادہ گھبراہٹ محسوس نہ ہوئی اپنی سیکل اسی مقام پر ایک کارخانہ میں درستی کے لئے دیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ آپ باہر برآمد ہیں اور میرا انتظار فرما رہے ہیں مجھے دیکھتے ہی آپ نے میری خریت دریافت فرمائی میں نے اپنا قصہ بیان کیا سنکر آپ نے دعائیں دیں اور برخاست فرما کر زنانہ میں تشریف لے گئے۔

دستگیری بعد وصال

ک۔۱ جناب محمد قاسم خان صاحب جو آپ کے مرید ہیں فرماتے ہیں کہ میرا لڑکا سرور خان سن شعور کو پہنچنے کے بعد کچھ ایسی طبیعت پایا کہ میرے اختیار سے باہر ہوگیا۔ کسی پیشہ پر اس کی طبیعت مائل نظر نہ آئی اس کو راہ راست پر لانیکی میں نے بیحد سعی کی مگر کارگر نہ ہوئی اور میں بے حد پریشان ہوگیا اور روز بعالم پریشانی ہنمکنڈہ سے رات کے وقت قاضی پیٹھ شریف پہنچا زمانہ سرما کا تھا اور اس رات شدت کی سردی تھی بعالم مایوسی اسی سردی میں بلا کسی بستر اوڑھنے کے آپ کی مزار اقدس کے قریب اسی چبوترے پر سوگیا (اس وقت آپ کو رحلت فرمائے ہوئے چند ماہ گذرے تھے گنبد کی تعمیر آغاز نہیں ہوئی تھی صرف چبوترہ تھا) اس رات خواب دیکھا کہ آپ متجلّی ہیں۔ میں شرف قدم بوسی حاصل کرکے عرض حال کیا۔ بعد سماعت ارشاد ہوا کہ منشی صاحب اتنی سی بات پر تم اس قدر پریشان ہوجاتے ہو۔ نہیں ہونا چاہیے۔ ”تمہارے لئے میں موجود ہوں نا“ سب کچھ اچھا ہوجائے

گا بے فکر رہو تفکرات کو اپنے قلب سے دور کردو۔

میں بیدار ہوگیا دیکھا کہ فجر کا وقت ہوچکا ہے بعد نماز فجر درگاہان اقدس کی زیارت سے فارغ ہوکر واپس ہوگیا اس واقعہ کے چند روز بعد ہی میرا لڑکا تحصیل کا ملازم ہوگیا اور اب اس قدر اطاعت گذار و سلیم الطبع ہوگیا ہے کہ اس سے نہ صرف میری فکر دور ہوئی بلکہ اس کے دیکھنے سے مسرت ہوتی ہے جو لائق تشکر ہے۔ حضرت قبلہ قدس سرہ کی دستگیری وان کے احسانات وغلام نوازی کا یہ کرشمہ ہے۔

ک۲ مولوی سید محمود صاحب فرزند سید محمد صاحب (بانی مدرسہ اسلامیہ متھواڑہ ورنگل) آپ کے واقعہ وصال شریف کے دوسرے سال بغرض حج وزیارت حرمین الشریفین تشریف لے گئے۔ مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ میں حج سے فارغ ہوکر مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور وہاں کئی روز مقیم رہا۔ بزمانہ قیام ایک رات نماز فجر کے کچھ دیر قبل میں خواب میں آپ کو دیکھا اور عرض ومعروض کی نوبت نہ آئی تھی کہ بیدار ہوگیا اٹھا وضو کیا مسجد نبوی میں حاضر ہوکر نماز فجر ادا کیا اس خواب کے اثر سے میرے قلب میں ایک غیر معمولی مسرت پیدا ہوگئی تھی۔ اس عالم مسرت میں کسی کو محسوس ہوئے بغیر ٹہلتے ہوئے روضہ اقدس کے اطراف ایک چکر لگا کر مسجد نبوی و روضہ اقدس کے درمیان پہنچا تو کیا دیکھ رہا ہوں کہ اس مقام پر آپ کھڑے ہوئے کسی صاحب سے گفتگو فرما رہے ہیں سر اقدس پر زعفرانی

رنگ کا عمامہ اور سفید جبہ مبارک ور ست مبارک میں عصاء اقدس یعنی بالکل اسی لباس وحالت میں جس طرح بعالم حیات رہا کرتے تشریف فرما ہیں میں آپ کو دیکھتے ہی تیزی سے آپ کی طرف بڑھا سلام عرض کیا قدم بوسی سے مشرف ہوا مصافحہ کیا اور دست مبارک اپنے ہاتھوں میں لیکر بوسہ دیا آپ مجھے دیکھتے ہی فرمائے محمود صاحب آپ تشریف لائے اچھا ہوا۔ بڑی مسرت ہوئی آپ کے دادا پیر کی سفارش سے آپ کی حاضری منظور ہوئی ہے۔ اسوقت تک میں اپنے دل میں یہی خیال کرتا رہا کہ آپ یہاں کب تشریف لائے ہونگے کچھ خبر نہ ہوئی ہم سے قبل ہی شاید یہاں رونق افروز ہوئے ہیں کاش اطلاع ہوتی تو میں بھی آپ کے ساتھ سفر کرتا۔

اس کے بعد معاً خیال آیا کہ آپ کا تو وصال ہو چکا ہے؟ جوں ہی یہ خیال میرے دل میں آیا۔ اس مقام پر میں تنہا تھا اور آپ میری نظروں سے اوجھل تھے اور یہ معمہ سمجھ میں نہ آیا۔ اسی مقام پر بہت دیر تک ٹھیرے ہوئے سوچتا وغور کرتا رہا۔

ایک تو خواب میں آپ کے نظر آنے سے ہی ایک مسرت تھی اور پھر بعالم بیداری اس مقام پر اپنی (ان سر کی) آنکھوں سے آپ کو دیکھنا اور مجھے اس طرح مصافحہ وقدم بوسی سے مشرف فرمانا وشرف تکلم بخشنے پر بے انتہا حیرت رہی اور اپنی اس خوش نصیبی پر اب تک نازاں ہوں اور یہ ناز مدت العمر مجھے رہے گا۔

۳۔ ۱۹۵۴ء کے اوئل کا واقع ہے کہ مولوی قمرالدین صاحب جو آپ کے مرید ہیں اور ان کو اپنے پیر سے نہایت قوی نسبت رہی ہے بلدہ حیدرآباد بازار پتھرگٹی پر ان کی پارچہ کی دکان ہے۔ اسطرح بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز میں شام کی گاڑی سے بہ ارادہ قاضی پیٹھ شریف بلدہ سے روانہ ہوا اور اسٹیشن قاضی پیٹھ شریف اُترا رات ہوگئی تھی۔ اسٹیشن سے ریلوے لائن کے راستہ سے بہ ارادہ درگاہ شریف نکلا اور چلا کچھ دور جا کر دیکھا ایک شخص ہندو دور فاصلہ سے ہاتھ میں ایک لٹھ لیئے ہوئے میرے پیچھے آرہا ہے۔ چونکہ میں تنہا تھا میرا خیال ہوا کہ شائد وہ میرا تعاقب کررہا ہے مگر میں پہلے تو اس خیال کو اپنی بدگمانی پر محمول کیا اور ٹالا چند قدم چلا لیکن وہی وسواس دل ودماغ میں گھومنے لگے اس تشویش میں ایک دومنٹ (محض اس کے ارادہ کو آزمانے کے لئے) کھڑا ہوگیا۔ جوں ہی میں چلتے چلتے ٹھیرگیا وہ بھی فوراً اپنی رفتار روک لیا۔ اس کے بعد پھر میں چلنے لگا اور یہ خیال کیا کہ شاید وہ کسی وجہ سے ٹھیر گیا ہو اور اس کو میرا تعاقب کرنے کا خیال نہ ہوگا اس کے بعد پھر میں دوبارہ اپنی رفتار کو روک کر ٹھیر گیا تو اسوقت بھی وہ شخص رکا دوبارہ اس کے اس عمل سے مجھے یقین ہوگیا کہ وہ ضرور مجھ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور بمقابلہ پہلے کے مجھ سے زیادہ قریب پہنچا حتیٰ کہ قریب تر ہوگیا (اسٹیشن درگاہ شریف کے بالکل درمیانی جنگل میں یہ واقعہ مجھے پیش آرہا ہے) جب وہ مجھ سے چند قدم کے فاصلہ پر پہنچا تو عالم ہراسانی میں

بے ساختہ میری زبان سے باواز بلند ''یا پیر'' کے الفاظ نکلے جوں ہی میری زبان سے لفظ پیر نکلا کیا دیکھ رہا ہوں کہ میرے پیچھے حضرت قبلہ متجلّی ہیں اور میری پیٹھ پر دست مبارک رکھے ہوئے فرما رہے ہیں کہ ''کیوں جی تم ڈر گئے میں تمہارے ساتھ ہوں نا'' گھبراؤ مت'' میں واقعہ عرض کیا ارشاد ہوا دیکھو وہ شخص کہاں ہے میں مڑکر دیکھا کہ وہ پلٹ کر اسٹیشن کی جانب جا رہا ہے۔

اس کے بعد حضرت قبلہ میرے ساتھ رہے اور میں آپ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ حتیٰ کہ درگاہ شریف کے روبرو ریلوے پھاٹک کے بالکل قریب پہنچے۔ اسوقت مجھے معاً خیال آیا کہ آپ کا تو وصال ہو کر کئی سال ہوئے جیسا ہی یہ خیال مجھے آیا دیکھا کہ آپ میری نظروں سے اوجھل ہیں۔ ورنہ اس کے قبل اس پریشانی کے عالم میں آپ کے متجلی ہونے پر آپ کے وصال ہونیکا مجھے مطلقاً خیال نہ آیا۔ غرض میں اسکے بعد ریلوے پھاٹک سے دروازہ مبارک میں داخل ہوا۔ اسوقت حضرت اقدس شاہ عبدالکریم صاحب قبلہ وہاں تخت پر رونق افروز تھے۔ آنحضرت کی قدم بوسی سے مشرف ہوا اور اس حالت میں بے ساختہ میری آنکھوں سے سیلاب اشک جاری ہوا۔ آنحضرت نے وجہ دریافت فرمائی تو میں نے اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔

ہمارے حضرات کرام علیہ الرحمہ (حضرت قبلہ و بیابانی میاں قبلہ ولالہ میاں حضرت) رحلت فرمائے ہوئے کچھ زیادہ مدت نہیں گذری اور ان حضرات

کے فیض صحبت سے استفادہ حاصل کیے ہوئے اور ان کے تفصیلی حالات جاننے والے سینکڑوں ہی کیا ہزارہا معتقد و مرید اسوقت (زندہ) موجود ہیں تین سال سے یہ دیکھا جارہا ہے کہ بعض دفعہ جب میں درگاہان اقدس کی زیارت کیلئے حاضر ہوتا ہوں تو (مقامی زائرین سے) چند نو عمر لڑکے مجھے سے ان حضرات کی پاک زندگی کے بعض بعض واقعات دریافت کرنے کے بعد اپنے آپسی روایات کو رفع کرتے ہوئے مطمئن ہوتے نظر آرہے ہیں حالانکہ بلا لحاظ عمر (میرا خیال ہے کہ) یہ وہ بچے جنھوں نے اپنے بچپن میں ان حضرات کو دیکھا ضرور ہے مگر (بہ تقاضائے بشیریت) اس کم سنی میں دیکھے ہوئے واقعات اپنے ذہن و دماغ میں محفوظ نہ رہنے کی وجہ ان کے قلوب میں (بشوق عقیدت) شاید تفصیلی و صحیح واقعات معلوم کرنے کی جستجو پیدا ہوگئی ہے۔ بہت ممکن تھا کہ وہ اپنے بزرگ خاندان و آباء وخود سے بڑی عمر رکھنے والوں سے دریافت کرلیتے باوجود اس امکان کے بھی (چونکہ پچھلے یعنی گذشتہ واقعات یادرکھنے کا مادہ قدرتاً سب میں یکساں نہیں رہتا اور پھر اس میں راوی کی صداقت بیانی کا بھی زیادہ اعتبار ہوا کرتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے ذاتی اعتبار کی بناء پر حسب دلخواہ لوگوں سے دریافت کرنے پر مجبور نظر آرہے ہیں)

ان پیش شدہ حالات سے نہ صرف تعجب بلکہ افسوس ہوتا ہے کہ اس سے پہلے پشت کا ہی اگر اس بارہ یہ عالم رہا تو آئندہ ہونیوالی نسلیں ان حضرات کی

حیات طیبہ کے حقیقی روایات سے کس طرح واقف ہوسکیں گی۔ اس کے تعلق بجز اس کے کہ جن خیالات کے پیش نہاد لمعات بیابانی مرتب کی گئی ہے اسی مطمع نظر (حسب ایماواجازت) حضرت مقدسہ صاجزادی صاحبہ مدظلہا ان دونوں حضرات (حضرت بیابانی میاں قبلہ ولالہ میاں حضرت قبلہ علیہما الرحمۃ) کے مختصراً حقیقی سوانحات زندگی کو (بلا مبالغہ وتصنع) ''بصیرت بیابانی'' ولالہ بستان بیابانی سے موسوم ومرتب کرتے ہوئے کتاب ہذا ''لمعات بیابانی'' جز اُضم وشامل کردیا گیا ہے۔ تاکہ ناظرین کرام کو بسلسلہ ''لمعات بیابانی'' ان حضرات کے واقعات معلوم کرنے میں سہولت ہو۔

وما علینا الا البلاغ وما توفیقی الا باللہ العظیم

اللھم اسعدنی سعادۃ الدنیا والآخرۃ برحمتك یا ارم الراحمین۔

آمین۔

حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف ابولبیان سبحانی شاہ بیابانی رفاعی القادری۔

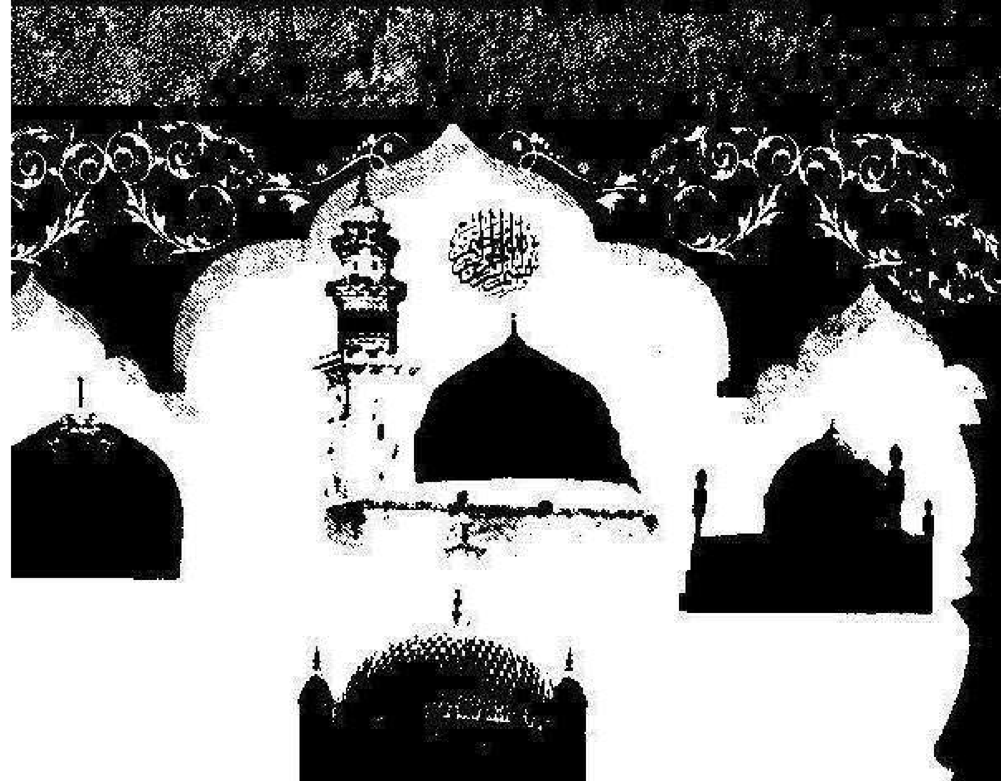
EMAIL:CONTACT@AFZALBIABNI.NET

نذرانۂ عقیدت

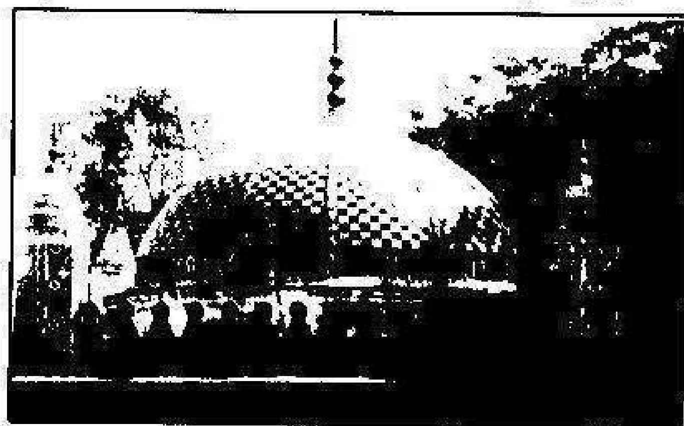
جناب غوث صمدانیؒ کے صدقے
محی الدین جیلانیؒ کے صدقے
شہ افضل بیابانیؒ کے قربان
شہ سرور بیابانیؒ کے صدقے
مرے آقا پہ ہیں ہر آن و ہر دم
غلام افضل بیابانیؒ کے صدقے
زصد نظر عقیدت جان و دل سے
ضیاء الدین بیابانیؒ کے صدقے
بنےؒ سب نامدارؒ و شمسؒ و محمودؒ
ہوئے نظر بیاباںؒ کے صدقے
بنوں [illegible] بنا لیجیے کرم سے
تمہارے نقش کا لاثانی کے صدقے
مرے آقا جو تم چاہو بنوں میں
طریق افضل رحمانی کے صدقے
اک ادنیٰ نظر رحمت کا ہوں محتاج
شبیہ [illegible] نور یزدانی کے صدقے
شہا سعادت کو کملی میں چھپالو
ترے طرز نگہبانی کے صدقے

حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف ابولبیان سبحانی شاہ بیابانی رفاعی القادری۔

حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف ابولبیان سبحانی شاہ بیابانی رفاعی القادری۔



محی ملت ومظہر تجلیات یزدانی رفیع الشان سید شاہ غلام افضل بیابانی



لمعات بیابانی

فی

تذکرات افضل ثانی

حضرت اعلیٰ واقدس سید شاہ غلام افضل بیابانی (مالک قبلہ) قدس اللہ سر

سید خواجہ سعادت حسین شاہ بیابانی



باہتمام: مرکزی بزم افضل بیابانیؒ قاضی پیٹھ، ورنگل